بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

کتاب مشتہر بہ جذب القلوب الی دیار المحبوب جو بعبارت فارسی تصنیف سلطان المحققین حضرت شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہے اسکا ترجمہ نہایت خوب فصاحت اسلوب

جذب القلوب ترجمہ مرغوب

کہ برکت بیان فضائل مدینہ انوار گنجینہ سے حرز جان اہل ایمان ... ہے یہ تصحیح بالا کلام بہ حسن اہتمام سنجیدہ و بحسن انتظام پسندیدہ کارپردازان

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں چھپا

بار ۱۱۱

۱۸۹۳ء

فہرست مرغوب القلوب ترجمہ اردو جذب القلوب الی دیار المحبوب

پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ جب سرورِ انبیا صلّی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف لائے تو قبل
رونق بخشی مدینۂ مطہرہ تین روز یا زیادہ علی اختلاف الروایات بنی عمرو بن عوف مین کہ
ساکنانِ قبا تھے تشریف رکھی اور مسجد قبا کی نیو ڈالی اور ایک روایت مین ہو کہ اہل قبا نے
بھی قبا مسجد کے باب مین عرض کیا تھا آپ نے صحابۂ کرام کی طرف اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا
کہ ایک شخص تم مین سے میری ناقہ پر سوار ہو کر اوسے پھراوے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
کھڑے ہو گئے اور اوسکی پیٹھ پر سوار ہوئے ناقہ نہ اُٹھی بعد اسکے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ
سوار ہوئے جب بھی نہ اٹھی بعد اوسکے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اوٹھ کر پانون رکاب مین
ڈالا ہی تھا کہ ناقہ مبارک کود کر کھڑی ہو گئی آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اسکی
باگ چھوڑ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو جہان حکم دیا ہو وہان ٹھہر جائیگی آخرش جس جگہ وہ ٹھہری
رہی جگہ آنحضرت نے مسجد قبا کی بنا ڈالی اور قبا والون کو حکم دیا کہ پتھر جمع کرین پھر آپ نے ایک خط
تعیین قبلہ کے واسطے کھینچدیا اور ایک پتھر اپنے دستِ مبارک سے اٹھا کر نیو کی جگہ رکھدیا اور
صحابۂ کرام کو ارشاد ہوا کہ ہر ایک ترتیب ایک ایک پتھر اپنے اپنے ہاتھ سے رکھدے اور دیگر بعض
روایات مین آیا ہو کہ جبرئیل علیہ السلام نے آکر جہت کعبہ کی دکھلائی شاید دوسری بنا کے وقت
ہوا ہے جو تحویل قبلہ کے بعد واقع ہوئی ورنہ قبلہ اوس وقت مین بیت المقدس کی طرف تھا اور
روایات ثقات سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بناے مسجد قبا کے وقت آپ بھی پتھر
ڈھوتے تھے اور بقول بعض مفسرین آیۂ قرآنی لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ مسجد قبا کی شان
مین نازل ہوئی اسواسطے کہ دینِ اسلام مین پہلے وہی مسجد بنی ہو اور اُس مسجد والون کی مدح
مین بھی یہ آیہ نازل ہوئی فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بنی عمرو تم کیا ایسا عمل کرتے ہو جس سے ایسی مدح اور کرامت کے مستحق
ہوئے انھون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کوئی عمل نہین جانتے سوا اس بات کے کہ ہم لوگ پانی
سے استنجا کر کے پانی سے خوب طہارت کر لیتے ہین فرمایا یہی سبب ہو جو اس منقبت کے ساتھ خاص ہوئے

لہ البتہ وہ مسجد کہ بنیاد رکھی گئی ہے اوپر پرہیزگاری کے پہلے دن سے ۱۲ ؎ اس مین اوسکے مرد ہین کہ دوست رکھتے
ہین یہ کہ پاکی کرین اور اللہ دوست رکھتا ہے پاکی کرنے والون کو ۱۲۔

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادای شکر منعم حقیقی جلت نعمائہ مین عقل حیران ہو کہ خارج از حیز امکان ہے اوسکی نعم غیر متناہیہ کی
انتہا نہین کہ داخل دائرۂ احصا ہین ہر فرد مخلوقات مین نعمتین غیر متناہیہ بالفعل موجود ہین خلاصہ
ہے براہین ابطال تسلسل بے سود ہین ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا[1] اسپر دلیل ہے پھر شکر بجا
لانا کیا سہل ہے بالخصوص ایک نعمت عظمی رحمۃ للعالمین کا ارسال ہے اونکا
ادائے شکر واجب کما ینبغی دوات ممکنہ سے محال ہے وجود باوجود اونکا اصل موجب
عالم ہے اور وجود نوال اونکا موجب بخشایش آدم و اولاد آدم ہے شفاعتی لاہل الکبائر
من امتی[2] بشارت عامہ ہے اور وجوب شفاعت لزائرین کی زیارت قبر مطہر جلت نائرۃ زوارہا
ظہورا اونکا فیر [illegible] ہو رہے اور مضجع شریف اونکا قرار ہین الف ملک فی کل یوم
الی یوم البعث والنشور[3] ہے کثرت خیر و برکات اونکی علت غائیہ ایجاد ممکنات ہے محبت
اونکی وسیلہ نجات ہے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم اما بعد پوشیدہ نرہے
کہ بندۂ درگاہ احد محمد عبید ابو احمد غفر اللہ الصمد ایک مدت مدید سے چاہتا تھا کہ کتاب
جذب القلوب الی دیار المحبوب کہ سلطان المحققین فخر المدققین عمدۃ المحدثین زبدۃ ال
الراسخین وارث الانبیاء والمرسلین خاتمۃ البرکۃ المحظلین محی السنۃ السنیہ مروج الملۃ المحققہ

---

۱ اگر شمار کرو تم نعمتین خدا کو نہ پاؤ تم اوسکو ۱۲ ۲ میری شفاعت گناہ کبیرہ کرنے والون میری امت سے ۱۲
۳ قبر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جگہ زیارت ستر ہزار فرشتون کا ہر دن اور ہر رات مین روز قیامت تک

معدن الصفات الرضیۃ منبع الملکات المرضیۃ من آیات الباری شیخنا و امامنا الشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی
البخاری قدس اللہ سرہ نے احوال مدینہ مطہرہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً و تکریماً میں تالیف کی ہے زبان
اردو میں ترجمہ کیا جاوے کہ مسلمان بھائی جو زبان فارسی پر قادر نہیں ہیں اس سے بہرہ یاب ہوں
اور سو جان سے قربان تام بلیغ شغلی کا سبب ہوں لیکن بوجوہ چند در چند سے اس کا میسر نہوا کہ سنہ ۱۲[illegible]
میں سید العلماء سلطان الفضلاء امام ائمۃ المعقول البحر الزاخر فی علوم التفسیر والحدیث والفقہ
والاصول برہان السلف حجۃ الخلف مرشد زادۂ آفاق مولانا شاہ عبد الحق بن شیخ سادۃ
الواصلین سید شیوخ العارفین سرخوش رحیق مروق خمخانۂ تحقیق جرعہ نوش صہبای فیض اماے
تدقیق سرمست نشۂ عرفان یزدانی غریق بحر معرفت سبحانی مستغرق دریای گوہر اماے توحید سیاح
لجۂ پرموجۂ تجرید سیاح اقالیم کشف شہود پرتو خورشید مبین الوجود ثمرۂ شجرۂ باغستان رشادت
ولایت رائحۂ طیبۂ چمنستان فضل و ولادت شیخ معرفت پیر طریقت شبلی دوران جنید زمان الشیخ
الاجل الکامل المقبول مولانا و مرشدنا حضرت سید شاہ غلام رسول بریلوی ثم الکانفوری روح
اللہ روحہ بقبول القبول حج بیت اللہ الحرام و زیارت مرقد سید الانام علیہ و علی آلہ السلام سے
شرف حاصل کر کے مراجعت فرما کے وارد دار الامارۃ کلکتہ ہوئے فقیر حقیر کمال مشتاق ہو کر حاضر
آستانۂ شریف ہوا اور ملازمت عالی سے شرف حاصل کیا اور اپنی تمنائے دلی کا کہ مدتہا سال
سے جاگزین دل اخلاص منزل تھی آپکی خدمت عالی میں معروض ہوا آپ نے از راہ کمال عنایت
میری عرض کو پذیرا فرمایا اور ایک چند عرصہ میں کمال خوبی اور لطافت کے ساتھ ترجمہ لکھا
اللہ تعالیٰ آپ کی سعی کو مشکور فرماوے اور اس ترجمے میں ایک لطف اور بھی ہے کہ اوسکے
مطالعہ کرنے والے کو حاصل ہوگا کہ جو جو تغیرات و تبدلات مدینہ طیبہ میں زمانہ حضرت شیخ
قدس سرہ کے بعد واقع ہوئے ہیں ہمارے حضرت نے اوس کی طرف بھی جہاں جہاں
مناسب تھا ارشاد فرمایا ہے اور اس ترجمہ شریفہ کا نام ترجمہ مرغوب
جذب القلوب رکھا گیا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس نفع پہنچاوے بحرمت

سید الامجاد و ہو الہادی

الی سبیل الرشاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین بعد اسکے
جاننا چاہیے کہ بندہ مسکین ضعیف عباد اللہ عبد الحق بن شاہ غلام رسول بن شاہ ولی
غفر اللہ لہم سن بارہ سو اناسی ہجری نبوی میں ہمراہ رکاب حضرت والد ماجد قدس
اللہ سرہ کے حج بیت اللہ الحرام و زیارت قبر مطہر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
شرف و سعادت حاصل کرکے دار الامارۃ کلکتہ میں وارد ہوا اور کسی جہت سے چندے
وہاں ٹھہرا اوس درمیان میں مسلمانان کلکتہ خصوصاً دوست دلی محب قلبی فاضل بے بدل
عالم باعمل مولوی قاضی عبد ابو احمد سلمہ اللہ تعالے کے پاس خاطر ترجمہ کتاب جذب القلوب
الی دیار المحبوب زبان اردو میں لکھا اللہ تعالے قبول فرمائے اور مسلمانوں کو اوس
سے نفع پہونچاوے بھائی مسلمان کی خدمت میں عرض یہ ہے کہ اس ترجمے میں جہاں کہیں
غلطی پاویں اصلاح فرماویں کہ موجب اجر و ثواب ہوگا وعلی اللہ التوکل وبہ الاعتصام
حضرت شیخ قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ بعد حمد و صلوٰۃ کے کہتا ہے فقیر حقیر نحیف و ضعیف
اضعف عباد اللہ القوی عبد الحق بن سیف الدین ترک دہلوی بخاری کہ ہر زمانے میں علمائے
سیر و تواریخ نے مدینہ مطہرہ کے فضائل و اخبار میں کتابیں لکھی ہیں اور اون سب میں

ف سب تعریف ثابت ہے واسطے اللہ کے جو پروردگار ہے تمام عالم کا اور نکوئی عاقبت کی ثابت ہے واسطے پرہیزگاروں کے
او رحمت کاملہ نازل ہو جیو اوپر رسول اوس کے کہ اسم مبارک اونکا محمد ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اوپر آل اور
اصحاب اونکے سب کے اوپر ۱۲ ف اور اوپر اللہ کے بھروسا ہے اور باستعانت اوسکے گناہوں سے بچنا ہے ۱۲ —

تالیفات عالم المدینہ سید نورالدین علی بن سید عفیف الدین عبداللہ بن احمد حسینی سمہودی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہورتر اور عمدہ ترین تواریخ مین پہلی کتاب اونکی وفاء الوفا باخبار دار المصطفی ہے کہ جسکو اوسکی کتاب مسمی بانتقاد الوفا سے قبل اوسکے تمام کرنیکے سن آٹھ سو چھیاسی مین مختصر کیا تھا اور اصل کتاب وہ جو مسجد شریف مین آتش زدگی ہوئی تھی اوس مین جل گئی اور مختصر اوسکا سلامت رہا اور یہ کتاب وفاء الوفا ایک ایسی کتاب ہے کہ سارے احوال مدینہ طیبہ اور وہ تمام حوادث جو اوس مین واقع ہوئے ہین اور احادیث و آثار جو اوسکی شان مین وارد ہوئے ہین ساتھ تعدد روایات اور اختلافات اقوال کے اوس مین مذکور ہین بعد اوسکے سن آٹھ سو تمانوے مین سید ممدوح نے اسی کتاب وفاء الوفا سے ایک اور مختصر نہایت منقح و مہذب منتخب کیا اور اوسکا نام خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفے رکھا اب اس زمانے مین مشہور و متداول آدمیون مین یہی ہے اور کاتب حروف کے پیش نظر اکثر مواضع کتاب وفاء الوفا کے تھے اگر اتفاقاً بعضے روایات مین کتاب خلاصہ کے ساتھ مخالفت ظاہر ہو تو عجب نہین اور سید سمہودی علیہ الرحمہ کا ایک رسالہ اور ہے کہ جس مین خاص قصہ آتش زدگی اور منہدم ہوجانے مسجد شریف اور لوگون کے تاخیر کرنے کا سبب اوسکی تجدید عمارت مین مذکور ہے اور اس رسالہ مین مسئلہ حیات انبیا کو نہایت تفصیل کے ساتھ تحقیق کیا ہے کچھ اس رسالے سے بھی جہان چاہیے تھا نقل کیا ہے اور اگر احیاناً کسی اور تواریخ و کتب سے بھی کچھ نقل کیا گیا ہوگا تو نے ذکر ماخذ نہوگا الا ماشاء اللہ اور اس کتاب یعنے جذب القلوب الی دیار المحبوب کے مسودہ کرنے کی ابتدا سن نو سو اٹھانوے مین مدینہ طیبہ مین ہوئی اور صاف کرنے کی توفیق سن اکہزار ایک مین بلدۂ دہلی مین پائی و الحمد للہ الموفق للعباد و منہ الاستعانۃ فی المبداء و المعاد اور مقاصد اس کتاب کے سترہ باب مین منحصر ہین باب پہلا تعداد اسما و القاب شریفہ مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً مین باب دوسرا اس بلدۂ طیبہ کے فضائل مین جو احادیث وغیرہ سے ثابت ہین باب تیسرا اس مضمون مین کہ اس زمین مقدس پر پہلے کن لوگون نے رہنا اختیار کیا اور جناب سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کے وقت وہان کون لوگ

رہتے تھے باب چوتھا ذکر سبب ہجرت حضرت سید الاولین والآخرین علیہ الصلاۃ والسلام
مین باب پانچوان بیان ہجرت سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم مین کہ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو کس عنوان سے تشریف لے گئے باب
چھٹا کیفیت بنائے مسجد شریف ہوئی اور سارے مقامات عالیہ مین باب
ساتوان اون تغیرات و زیادات کے بیان مین جو بعد رحلت فرمانے حضرت
سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ائمہ و سلاطین و امراے ظہور مین آئے ہے اور
اوضاع و احوال کے ذکر مین بر سبیل اختصار و اجمال باب آٹھوان مسجد شریف
اور روضہ منین ریاض الجنۃ اور منبر شریف کے فضائل و خصوصیات و مناقب مین
باب نوان ذکر بنائے مسجد قبا اور مساجد مدینہ مین جو ماثورہ ہین اور مظاہر انوار
محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم وعلے آلہ واصحابہ اجمعین صلوۃ کاملۃ باب دسوان ہے
اون کنوؤن کے ذکر مین جنھین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شرف فرمایا ہے اور
مشہور و ماثور ہین باب گیارھوان اون جگہہ ہاے متبرکہ کے ذکر مین جو کہ
مدینے کی راہ مین ماثور و مشہور ہین باب بارھوان بیان فضائل بقیع اور
ذکر مقابر مشہورہ مین جو اس مین واقع ہین باب تیرھوان بیان فضائل جبل احد
مین کہ محب و محبوب سید الانبیا و منزل سید الشہدا ہے صلے اللہ علیہ وسلم ورضی عنہ
باب چودھوان بیان فضائل زیارت حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم
مین کہ مقصد اعلی و مطالب اقصاے مومنین و مسلمین ہے اور اثبات حیات انبیا علیہم
الصلوۃ والتسلیمات مین باب پندرھوان بیان حکم زیارت قبر اعطر واطہر واقدس
سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم مین کہ واجب ہے یا مستحب اور بیان توسل
واستمداد مین ساتھ اوس جناب منقبت مآب و در رسالت مآب کے علیہ و علی آلہ
الصلوۃ والسلام باب سولھوان ذکر آداب زیارت فیض بشارت حضرت
خیر الانام اور مدینہ منورہ کے قیام اور رجوع الی اپنے وطن کے پہونچنے مین باب
سترھوان ذکر فضائل ورود مین اور جو کچھ اوس سے متعلق ہے

پہلا باب

بیان اسماء و القاب شریف مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً میں جاننا چاہیے کہ کثرت اسما دلیل ہے
عظمت مسمٰی پر چنانچہ کثرت اسماے الٰہی جل سلطانہٗ اور القاب حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ
وسلم اسی بات پر دلیل ہے بعضے انہیں میں سے جس وقت ہر نام مشتق ہوا اچھے ماخذ سے اور سوا مدینہ منورہ کے کوئی
شہر ایسا نہیں جسکے اس کثرت سے نام ہوں بعضے علما نے ڈھونڈھکر سو نام کے قریب نکالے ہیں اور
بعضوں نے زیادہ اس سے بھی اور بعضوں نے کم اور ان اوراق میں فقط جتنے نام کہ اُس کی
شرافت اور کرامت پر دلالت کرتے ہیں ذکر میں آتے ہیں بسم اللہ العلی العظیم ایک طابہ ہے
بتخفیف باے موحدہ دوسرا طَیبہ بسکون یاے تحتانیہ تیسرا طیبہ بتشدید تحتانیہ چوتھا طاب تیسرے اور
چوتھے مشتق ہوں اسی مادہ سے اگرچہ تعظیم اور ادب مقتضی اسی کو ہے کہ جتنے نام حضرت علیہ
الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہیں اوتنے ہی لینا چاہیے مگر شاید اِس مقام میں دعویٰ پائے جانے
مسمّی دلالت کا جواز توسیع پر گنجایش رکھتا ہو واللہ اعلم اور ان ناموں کا اطلاق مدینہ منورہ پر
کئی سبب سے ہر ایک تو یہ کہ مدینہ مطہرہ طاہر ہے نجاسات شرک سے دوسرے یہ کہ وہاں کی ہوا سلیم طبعوں
کے ساتھ موافقت رکھتی ہے تیسرے یہ کہ وہاں بوے بد کا نام و نشان نہیں چوتھے یہ کہ ہر چیز وہاں کی اچھی
ہے لوگ کہتے ہیں کہ مدینے کے رہنے والے وہاں کی مٹی اور در و دیوار سے ایسی خوشبو پاتے ہیں کہ کسی خوشبو
میں یہ بات نہیں ہے اور شاید کہ کچھ تھوڑی سی خوشبو بعضے محبان صادق غریب الوطنوں نے بھی سونگھی ہو ابی
عبداللہ عطار کہتے ہیں شعر بِطِیبِ رسُولِ اللہِ طَابَ نَسِیمُہَا ÷ فَمَا المِسکُ وَالکَافُورُ وَالمَندَلُ الرَّطب
حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالےٰ کہتے ہیں کہ مدینے کی مٹی میں ایسی ایک خاص خوشبو ہے کہ ویسی
خوشبو مشک اور عنبر میں نہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ بات بڑی عجیب ہے اور حقیقت میں کچھ
عجیب نہیں جہاں خوشبوئیں انفاس حبیب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہونچی ہوں وہاں خوشبو
مشک و عنبر کی حقیقت کیا ہے بیت وراں زمین کہ نسیمے وزد ز طرّۂ دوست ÷ چہ جاے
دم زدنِ نافہاے تاتاریست ÷ اور بھی وہاں جتنی خوشبو کی چیزیں ہیں پھول وغیرہ ہیں انکی

ملہ یعنی ساتھ خوشبو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو ہو گئی ہواے مدینہ پس کیا چیز ہے مشک اور کافور اور صندل ۱۲

خوشبوئین کچھ ایسی دیکھی ہین کہ اور جگہ کی چیزون اوس قسم کی خوشبوئین ہرگز نہین پائی جاتین
عنبر وفنا گل شرح ہین کہ ساتھ نسبت خاص آن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور او
معروف ہے بیت ز نسیم جان فزایت تن مردہ زندہ گردد * ز کرام باغی اسے گل کہ چنین
خوش بوئیت اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ ان اللہ امرنی ان اسمی المدینۃ طابہ اور بعض
سے منقول ہے کہ نام مدینہ طیبہ کا توریت مین طابہ اور طیبہ اور طیب ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ
علیہ کا مذہب ہے کہ جو شخص زمین مدینے کی طرف بدی کی نسبت کرے یا وہان کی ہوا کو
اچھی نہین کہے وہ شخص واجب التعزیر ہے اسکو قید کرنا چاہیے جب تک توبہ کرے زمانہ نبوت
سے پہلے مدینہ منورہ کو یثرب اور اثرب ہر دو نام سے کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے خداے تعالے و تبارک کے حکم سے اسکا نام طابہ اور طیبہ رکھا کہتے ہین کہ یثرب نام
ایک شخص ہے اولاد نوح علیہ السلام سے جب اوسکی اولاد زمین پر پہیلی تو وہ شخص یہین آکر
رہا اور علماے تاریخ مین اختلاف ہے کہ یثرب نام مدینہ کا ہے یا اوس ناحیہ کا جو مغرب کی
طرف مین احد سے واقع ہے اور اوسمین چشمے اور کھجور کے درخت بہت ہین اکثر علما اسی قول کو
ترجیح دیتے ہین اور وارد ہونا اثارب کا بصیغہ جمع اسکی تائید کرتا ہے اور ابن [illegible] کہ امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب مین سے ہین اور پیشواے مورخان مدینہ طیبہ اور بعض علما بھی روایت کرتے ہین کہ
مدینہ کو یثرب کہا کرین اور تاریخ بخاری مین ایک حدیث اس مضمون کی مروی ہے کہ جو شخص ایکبار یثرب
کہے چاہیے کہ اوسکی تلافی کے واسطے دس بار مدینہ کہے اور امام احمد اور ابو یعلی روایت کرتے ہین کہ
جو شخص مدینہ کو یثرب کہے اوسکو چاہیے کہ استغفار کرے نام اسکا طابہ ہے اور مثل اسکے اور روایات
بھی آئے ہین اور وجہ کراہت ہونے اس نام کی یہ ہے کہ وہ مشتق ہے ثرب سے بمعنی فساد کے یا تثریب سے بمعنی
ملامت کے یا یہ کہ اصل مین چونکہ وہ نام کافر کا تھا اس سے ایسے مکان پاک کو جو شرک سے پاک ہو موسوم کرنا منع
تھا اور وہ جو قرآن مجید مین واقع ہوا ہے یا اہل یثرب لا مقام لکم بعض منافقون کی زبان سے
اور بعض احادیث مین جو یثرب کا لفظ واقع ہوا ہے کہتے ہین کہ نہی سے پہلے تھا واللہ اعلم اور
اسماے شریفہ اس بلدہ کریمہ سے ارض اللہ اور ارض الہجرۃ ہے ان دونون نامون کو صحت

لہ یعنی تحقیق اللہ تعالی نے مجکو حکم دیا ہے کہ مدینہ کا نام طابہ رکھون ولہذا اوسے یثرب دار تجکو کہنا نہین ۱۲

آیۂ کریمہ سے ہوتی ہے وہ آیہ کریمہ اَلَم تَکُن اَرضُ اللہِ وَاسِعَۃً فَتُہَاجِرُوا فِیہَا ہے اور اَکَّالَۃُ البُلدان اور
اَکَّالَۃُ القُریٰ بھی ہے بنظر اُسکے فتح کے تمامی بلاد پر جو مہاجرات میں چنانکہ مکۂ معظمہ کو اُم القریٰ کہتے
ہیں باعتبار اُسکی اصالت کے اور علما نے کہا ہے کہ مضمون اَکَّالَۃُ القُریٰ کا بہ نسبت مضمون اُم القریٰ کی
نسبت بلیغ ہے اسواسطے کہ ایلائی ہوتا دوسرے کے محو کرنے اور مٹانے کو نہیں چاہتا بخلاف کل کے کہ چاہتا ہے
دوسرے کے کم کرنے اور مٹانے کو اور از جملہ اُسکے ناموں کے ایک نام ایمان ہے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے
جو تعریف میں انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نازل ہوئی ہے یعنے وَالَّذِینَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالاِیمَانَ
اور اس جہت سے بھی اسکو ایمان کہنا لایق ہے کہ مرجع اور مآل ایمان ہے یہیں سے ایمان ظاہر ہوا اور انس بن مالک
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتۂ ایمان کہ یقین ہی اون کو دوست
پر الہام اور القا کرتا ہے اور فرشتہ حیا نے باہم عہد کیا ہو کہ مدینہ ہی میں رہیں اور مدینے سے باہر کبھی نہ جاوین
اور حقیقت میں یہ دونوں صفتیں مدینے میں مجتمع ہیں اور آپس میں لازم اور ملزوم ہیں کہ اَلحَیَاءُ مِنَ الاِیمَان
بَحرَۃٌ اور بُحَیرَۃٌ بھی کہ دلالت کرتے ہیں معنے خیر پر اس بلدۂ شریفہ کے اسمای شریفہ سے ہیں اور بلد کہ اللہ
تعالیٰ لَا اُقسِمُ بِہٰذَا البَلَدِ میں اُسکی قسم کھاتا ہے بقول بعض مفسرین کے مراد اس سے مدینۂ طیبہ ہے
کہ حلول اور نزول سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے حیات اور ممات میں مشرف ہوا اور بعضون
کے نزدیک مراد اس سے مکۂ معظمہ ہے اور نازل ہونا اس سورہ کا مکۂ معظمہ میں قول ثانی کی ترجیح دیتا
ہے واللہ اعلم بَیتُ رَسُولِ اللہِ بھی اس شہر مکرم کے القاب میں سے ہے اور وجہ اُسکے ملقب
ہونے کی اس اسم کے ساتھ ظاہر اور باہر ہے اور ایسی جہت سے کہ مکۂ معظمہ کو بیت اللہ کہتے ہیں
اس بلد مکرم کو بیت رسول اللہ کہنا نہایت مناسب ہے بیت زہی سعادت آن بندہ کہ کرد نزول
گہی بہ بیت خدا و گہی بہ بیت رسول ۔ جابِرَہ اور جَبَارَہ بتخفیف بای موحدہ اور جَبَّارَہ بہ تشدید
با بھی اس بلدۂ شریفہ کے اسمای شریفہ سے ہے اور حدیث لِلمَدِینَۃِ عَشرَۃُ اَسمَاءٍ متعدد روایات
پہلے دونوں ناموں پر کہ جابِرَہ اور جَبَارَہ بتخفیف با ہے دلالت کرتی ہے اور جَبَّارَہ جو بہ تشدید
با ہے صاحب کتاب النواحی توریت سے نقل کرتا ہے اور وجہ اس تسمیہ کی کئی ہیں اگرچہ

ـــه کیا نہ تھی زمین اللہ کی کشادہ کہ وطن چھوڑ جاتے وہاں ۱۲ ـــه اور جو پکڑ رہے ہیں اس گھر میں اور ایمان میں ۱۲
ـــه یعنے قسم کھاتا ہوں میں اس شہر کی ۱۲

اور خزرج پڑا اور عجمی لوگ مہاجرین پر الا ما شاء اللہ اور ایک اس بلد طیب کے اسماء میں قریۃ الانصار
سے قاصمہ ہے یعنی بد اعتقاد اور بدکار لوگ وہاں پوشیدہ نہیں رہ سکتے آخر کو فضیحت اور رسوا
ہوتے ہیں انشاء اللہ اپنے غضب سے بچاوے محفوظہ بھی اس مکان شریف کے اسماء سے ہے اس
بابت سے کہ اہل ایمان کی سکونت وہاں ہوئی اور وہیں سے احکام ایمان جاری ہوئے یا یہ
بات کہ برکت اور الفت اور سلطنت کہ علامات مومن سے ہے اس بلدۂ معظمہ میں پیدا ہیں یا
یہ کہ یہ کلمہ اپنے معنے حقیقی پر ہو کہ یہ بلدۂ مکرمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور روحی حقیقت کے ایمان
لایا ہو جس طرح سنگریزوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں تسبیح کی اور پتھر
وغیرہ حضرت سے بولے اور جبل احد بہ نسبت محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص ہوا اور
حدیث شریف میں آیا ہے والذی نفسی بیدہ ان تربتہا لمؤمنۃ اور روایت ہے کہ توریت میں
اسکا نام مومنہ ہے مبارکہ بھی القاب شریفہ اس بلدۂ منورہ سے ہے احادیث صحیحہ میں وارد
ہے کہ حضرت سید الکائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں اور جو چیز اس شہر
میں ہے اسکے حق میں دعاء برکت کی ہے اور اسی طرح فرمایا ہے کہ الٰہی جتنی برکت
تو نے مکۂ معظمہ میں دی ہے اس سے زیادہ یہاں عنایت کر اس دعائے شریفہ کا اثر ظاہر
ہے جس کا جی چاہے جا کر دیکھ لے محبورہ مشتق حبر سے ہے بمعنی سرور کے یا حبرہ
بتاء یعنے نعمت کے بھی اس بلد مکرم کے اسمائے شریفہ سے ہے اور حبار اوس میں
کہتے ہیں جو سریع النبات اور کثیر الحجارت ہو یعنی گھانس اوسکی جلد اوگتی ہو اور جسکے
اوس میں بہت ہو اور یہ دونوں باتیں مدینہ منورہ میں مشاہد اور محسوس ہیں محرّمہ و مسلمہ اور
محفوظہ اور محفوفہ بھی اس جگہ شریفہ کے اسمائے شریفہ سے ہیں اور وجہ تسمیہ کی ان ناموں
کے ساتھ پہلے بعضے ناموں کے معانی سے ظاہر ہوئی ہوگی اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر دو کوچہ
کے سرے پر ایک فرشتہ بیٹھا نگہبانی کرتا ہے محرّمہ اور مقرّۃ و قبۃ بھی اس کے اسماء
شریفہ سے ہے پہلا نام توریت سے منقول ہے اور وجہ تسمیہ کی ان ناموں کے ساتھ ظاہر
ہے کیونکہ یہ جگہ ہے تشریف لانے اور تشریف رکھنے رحمۃ للعالمین کی اور اوترنے رحمت

سلہ یعنے قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جان میری اسکے قبضۂ قدرت میں ہے تحقیق خاک کی تربت کی مومنہ ہے ۱۲

حضرت ارحم الراحمین کے اور یہ بھی ہے کہ وہان کی برکت سے سارے عالم کو رزق ظاہری اور باطنی
ملتا ہے مسکینہ بھی اوسکے اسمای شریفہ سے ہے اور وجہ اس تسمیہ کی مومنہ کے معنے دریافت کرنے
سے معلوم ہو گئی ہو گی اور حضرت علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حق تعالےٰ نے مدینے سے خطاب
کر کے فرمایا کہ یا طیبۃ یا طابۃ یا مسکینۃ لا تقبلی الکنوز در حقیقت یہ خطاب رجوع کرتا ہے وہان
کے رہنے والون کی طرف کہ ہمیشہ مسکنت اور غربت سے بسر کرین اور اہل دنیا کی طرف
رغبت نہ کرین اللہم احینی مسکینا و امتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین الحسنی
فی اہل بلدۃ حبیبک سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین مسلمۃ بھی اس
بلدہ کے اسمائے شریفہ سے ہے مثل مومنہ کے ایمان اور اسلام ایک چیز ہے فرق
اسی قدر ہے کہ ایمان مین معنی تصدیق قلبی کی رعایت ہے اور اسلام مین اقرار اور تابعداری
معتبر ہے اور احتمال یہ بھی ہے کہ یہ دونون نام یعنی مومنہ اور مسلمہ مشتق ہوے ہین امان اور
سلامت سے مطیبہ مقدسہ یہ بھی اس بلدہ عظیمہ کے اسمای مبارک ہین ان دونون کے معنی
بھی قریب قریب ہین پہلے اسمای کے معنی سے منقرہ بھی اسکے اسمای شریفہ سے ہے مشتق قرار سے
حدیث شریف مین آیا ہے اللہم اجعل لنا قرارا ورزقا حسنا یعنی بھی اس بلدہ کر کے اسماے
شریفہ سے ہے یعنی جائے سکونت اور منزلگاہ اور عزت والے اللہ تعالےٰ کے نزدیک ناجیہ
اسکے ناموں سے پاک ہے اشتقاق اسکا نجات سے ہے یا ناجاہ سے ہے یعنی خوش کیا اوس کو
یا نجوہ سے کہ زمین بلند کا نام ہے اور ان سب معانی کی وجوہ اس مین پائے جاتے ہین مدینہ
یہ اسم شریف اسکے اور نامون متبرک سے مشہور زیادہ ہے اصل لغت مین مدینہ چند گھر مجتمع کو کہتے
ہین کثرت اور عمارت مین قریہ کی تعریف سے تجاوز کرگئے مرتبہ مصریت تک نہ پہنچے یعنی سب
سے پائین قریے کا درجہ ہے اور سب سے مصر کا اور مدینہ اور بلد ان دونون کے درمیان ہین
اور بعض لوگ مصر اور مدینہ کو ایک درجہ مین رکھتے ہین یہ بیان بطور لغت کے تھا اب مدینہ
نام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کا خاص ہے اگر مطلق مدینہ بولین تو یہی بلدہ معظمہ

سہ طیبہ زمین پاک اور ای طابہ مطہرہ اور اے مکان مسکین گنجون کو قبول نکر اور اپنی سکینت پر رہ ۱۲ سکہ اللہم
زندہ رکھ مجکو مسکین اور موت دے مجکو مسکینون مین اور حشر کر میرا گروہ مسکینون مین ۱۲

مادہ ہوگا اور استعمال عرب مین یہ مدینہ الف ولام کے ساتھ آتا ہے اور اس طرح کا اتفاقات
لغت عرب مین بہت آیا ہے چنانچہ نجم کا اطلاق ہر ستارہ پر کرتے ہین لیکن النجم الف ولام کے
ساتھ خاص ثریا کو کہتے ہین اور اگر منسوب کسی شخص کے کسی اور مدینہ کی طرف کی جائے گی تو اسکو
مدینی کہینگے یے کے ساتھ اور اگر کسی کو منسوب کرین مدینۃ الرسول کی طرف تو اوسکو مدنی کہتے
ہین بغیر یے کے اور اللہ تعالی نے قرآن مجید مین اس نام شریف کو کئی جگہ ذکر فرمایا اور توریت
مین بھی واقع ہوا ہے سیدۃ البلدان بھی ایک اوسکا نام مبارک ہے حدیث شریف مین حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کی روایت سے آیا ہے یا طیبۃ یا سیدۃ البلدان بیان فضائل مدینہ منورہ مین یہ سب
بھی واضح ہوجاینگے انشاء اللہ تعالی

باب دوسرا

در فضائل بلدہ طیبہ مین جو احادیث وغیرہ سے ثابت ہین جاننا چاہیے کہ اجماع امت اور اتفاق
علما اس بات پر ہے کہ تمامی بلاد سے افضل اور اشرف مکہ معظمہ و مدینہ منورہ ہین لیکن آپس مین ایک
دوسرے سے افضل ہونے مین اختلاف ہے بعد منعقد ہونے اجماع تمامی علما کے اوس بقعہ زمین
کی فضیلت پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف سے ملا ہے سارے اجزای زمین کی نسبت
یہان تک کہ بہ نسبت کعبہ کے بھی اور بعضے علما کہتے ہین کہ وہ تمام آسمانون سے افضل ہے
یہان تک کہ عرش سے بھی اور کہتے ہین کہ اگرچہ قوم کی کتابون مین صریح ذکر آسمانون اور عرش
کا واقع نہین ہوا لیکن یہ بات اس قبیل سے ہے کہ جس شخص کے آگے اس بات کو کہین اوس کو
انکار نہ ہوسکے آسمان اور زمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پای مبارک سے مشرف ہین
بلکہ اگر سارے اجزای زمین کو آسمانون پر اس جہت سے کہ حضرت کی قبر شریف اس اجزا سے
زمین سے ہے ترجیح دین تو گنجایش رکھتی ہے اور آخر کو یہ کلام منجر اوس خلاف کو ہوتا ہے
جو آسمانون اور زمین کی تفضیلون مین واقع ہے اور اوس مقام مین امام نووی کا کلام اس سیاق
پر جاتا ہے کہ جمہور علما نے آسمانون کو زمین پر فضیلت دی ہے اور بعضون نے زمین کو آسمان
پر اسواسطے کہ زمین انبیا علیہم السلام کے رہنے اور دفن ہونے کی جگہ ہے جمہور کہتے ہین کہ اگر
زمین اونکے رہنے اور اونکے اجسام شریفہ کے دفن ہونے کی جگہ ہے تو آسمان انکی ارواح مقدسہ

کے رہنے کا مقام ہو اور بعد ثابت ہونے حیات انبیا علیہم السلام کے قبروں میں جو شبہ کہ کلام کا جواب
مقتضا ظاہر ہے اسواسطے اس تقدیر پر جیسے زمین اونکے جسموں کے رہنے کی جگہ ہو ویسی ہی محل ہے
اونکی ارواح شریفہ کی بھی حاصل کلام یہ ہو کہ استثنا کرنے اونسے ٹکڑے زمین کے اختلاف ہو کہ مکہ
افضل ہو مدینہ سے یا مدینہ افضل ہو مکہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر اور بہت سے
صحابہ رضی اللہ عنہم اور امام مالک اور اکثر علمای مدینہ کا مذہب یہ ہو کہ مدینہ افضل ہو مکے سے اور علمای
مدینے کی فضلیت کہتے ہیں مکہ معظمہ پر ان حضرات کے ساتھ موافق ہیں لیکن کعبہ شریف کا استثنا کرتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ مدینہ افضل ہے مکے سے مگر خانہ کعبہ سے نہیں پس حاصل کلام کا یہ ہو کہ قبر شریف حضرت سید انا
صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ہو مطلقا خواہ مکے سے کہیں خواہ کعبے سے اور کعبہ معظمہ افضل ہو شہر مدینہ سے سوا قبر
شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور باقی مدینے کے افضل ہونے میں باقی مکہ پر اور باقی مکہ کے افضل ہونے میں
اہل مدینہ پر اختلاف ہے اور دلیلیں جو مدینے کی فضیلت پر بیان کی ہیں جہاں فضائل اور محامد مدینہ منورہ
کے ذکر ہونگے ظاہر ہو جاینگی مگر خلاصہ اسکا یہ ہے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ
منورہ کو سارے بلاد سے بہت دوست رکھا اور آپ خود اوس میں تشریف رکھی اور جن فتوحات کی آنکی
امید تھی ان حاصل ہوئے اور جتنے کمالات سے آپ موعود ہوئے تھے وہیں حصول ہوئے اور
قوت اسلام اور رواج دین وہیں سے ہوا اور ساری نیکیاں اول و آخر کی وہیں سے نکلیں
اور وہی جگہ ہے سارے کمالات ظاہر و باطن کے اور علاوہ سب فضیلتوں کے ایک فضیلت بڑی یہ ہے
کہ وہیں قبر شریف اور مرقد منیف خلاصہ موجودہ عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہے اس فضیلت کے برابر
کوئی فضیلت نہیں اور اس نعمت کی برابری کوئی نعمت دنیا اور آخرت کی نہیں کر سکتی اسواسطے کہ کوئی
عمل بعد فرائض و واجبات کے حضرت کی زیارت کے برابر نہیں اور احادیث صحیحہ میں طرق متعددہ
سے وارد ہے کہ پیدائش ہر آدمی کی اوسی مٹی سے ہوتی ہے جہاں دفن ہو تو ضرور ہے کہ پیدائش
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینے کی مٹی سے ہوگی اور اسی طرح پیدائش اکثر آل اصحاب
اور تابعین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کی جو اوس زمین شریف میں مدفون ہیں ہو گیا
تھوڑی فضیلت ہے اور بڑی دلیل مکے کی فضیلت میں یہ ہے کہ مکے کی مسجد میں بلکہ اوس کے
سارے حرم میں ایک رکعت پڑھنا لاکھ رکعت کے برابر ہے اور مدینہ کی مسجد میں ایک رکعت برابر

ہوا تو ان کے واسطے ایک ایسی چیز رکھی ہے کہ عوض حج اور عمرہ کے ہو سکتی ہے احادیث میں آیا ہے
جو شخص کہ دو رکعت نماز پڑھے کہ مسجد نبوی کا قصد کرے وہ حج کامل کا ثواب پاوے اور جو شخص
مسجد قبا کو جاوے تاکہ دو رکعت نماز اس میں پڑھے تو اسکو ثواب عمرہ کا نصیب ہو تو آپ دیکھو کہ مسجد
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں شب و روز کتنی نمازیں پڑھ سکتا ہے اور کتنے کا حج جتنک سال [illegible] نہیں
ہو سکتا تیسری دلیل کہ مدینہ کی فضیلت پر یہ ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ خیر البلاد یعنی
اور دوسری روایت میں آیا ہے اَحَبُّ اَرْضِ اللّٰہِ اِلَی اللّٰہِ اور بھی [illegible] فضل الصلوٰۃ
ہجرت کے ارادہ ہونے وقت بمقام حزورہ میں اور بقول بعضوں کے حجون پر کھڑے ہوئے اور مکہ معظمہ سے خطاب
کر کے فرمایا کہ اے بلد کریمہ تو سب شہروں سے میرے نزدیک نہایت محبوب ہے اگر تیری قوم مجھکو تجھ سے باہر نہ نکالتی
تو میں باہر نہ نکلتا یہ بات دلالت کرتی ہے فضیلت مکہ پر اور اسکی محبوبیت پر رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم
و علی آلہ اجمعین کے نزدیک جواب اس دلیل کا یہ ہے کہ یہ فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبل فضیلت
مدینہ کے تھا جب مدینہ میں بہت دنوں تشریف رکھی اور وہاں سے دین ثابت ہوا اور برکات حاصل ہوئے
اور فتوحات ظاہر ہوئیں اور نیکیاں پھیلیں تب یہ بات ظاہر ہوئی کہ مدینہ افضل اور اکمل ہے سب شہروں سے اور اسی لئے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالے سے زیادہ مدینے کے واسطے برکت مانگی اور اسکی محبت کی دعا
فرمائی چنانچہ جن احادیث میں یہ مضمون مذکور ہے انشاء اللہ تعالی ان احادیث کو ذکر میں لاویں گے اور
اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَحُبِّنَا مَکَّۃَ اَوْ اَشَدَّ اور طبرانی معجم کبیر میں رافع ابن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہیں کہ کہا سنا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے اَلْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ مِّنْ مَّکَّۃَ اور امام
مالک نے موطا میں روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس مخزومی سے طریق
انکار کے کہا کہ آیا تو کہتا ہے کہ مکہ افضل ہے مدینے سے اونہوں نے کہا کہ مکہ اللہ تعالی کا حرم ہے اور جگہ
ہے امن کی اور اسی میں ہے اوسکا گھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں خدا کے حرم اور
اوسکے گھر کے باب میں کچھ نہیں کہتا پھر فرمایا تو کہتا ہے کہ مکہ افضل ہے مدینے سے اونہوں نے پھر کہا
کہ مکہ خدا کا حرم ہے اور اسی میں اوسکا گھر ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں خدا کے حرم اور

---

۱ یعنی مکہ بہتر ہے سب اور شہروں سے ۱۲ ۲ یعنی بہت محبوب سب کی زمین کا اللہ کی طرف ۱۲ ۳ حجون ایک مقام ہے متعلقات مکہ سے ۱۲ ۴ یعنی اے اللہ محبوب کر طرف ہماری مدینہ کو مانند محبت ہماری کے مکہ کو بلکہ زیادہ ۱۲ ۵ یعنی مدینہ بہتر ہے مکے سے ۱۲

خدا کے گھر لین کلام تعین کرتا چند بار یہی کلام کر فرمایا اور چلے گئے اس کلام سے حضرت امیر المؤمنین
عمر رضی اللہ عنہ کے ظاہر ہے کہ فضیلت دینے میں مدینے کی مکہ پر کچھ معظم سمجھنا در حقیقت فضیلت
دینا مدینے کا ہے مکے پر جو سے بہت اسکے اور حاکم نے اپنی مستدرک میں روایت کی ہے کہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت فرماتے تھے اللھم انک اخرجتنی من احب البقاع الی فاسکنی
فی احب البقاع الیک بعد ظاہر ہونے آخر قبولیت اس دعا کے یہ جگہ محبوب ترین سب جگہوں کی ہوا
خدا کے نزدیک اور رسول کے نزدیک بھی اور اسی واسطے بعد فتح مکے کے اس طرف عود نہ فرما کر مدینے
کا رہنا اختیار کیا اگر کوئی کہے کہ رہنا اور ہجرت میں سبب اوسکی فرضیت کے ہے خدا کے حکم سے
پس حضرت کا مدینے کو رہنے کے واسطے اسی جہت سے ہے نہ باب فضیلت سے جواب
اوسکا یہ ہو کہ حکم الٰہی بہ نسبت اقامت مدینہ کے ضرور ہے کہ مبنی افضلیت مدینہ پر اور ناشی اوسکی حبیب
سے عند اللہ ہوگا اذ الحبیب لا یختار لحبیبہ الا ما ھو احب واکرم عندہ یہ مباحثہ ہے جو علما میں واقع ہو
مگر چاہیے کہ نسبت نگاہ رکھ اور محبت کے مشرب پر قائم رہ اور یہ اعتقاد رکھ کہ بعد جناب باری جل و علا
شانہ کے ہر چیز پر اور ہر شخص پر مقدم ہے اور ہر جہت سے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو افضلیت
حاصل ہو اور جو چیز حضرت کے سوا ہے خواہ مکہ ہو خواہ مدینہ خواہ غیر اوس کے اوس میں فضیلت
تفاوت ہو جیسی نسبت آن جناب صلی اللہ علیہ وسلم سے رکھتی ہوگی ویسی فضیلت حاصل ہوگی کہ
مکہ معظمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے اور جوان ہونے اور نبی ہونے کی جگہ ہے اور
مدینہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف رکھنے اور دین کے جاری کرنے کا مقام ہے تجھکو
چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے حکم کے تابع رہ اور حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں جھگڑا اور
بحث نکر مکے میں حضرت کی شان جلالی کو دیکھ اور مدینے میں حضرت کے دین کی برکت ملاحظہ
کر ہر جگہ خدا کے حکم کا مشاہدہ چاہیے اور ہر جگہ ملاحظہ نور محمدی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اب تم اے مسلمانوں ذوق اور شوق سے کان رکھکر سنو ہم اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
مدینہ طیبہ کے فضائل اور محامد ذکر کرتے ہیں وباللہ التوفیق

ف۱ اے اللہ تحقیق تو باہر لایا مجھکو اس جگہ سے جو محبوب تر ہے سب جگہوں کی طرف میرے پس ٹھہرا مجھکو اس جگہ میں جو محبوب تر ہے سب جگہوں کی طرف تیرے
ف۲ کیونکہ محبوب جو محبوب کے واسطے اختیار نہیں کرتا مگر وہ چیز جو اوسکے نزدیک محبوب تر اور مکرم تر ہو۔

فصل بیچ فضائل مدینہ منورہ کے۔ جب کہ پہلے اس سے ہم لکھ چکے ہیں کہ حضرت پروردگار
تعالیٰ وتقدس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے سے ہجرت کا حکم دیا اور مدینے میں تشریف
رکھنے کا حکم فرمایا جتنے کمالات ظاہر و باطن کہ چھپے ہوئے تھے وہ سب اسی بلدہ شریفہ
میں ظاہر ہوگئے اور مدینے کو سارے فتوحات و برکات کا مبدا ٹھہرایا اور اوس کی پاک مٹی
کو حضرت کے گوہر عنصر کا صدف بنایا تاکہ قیامت کے آنے تک یہ زمین پاک حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی ہمسائگی سے مشرف ہوکر سارے عالم کو فیض بخشے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہیں کہ جب روح پاک محمدی صلی اللہ علیہ وسلم قبض ہوگئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
دفن میں صحابہ کا اختلاف ہوا حضرت علی بن ابی طالب سلام اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے محل قبض روح مبارک سے کوئی جگہ اللہ کے نزدیک افضل و اشرف نہ ہوگی
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی مطابق اس کلام کے ایک حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے نقل فرمائی یہاں تک کہ سب صحابہ کی رائے اسی پر ٹھہری کہ آپ موضع قبض روح مبارک
میں دفن ہوں اور منجملہ فضائل مدینہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بلدہ طیبہ کو نہایت
دوست رکھتے تھے چنانچہ آن جناب صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے تشریف لاتے اور قریب
مدینہ منورہ کے پہنچتے تو اپنی سواری کو بکمال شوق وصول مدینہ سے تیز کر دیتے اور چادر مبارک
اپنے دوش مبارک سے گرا دیتے اور فرماتے ہٰذہٖ اَرْوَاحُ طَیِّبَۃٌ[1] اور گرد و غبار جو چہرہ مبارک
پر پڑتا اوس کو چہرہ مبارک سے پاک نہ فرماتے اور اگر کوئی صحابی سر اور منہ گرد و غبار کی جہت
سے چھپاتے تو آپ منع فرماتے اور ارشاد ہوتا کہ خاک مدینہ شفا ہے چنانچہ نام رکھنا مدینے
کا شافیہ اشارہ اسی بات کی طرف ہے اور منجملہ اوس کے یہ ہے کہ علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ شیاطین ناامید ہوگئے اس بات سے کہ انکو
کوئی مدینے میں پوجے ایک تحریش[2] ہے کہ باقی رہ گئی ہے ان کے درمیان میں حضرت عباس
رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ
نے اس جزیرے کو اور ایک روایت میں اس قریے کو شرک کی نجاست سے پاک کیا ہے

---

[1] یہ ہوائیں خوش آیندہ ہیں ۱۲ [2] تحریش آمادہ کرنا لوگوں کو شر اور فساد پر ۱۲

طیبہ تنفی الذنوب کما تنفی الکیر خبث الحدید[1] اس حدیث سے مراد دور کرنا اہل شرور و فساد کا ہے یعنی
طیبہ سے اور اکثر علما کے قول سے ایسا معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ خاصیت مدینہ منورہ میں ہمیشہ سے ہے روایت
کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی اس اقرار پر کہ مدینے
میں ٹھہرے گا دوسرے دن اتفاق سے اوسکو تپ لاحق ہوئی اونہوں نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے
اس بات پر بیعت توڑنے کی درخواست کی اور اپنے اصلی وطن جانے کی اجازت مانگی حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسی قضیہ میں یہ حدیث فرمائی اور یہ بھی نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز مدینہ طیبہ
سے باہر نکلنے کے وقت اپنے اصحاب سے فرماتے تھے کہ نخشے ان نکون ممن نفتہ المدینۃ[2] اور تمام و
کمال یہ خاصیت اس روز ظاہر ہوگی کہ جب دجال نکلے گا اور مدینہ منورہ میں جانے نپاوے گا
اور سب بری آدمی اوسکی تابعداری کو مدینہ منورہ سے باہر نکل جاوینگے اور وہ جائے متبرک
نجاست شرور و فساد سے پاک ہو جائے گی جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے اسوقت طہارت مدینہ
منافقین وغیرہ سے جو مخالفین دین اسلام ہیں پر ظاہر ہے اور وہ لوگ جو گناہوں کی خباثت میں
اور ذنوب کی نجاست میں لتھڑے ہوئے مدینے میں رہتے ہیں اور وہیں مرجاتے ہیں تو ممکن ہے
کہ اونکے دور کرنے کا اتفاق بعد مرنے کے ہوتا ہوگا چنانچہ بعض علما اور صالحین اس طرف گئے
کہ ملائکہ تعالیٰ ایسے بدنوں کو زمین مقدس مدینہ منورہ سے باہر پھینکتے ہیں واللہ اعلم بالصواب
حاصل کلام کا یہ ہے کہ جو شخص حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا اہل ہے وہ اس خبث کا
اہل نہیں ہو کہ موجب ہو باہر نکالے جانے کا مدینے سے اور بعض لوگ اس حدیث کے مضمون کو
محمول کرتے ہیں پاک کرنے نفس پر شہوتوں اور لذتوں نفسانیہ سے یعنے ٹھہرنا مدینہ منورہ کا اور
تحمل کرنا وہاں کی سختیوں ایسا نفس کو گھلاتا ہے کہ بالکل کدورات نفسانی اور شہوات جسمانی اوسمیں
باقی نہیں رہتی ہیں اگر باندازہ عشر میں قدر اور قیمت اوسکی بڑھے اور اسبات میں شک نہیں ہے کہ روایت
تنفی الذنوب کی اس احتمال کی تائید کرتی ہے اسواسطے کہ باقی رہنا گناہوں کی کدورتوں کا اس
کثرت برکت و رحمت کے ساتھ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جوار میں نازل اور فائض ہیں ہو نہیں
سکتا ان الحسنات یذہبن السیئات[3]؛ حاصل کلام کا یہ ہے کہ سب قسم کے طہارات مذکورہ اس بلدہ

---

[1] یعنے مدینہ پاک ہوا اور گناہوں کی نجاست کو ایسا دور کرتا ہے جیسا کہ بھٹی دور کرتی ہے چاندی کے میل کو ۱۲ [2] یعنے ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہم
اون لوگوں سے نہوں جن کو مدینہ دور کر دیتا ہے ۱۲ [3] تحقیق نیکیاں لیجاتی ہیں برائیوں کو ۱۲

طیبہ کو لازم ہیں اور منجملہ اونکے یہ ہے کہ حضرت علیہ افضل الصلوٰۃ مدینے کے حق میں بار بار
خیر و برکت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِکْ لَنَا
فِیْ مُدِّنَا اَللّٰھُمَّ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ عَبْدُکَ وَخَلِیْلُکَ وَنَبِیُّکَ وَاِنِّیْ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ وَاِنَّہٗ دَعَاکَ لِمَکَّۃَ وَاِنِّیْ اَدْعُوْکَ لِلْمَدِیْنَۃِ
بِمِثْلِ مَا دَعَاکَ لِمَکَّۃَ وَمِثْلِہٖ مَعَہٗ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ روایت
کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت علیہ السلام کے ساتھ مدینہ منورہ سے باہر نکلا حرۂ سقیا
میں جہاں سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ رہتے تھے پہنچکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
پانی وضو کو مانگا اور وضو کرکے قبلہ کی طرف منہ پھیر کے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے الٰہی
تیرے ابراہیم بندہ تیرا اور دوست تیرا ہے اس نے تجھ سے مکے والوں کے واسطے دعا
خیر و برکت مانگی ہے اور میں بھی بندہ تیرا اور رسول تیرا ہوں تجھ سے مدینے والوں کے واسطے
دعائے خیر و برکت مانگتا ہوں خداوندا برکت عطا کر اون کے مُد اور صاع میں جیسا برکت
دی تو نے مکے والوں کو برابر ہر برکت کے اہل مدینہ کو دو برکتیں عنایت کر اور احادیث
اس باب میں بہت ہیں اور جس جگہ کہ دعاء برکت مُد اور صاع کی نسبت وارد ہوئے ہے وہ دعاء
برکت خیر دنیاوی ہے اور جہاں مطلق واقع ہے بغیر ایسے قیود کے وہ دارین کی نعمت کو شامل
اور آثار برکت ظاہری اور باطنی اس بلدۂ مطہرہ میں آنکھ سے دکھائی دیتے ہیں اور منجملہ اون کے
یہ ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ تپ و وبا مدینہ منورہ سے جحفہ کی طرف
اور مدینے میں پہلے اس سے کہ آپ دعا فرمائیں تپ و وبا بہت تھی نقل ہے کہ جس زمانے میں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے حضرت کے اصحاب عارضۂ تپ میں مبتلا
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مع اپنے دو غلام بلال و عامر ایک مکان میں بیمار
تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اون کی خبر گیری
کو آئیں والد بزرگوار کو دیکھا کہ نہایت تپ میں مبتلا ہیں اور ایک گوشے میں لیٹے فرماتے

لہ یعنی اے میرے اللہ برکت دے ہمارے واسطے ہمارے مدینے میں اور برکت ہمارے بیان کے صاع میں اور برکت ہمارے
یہاں کے مُد میں اے میرے اللہ تحقیق ابراہیم تیرا بندہ اور تیرا دوست اور تیرا نبی تھا اور میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں
اس نے دعا کی تھی مکے کی نسبت اور میں دعا کرتا ہوں مدینے کی نسبت ویسی ہی دعا بہ مثل اسکے ۱۲ [illegible]
[illegible] میں شہر کی [illegible] لوگوں کے رہنے کی جگہ تھی۔

شعر کل امرئ مصبح فی اہلہ ۔ والموت ادنی من شراک نعلہ اور دوسرے گوشے میں بلال باور حاصر کو دیکھا
کہ گرفتار حرارت پر لعنت کر رہے ہیں اور مکے کی یاد میں کچھ اشعار پڑھ رہے ہیں اور مدینے میں وخیمہ کی شدت
سے شکایت رکھتے ہیں پس آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ حکیم رب الجلال تپ و
وبا اس بلدہ سے جحفہ کی طرف لیجائے چنانچہ ویسا ہی واقع ہوا یہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے معجزات باہرات سے ہے نقل کرتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں جو شخص مدینے میں آنے کا قصد
کرتا اور چاہتا کہ وبائے مدینہ سے سلامت رہے تو جب ثنیۃ الوداع تک پہونچتا دس بار گدھے
کی سی آواز کرتا اور نام کرنا اس موضع کا ثنیۃ الوداع اسی جہت سے ہے کہ اگر کوئی یہاں پہونچکر
اور گدھے کی سی نکرتا تھا تو کہتے تھے کہ اوس کی زندگی تمام ہوئی اور اوس نے اپنے تئیں ہلاک
کیا یہاں تک کہ زمان سعادت نشان حضرت سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک
شخص نے شعرائے عرب سے کہ نام اسکا عروہ بن الورد تھا قصد مدینے کے آنے کا کیا جب اوس جگہ
پہونچا تو وہ اس طریقہ کو عمل میں نہ لایا اور یہ شعر پڑھا شعر لعمرک لئن عشرت من خشیۃ
الردی ۔ نھاق الحمیر اننی لجزوع ۔ اور اوسکو کوئی آفت نہ پہونچی جیسے وہ عادت بد چھوٹ گئی اور
ذکر ثنیۃ الوداع کا حدیث کی کتابوں میں بہت واقع ہے اور وجہ تسمیہ اوس کی یہ بھی جو
مذکور ہوئی اور مشہور یہ ہے کہ اوسکو ثنیۃ الوداع اس جہت سے کہتے ہیں کہ اہل مدینہ اوس
موضع تک مسافروں کو پہونچانے آتے تھے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ شہر مطہر آخر زمانے میں دجال
سے محفوظ رہے گا روایت صحیحین سے ثابت ہے کہ اوس زمانے میں مدینہ منورہ کی حفاظت کے
واسطے ہر کوچے کے سرے پر ایک جماعت ملائکہ کی کھڑی رہیگی کہ دجال کو داخل ہونے نہ دیگی اور
دوسری حدیث میں آیا ہے کہ روئے زمین پر کوئی ایسا شہر نہوگا دجال نہ پہونچیگا سوا مکے اور
مدینے کے اور حدیث مسلم میں آیا ہے کہ دجال مشرق کی طرف سے نکلیگا بعد اسکے قصد مدینہ کریگا
اور جبل احد کے پیچھے آکر اترے گا ملائکہ اسکا منہ شام کی طرف پھیر دینگے اور شام میں ہلاک بھی
ہو جاویگا اور صحیحین میں آیا ہے کہ ایک مرد مدینے کے بہترین لوگوں سے دجال کی طرف نکلیگا

ملہ ہر آدمی صبح کرتا ہے اپنے اہل میں اور موت قریب ہے اوس کی جوتی کی تسمے سے ۱۲ ملہ یعنی قسم ہے تیری
جان کی اگر میں موت کے ڈر سے گدھے کی بولی بولوں تو میں بڑا بے صبر ہوں ۱۲

اور کہیگا کہ تو وہی دجال ہو کہ جسکے نکلنے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے آخر حدیث تک اَبو حاتم سَجِستانی معمرؔ سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ ایسا سُنا ہے کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام ہین اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث صحیح مین روایت کی ہے کہ ایک روز آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم الخلاص کو یاد فرمایا اور زبان سحر بیان پر ذکر اسکا مکرر جاری رہا صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الخلاص کیا ہے فرمایا وہ دن ہے کہ دجال آویگا اور جبل اُحد پر چڑھ کر نگاہ کریگا اور اپنے لوگون سے کہیگا کہ تم جانتے ہو کہ یہ سفید محل جو دکھائی دیتا ہے کیا ہے یہ احمد کی مسجد ہے بعد اسکے مدینے کے اندر آنے کا قصد کریگا تو ہر راہ کے سرے پر ایک فرشتے کو پاوے گا کہ حراست اور محافظت مدینہ کرتا ہوگا پس اوس وادی کے قریب جو سیلون سے ہے خیمہ ڈالے گا اور مدینے مین تین بار زلزلہ آویگا اوس مین جتنے کافر اور منافق اور فاسق ہونگے نکل کر دجال کی طرف چلے جاوینگے اور مدینہ مرخبث (وہ نجاست) سے پاک ہو جاویگا یہی یوم الخلاص ہے آور جملہ اوسکے یہ ہے کہ اللہ تعالے نے مدینہ منورہ کی مٹی اور پھلون مین شفا رکھی ہے اور بہت سے حدیثون مین آیا ہے کہ مدینہ کے غبار مین شفا ہے ہر بیماری کی اور بعضے طرق مین آیا ہے وَمِنَ الجُذَامِ وَالبَرَص[1] اور بعضے اخبار مین تخصیص ایک موضع خاص کی مٹی کی ہے جسکا نام صعیب ہے اور وادی بطحان بھی کہتے ہین اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضے اصحاب کو حکم فرمایا کہ عارضہ تپ کا اوس خاک پاک سے علاج کرین چنانچہ مدینہ منورہ مین یہ بات ہمیشہ سے چلی آتی ہے اور دوا کے واسطے یہ مٹی لیجانے کے باب مین آثار وارد ہوئے ہین اور وہ جو حرم کی مٹی نقل کرنے کو منع کرتے ہین اوس عموم سے اس خاک پاک کو الگ کرتے ہین واللہ اعلم اور اکثر علما نے لکھا ہے کہ اسکا تجربہ بہت ہوا چنانچہ مجد الدین فیروزآبادی فرماتے ہین کہ مین نے اس خاک کا خود تجربہ کیا ہے میرا ایک غلام تھا کہ ایک سال کامل اوسکو تپ آئی اور کسی طرح نہ گئی مین نے تھوڑی سے وہی خاک لیکر پانی مین گھولکر غلام کو پلا دی اوسی دم اوسنے صحت پائی اور شیخ علیہ الرحمۃ لکھتے ہین کہ کاتب الحروف بھی اس تجربہ سے مشرف ہوا جس زمانے مین کہ مین حاضر مدینہ منورہ تھا ایک عارضے مین پانوئون پر ورم آگیا اطبا اسکے علاج

[1] یعنی جذام اور برص سے ۱۲

معاجرین نے اور سب کے نزدیک ناز حضرت مبارک قرار پایا ہے میں نے اُسی خاک پاک کا استعمال کیا اللہ تعالیٰ
نے پھوڑے کو اس میں بعد میل طرح سے اس محنت سے خلاصی دی آپ دعا کے چونکہ خاک میں خصوصیت
سے آیا ہو کہ جو شخص سات تمر عجوہ کے ناشتہ کرے کوئی زہر اور کسی طرح کا جادو اوسکو اثر نہ کرے
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مرض درد والے کہ کہ نہایت سخت مرض ہے عجوہ کھانا
کا حکم دیتی تھیں اور عجوہ ایک قسم ہے خرمے کی اہل مدینہ اوسکی حقیقت جانتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں
کہ اصل اسکی وہ کھجور کا درخت ہے جسکو سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے
لگایا تھا اور اقسام کھجور کے مدینے میں اس کثرت سے ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتے سید علی علیہ الرحمۃ
نے تاریخ کبیر میں ایک سو اوتیس قسم گنے ہیں اور اقسام کھجور سے ایک قسم صیحانی ہے کہ حضرت
جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت
علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑے ہوئے مدینہ منورہ کے بعضے باغات کی طرف سے گذر ہوا ناگاہ ایک
کھجور کے درخت سے آواز آئی ہٰذَا مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْاَنْبِیَاءِ وَ ہٰذَا عَلِیٌّ سَیِّدُ الْاَوْلِیَاءِ اَبُو الْاَئِمَّۃِ
الطَّاہِرِیْنَ جبکہ دونوں دوسرے درخت کے پاس سے گذرے اوس سے آواز آئی کہ ہٰذَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ
اللہِ وَہٰذَا عَلِیٌّ سَیْفُ اللہِ اسی سبب سے اوسکو صیحانی کہتے ہیں کہ صیحہ لغت میں معنی آواز ہے
اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کَانَ اَحَبُّ التَّمْرِ اِلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی
اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعَجْوَۃَ اور غالب ہے کہ یہ خاصیت اُسکی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت
سے پیدا ہوئی ہوگی امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حکمت تخصیص قسم کھجور اور عدد خاص
یعنی سات کے سوائے شارع کے کوئی نہیں جانتا یہ از قسم اسرار ہے ہمکو اوسپر ایمان لانا چاہیئے
اور اور جو بعضے علما نے کہا ہے کہ یہ زمین خاص کی تاثیر سے ہے یا کیفیت ہوائی خاص سے یا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف کی خاصیت سے یا یہ کہ اکثری امور سے ہے نہ امور دوامی سے
یا اوس درخت خاص کی تاثیر تھی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا اور آج معدوم
ہے ان احتمالات کا منشا عقل ناقص ہے اور اوس ایماندار سے نہایت تعجب ہے کہ حضرت مخبر انبیا

۱؎ یعنی یہ محمد ہیں سردار انبیا اور یہ علی ہیں سردار اولیا ائمہ طاہرین کے باپ ۱۲ ۲؎ یعنی یہ محمد ہے خدا کا رسول اور
یہ علی ہے خدا کی تلوار ۱۲ ۳؎ یعنی سب کھجوروں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم عجوہ محبوب تھی ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس قسم کو دوست رکھنا اور اسکو رغبت سے نوش فرمانا شنا ہوگا اور جسکی دوا
شفا مین کا دلیلین باطل کرے یہ بات اوسکی بے سلیقگی سے خبر دیتی ہے نعوذ باللہ منہ شعر چو لب بکوزہ
نہی کوزہ نبات شود ٭ ز ذکرہ قطرہ چکیدہ چشمۂ حیات شود ٭ اور منجملہ شرافت و فضیلت اس بلدہ طیبہ
کے یہ ہے کہ اوس زمین پاک پر مسجد نبوی ہے کہ آخر مساجد انبیا ہے اور مسجد قبا ہے کہ وہ
مین سب مسجدون سے پہلے اوسکی بنا ہے اور درمیان قبر شریف اور منبر کے ایک چمن ہے چمنون
جنت سے اور مسجد شریف مین منبر ہے کہ بہشت پر رکھا ہے اور اوس زمین پر ایک پہاڑ ہے
جنت کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محب اور محبوب یعنی احد اور مقبرہ بقیع ہے کہ مقام ہے آل
و اصحاب کا اور اوس زمین پر مشہد ہے جناب سید الشہدا یعنی سیدنا حمزہ کا اور اوسکے سوا اور
بہت سے مشاہد اور مقامات متبرکہ ہین کہ ہر ایک کی فضیلت اور کرامات مین اخبار اور آثار وارد
ہوئی ہین انشاء اللہ تعالیٰ کچھ اونمین سے ان اوراق مین مذکور ہونگے اور منجملہ اوسکے
یہ ہے کہ سارے بلاد کی فتح تلوار سے واقع ہوئی اور مدینہ فتح ہوا برکت سے چنانچہ اسکا
بیان سبب ہجرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین واضح ہوگا اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ اوس بلدہ
طیبہ سے بے ضرورت شرعی باہر جانا گناہ ہے اور مورد ہونا ہے وعید کا اسی واسطے صحابہ کرام رضی
اللہ عنہم اجمعین مناسک حج ادا کرکے بہت جلد مدینے کو پھرتے تھے اور مکۂ معظمہ مین قدر ضرورت
سے زیادہ نہ ٹھہرتے تھے چنانچہ اہل مدینہ یہی ردیہ آج تک ہے شعر صبر از حضرت محال بود اہل شوق
دور انکہ در بہشت برین رفتہ جا کنند ٭ اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ مکے کے طور پر اسکا بھی حرم مقرر ہے
چنانچہ ذکر اسکا بہت سی احادیث مین واقع ہوا ہے بعد اسکے علما اوس کی تحدید حدود اور
حکم تحریم مین مختلف ہین امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک حرمت مدینہ کی معنے مجرد تعظیم و تکریم ہین
ثبوت احکام مثل حرمت شکار و قطع شجر وغیرہما اور امام شافعی رح کے نزدیک حرمت اور ترتب
احکام مین دونون حرم ایک طرح ہین کچھ تفاوت نہین اور تحقیق اس مسئلے کے ابواب خمسہ مین
ہے شیخ علیہ الرحمۃ نے اس مقام کو بہت بڑھا کر لکھا ہے وانشاء اللہ آویگا اور منجملہ اوسکے
ہو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساکنین مدینہ کے تعظیم کی وصیت فرمائی
ہے اور یہ مدعا اوس وعید سے جو ایذا اور تکلیف اہل مدینہ پہ واقع ہوئی ہے ابت

اس حدیث شریف کا مصداق ہو امام احمد حنبل حدیث صحیح میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ
سے روایت لائے ہیں کہ ایک امیر امرائے فتنہ سے مدینہ میں آیا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ
مدینہ منورہ میں تھے اور کبرسنی کی جہت سے اونکی بصارت میں ضعف آگیا تھا تھا لوگوں
اون سے کہا کہ مصلحت وقت یہ ہے کہ چند روز آپ اس ظالم کے سامنے سے الگ ہو جاسے
اور اپنے تئین اسکے فتنے سے بچائیے کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ دونوں ہاتھ اپنے
دونوں بیٹوں کے کندھوں پر رکھکر مدینہ منورہ سے باہر چلے اتفاقاً ایک جگہ بسبب ضعف
بصارت کے ٹھوکر کھا کر گر پڑے کہنے لگے کہ ہلاک ہو وہ شخص جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو ڈرایا ایک بیٹے نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈرانا کیونکر ہو سکتا ہے وہ
تو اس جہان فانی سے تشریف لے گئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے حضرت
رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جو شخص اہل مدینہ کو ڈراسے
تحقیق اوس نے مجھے ڈرایا [illegible] میں آیا ہے کہ مَنْ اَخَافَ اَہْلَ الْمَدِیْنَۃِ ظُلْمًا
اَخَافَہُ اللہُ وَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اور دوسری حدیث میں آیا
ہے کہ اسکا کوئی عمل خواہ فرض ہو خواہ نفل مقبول نہیں ہوا سکے اور احادیث اس باب میں
ابن سعید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ امیر جس سے حضرت جابر
رضی اللہ عنہ بھاگ گئے تھے بشر بن ارطاہ تھا اسواسطے کہ قرطبی ابن عبدالبر سے روایت
ہیں کہ حضرت معاویہ نے بعد قضیہ تحکیم حکمین کے بشر بن ارطاہ کو فوج کثیر کے ساتھ مدینہ منورہ
پر بھیجا کہ مدینہ والوں سے اون کی خلافت پر عہد بیعت لے بیسے حضرت ابو ایوب انصاری
رضی اللہ عنہ کہ اوس زمانے میں علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ کی طرف سے عامل مدینہ
منورہ تھے خوف سے مدینہ چھوڑ کر جناب ولایت مآب کے پاس پہنچے اور بشر شہر مدینہ میں
داخل ہوا اور کہنے لگا کہ اگر عہد امیر المومنین اور اونکے حکم کے خلاف نہوتا تو میں ایک شخص
کو بھی مدینہ میں زندہ نہ چھوڑتا پھر سب اہل مدینہ کو حضرت معاویہ کی طرف سے بیعت لینے
کو طلب کیا اور بنی سلمہ کی طرف ایک قاصد بھیجا کہ اگر تم لوگ جابر بن عبداللہ کو حاضر نہ کروگے

سلہ یعنے جو شخص ظلماً اہل مدینہ کو ظلم سے ڈراوے ڈراویگا اوسکو اللہ اور ہوگی اوپر اسکے لعنت خدا اور ملائکہ اور سب آدمیوں کی ۱۲

تو بیرون خندق سے باہر ہو جاؤ گے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سنکر حضرت ام المؤمنین ام سلمہ
رضی اللہ عنہا کی خدمت مین حاضر ہو کر صورت حال بیان کی اور اُن سے بُسر کی مجلس مین جانے
کی صلاح لی اور کہا کہ یہ بیعت ضلالت پر ہے اس مین اُسکو فلاح نہین اور ترک مین بھی امان نہین
آپ کیا تدبیر کرین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اونکو کرہاً و جبراً بیعت کرنے کی رخصت
دی اور اکثر اہل مدینہ اوسکے خوف سے بھاگ کر حرۂ بنی سلیم مین چھپ رہے علما رحمہم اللہ تعالی
کہتے ہین کہ یہ لعن جو ارادۂ ظلم اور فساد پر وارد ہوئی ہے لعن کا سزاوار اور اہل شرک نہین ہے
کہ خدا کی رحمت سے بالکل دور ہو جائے اور جنت مین کبھی داخل نہو بلکہ حاصل اس لعن کا دور
ہونا ہے خدا کی رحمت خاص سے اور نہ داخل ہونا اہل قرب کے ساتھ جنت مین اور حقیقت
مین مقصود تہدید ہے بے ادبی اور ترک حرمت اور عظمت مدینہ منورہ پر یہان تک کہ بعضے علما اس
طرف گئے ہین کہ مدینہ منورہ مین گناہ صغیرہ حکم گناہ کبیرہ رکھتا ہے جیسا بعض علما کہتے ہین کہ حرم مکہ
مین ایک گناہ کے لاکھ گناہ لکھے جاتے ہین واللہ اعلم بالصواب

فصل یزید پلید کے زمانے مین جناب امام حسین بن علی سلام اللہ علیہما کی شہادت کے بعد قبیح قبائح
جو واقع ہوئے انہین سے وہ واقعہ حرہ تھا اسکو حرہ واقم اور حرہ زہرہ بھی کہتے ہین وہ ایک جگہ
ہے سواد مدینہ طیبہ مین ایک ایک میل پر اور اس واقعہ مین جو کچھ قتل اور فساد اور ہتک حرمت
اس خیر البلاد کا ظہور مین آیا اگرچہ ذکر اُسکا باعث کدورت قلوب صافیہ ہے مگر چونکہ وقوع
اوسکا حدیث مخبر صادق کا مصداق ہے اوس کے واقع ہونے سے پہلے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ جو شخص اہل مدینہ کو ایذا دے اور خوف دلائے آخر کو دنیا اور
آخرت کے عذاب اور نکال مین گرفتار ہوگا اور اس واقعے کا انجام جیسا فرمایا تھا
ویسا ہی ہوا اس جہت سے لازم ہے کہ ایک اشارہ اوسکے طرف کیا جائے بعضے علما کے
نزدیک مصداق اوس خبر کا بھی کہ مدینہ مطہرہ بعد نہایت آباد ہونے کے ویران ہو جائے
گا اور آدمی اوس کو چھوڑ دینگے اور جانوران صحرائی اوس مین آکر رہین گے یہی واقعہ
حرہ ہے لیکن تحقیق اور مختار جیسا امام نووی لکھتے ہین یہ ہے کہ وہ حال قرب قیامت
مین ہوگا اسواسطے کہ بعض علامات اور آثار جو ان اخبار مین وارد ہین اس قضیہ مین

نہین پائے گئے جیسا ابن شیبہ کی روایت مین آیا ہے کہ پانیس برس یہ بلدۂ مکرمہ ویران
اور وحوش اور طیور اور درندے اسمین رہینگے پھر اوس کے دو چروا ہے قبیلۂ مزینہ
سے آئین گے مدینہ منورہ کو اس حال پر دیکھکر آپس مین تعجبا کہین گے کہ یہان کے
آدمی کہان چلے گئے ہین تا بعقہ ہوا کہ وقوع ایسی حالت کا آخر زمانے مین ہوگا اور
اس واقعے خاص مین بھی اخبار اور آثار صحیح وارد ہین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہین کہ فرمایا ایک روز ایسا پیش آوے گا کہ اہل مدینہ کو مدینے سے باہر کرین گے
لوگون نے پوچھا کہ وہ کون شخص ہے جو باہر کرے گا فرمایا امراء السوء یعنے برے آدمی
اور حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین آیا ہے کہ ہلاک میری اُمت کا ایک قبیلۂ قریش کے ہاتھ
پر ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت مین ہمکو آپ کیا فرماتے
ہین فرمایا گوشہ نشین ہوجانا خلق سے اور دوسری حدیث مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
آیا ہے کہ فرمایا قسم ہے اوس خدا کی کہ جان میری اوسکے قبضۂ قدرت مین ہے مدینے مین
ایک ایسی لڑائی ہوگی کہ دین یہان سے صاف نکل جائے گا جیسے سر کے بال مونڈتے
ہین تم لوگ مدینے سے اوس دن باہر چلے جاؤ اگرچہ ایک منزل کی قدر ہو اور بھی حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اے خداے پاک مجھکو سن ساٹھ کے حادثون سے
اور لڑکون کی امارت سے نگاہ رکھنا اور وہ دن آنے سے پہلے مجھکو دنیا سے اُٹھا لے یہ
اشارہ تھا زمانِ یزید پلید کی طرف اسواسطے کہ وہ بے دولت سنہ ساٹھ مین تخت شقاوت
پر بیٹھا اور واقعۂ حرہ اوسکے زمانِ شقاوت نشان مین واقع ہوا واقدی کتاب حرہ مین
ایوب بن بشیر سے روایت لاتے ہین کہ حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر مین باہر
گئے تھے حرہ زہرہ مین پہنچکر کھڑے ہوگئے اور آیۂ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھی صحابہؓ
نے جانا کہ شاید اس سفر کا انجام اچھا نہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اوس سے خبر دی
گئی ہے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا آپ نے دیکھا
کہ استرجاع کیا فرمایا کوئی امر اس سفر مین ایسا نہین ہے اونھون نے عرض کیا پھر استرجاع کا کیا سبب

سلہ ہم اللہ کے مال ہین اور ہمکو اوسی طرف پھر جانا ۱۲

فرمایا مارے جائینگے اس حرہ سنگستانی مین بہترین اُمت میرے بعد صحابہ کے اور دوسری
روایت مین آیا ہے کہ جب اس جگہ آپ پونہچے تو دست مبارک سے اشارہ کرکے فرمایا کہ قتل
اس حرہ مین مارے جائینگے میری امت کے بہترین لوگ اور حضرت عبداللہ ابن عباس
سے بھی روایت آئی ہے اور حضرت کعب احبار سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ توریت
مین آیا ہے کہ مدینہ منورہ کے پورب کے سنگستان مین کچھ ایسے لوگ شہید ہونگے کہ قیامت
کے دن اونکے منھ چودھوین رات کے چاند سے زیادہ روشن ہونگے اور ابن زبالہ سے
روایت کرتے ہین کہ ایک روز حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے وقت مین پانی بہت
برسا حضرت اپنے یارون کے ساتھ سواد مدینہ کی سیر کو باہر تشریف لائے جب اوس
جگہ پونہچے جسکو حرۂ واقم کہتے ہین اور سیل پانی کی ہر طرف سے بہتی تھی حضرت کعب احبار
رضی اللہ عنہ کہ اُسوقت آپکے ہمراہ تھے قسم کھاکر کہنے لگے اے امیر المومنین جیسے یہان
سیلین پانی کی جاری ہین اسی طرح یہان خون کی سیلین جاری ہونگی حضرت عبداللہ
ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے نزدیک جاکر پوچھا کہ یا ابا اسحٰق کعب یہ کس زمانے مین ہوگا فرمایا اے
زبیر کے بیٹے تو ڈر اس بات سے کہ تیرے ہاتھ پانوٗن سے واقع ہو اب جاننا چاہیے کہ اہل
سیر اور تواریخ نے بطریق اجمال اور تفصیل کے اس واقعے کو لکھا ہے کہ ہم اس جگہ جس نہج
پر کہ ان لوگون نے تحریر یا تقریر کی ہے خواہ مفصل ہر ایک کی عبارت کا ترجمہ کرتے ہین تاکہ
تحریر اور تقریر اصل قصہ مین تغیر اور نقصان واقع نہ ہو واللہ اعلم بالصواب قرطبی کہتے ہین
اہل مدینہ کا مدینہ منورہ سے باہر نکلنے کا سبب جو بعضے احادیث مین واقع ہوا ہے یہی واقعہ
حرہ ہے کہ مدینہ منورہ پر کمال رونق اور آبادی کے زمانے مین کہ بقایاے صحابہ اور تابعین سے
مملو تھا حادثے اور فتنے پے درپے آنے لگے تو اہل مدینہ ان فتنون کے خوف سے اوس جائے
مطہر سے رحلت اختیار کرکے باہر نکلے اور یزید پلید نے مسلم بن عقبہ مری کو ایک فوج عظیم
شامی ساتھ دے کر اہل مدینہ منورہ کے ساتھ قتال کرنے کو بھیجا اور اون اشقیا نے ان
حضرات کو اسی مقام حرہ مین نہایت ذلت و خواری کے ساتھ شہید کیا اور تین دن تک ہتک
حرمت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین مشغول رہے اس جہت سے اسکو واقعہ حرہ کہتے ہین ابن

قصے مین ایک ہزار سات سو مہاجرین اور انصار اور علماے تابعین شہید ہوئے اور عوام
سوا عورتون اور لڑکون کے دس ہزار اور سات سو حافظ قرآن شریف اور ستّا نوے
آدمی قوم قریش کے درجۂ شہادت کو پہنچے اور اُن بے دولتون نے فسق و فساد اور ز
کو مباح کیا یہان تک کہ لوگ نقل کرتے ہین کہ بعد اس واقعے کے ایک ہزار عورت نے
زنا کے جنے اور ان نالائقون نے مسجد شریف مین گھوڑے باندھے اور وہ روضۂ مین
الجنۃ مین گھوڑون کی لید اور پیشاب کیا اور لوگون سے اس مضمون کی بیعت لی کہ یزید چاہے
تو بیچے اور چاہے آزاد کرے اور چاہے خدا کی طاعت کی طرف بلاوے اور چاہے معصیت
کی طرف عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے یزید کے سامنے کہا کہ بیعت حکم قرآن شریف ا
سنت لینا چاہیے اون کو یزید نے اسی وقت شہید کیا اور قرطبی کہتے ہین کہ اہل اخبار نے
لکھا ہے کہ مدینہ منورہ اوس زمانے مین مطلق آدمیون سے خالی رہا اور وہان کے میوہ
وغیرہ نصیب جانوران جنگلی ہوئے اور کتون وغیرہ نے مسجد شریف کو اپنا آرام گاہ
مخبر صادق کی خبر کا ظہور ہوا اور طبرانی نے ایک خبر طویل مین عروہ بن زبیر سے روایت
کی ہے کہ حضرت معاویہ کے انتقال کے بعد عبد اللہ بن زبیر نے عقد بیعت اور اطاعت
یزید سے انکار کیا اور یزید اوس کے حق مین گالی گلوچ کرنا شروع کی یزید نے یہ
قسم کھائی کہ واللہ مین عبد اللہ بن زبیر کے گردن مین طوق ڈالون گا بعد اس کے
ایک شخص ان کے بلانے کو بھیجا اون کے یارون نے اون سے کہا کہ اگر تم ایک چاندی
کا طوق بنا کر اور یزید کو قسم سے بری کرنے کیواسطے اپنی گردن مین ڈالو اور اوس کے
اوپر جامے پہنو تو یقین ہے کہ اوسکے ہاتھ سے سلامت رہو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی
فرمایا کہ خداوند تعالےٰ ہرگز اوسکو اس قسم مین سچا نہ کرے گا مین ہرگز غیر حق پر نرم
نہون جب تک کہ سخت پتھر دانتون کے نیچے نرم نہو جائے بعد اوسکے عبد اللہ بن زبیر نے
دعوت شروع کی اور لوگون کو اپنی اطاعت کی طرف بلایا یزید پلید نے مسلم بن عقبہ مری کو
ایک لشکر شامی ساتھ دیکر مدینے کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ بعد مدینے کے قلع وقمع کے
مکے کی طرف جانا اور عبد اللہ بن زبیر کا کام تمام کرنا جب مسلم بن عقبہ مدینے مین آیا

سب صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم شہر سے نکل گئے مسلم وہان کے باقی لوگون کو قتل کر کے مکے
کی جانب متوجہ ہوا اور راہ ہی مین مرگیا اور مرتے وقت حصین بن نمیر کندی کو اپنا خلیفہ کر کے ابن
زبیر کے محاصرہ کرنے اور منجنیق مارنے اور آگ لگا دینے کی وصیت کی حصین بن نمیر ہنوز راہ ہی
مین تھا کہ یزید کے مرنے کی خبر پائی راہ ہی سے بھاگ گیا اور جس بات پر خلیفہ بنا تھا وہ کچھ
ظہور مین نہ آیا اور ابن جوزی کہتے ہین کہ سن باسٹھ مین یزید پلید نے عثمان بن محمد ابی
ابی سفیان کو کہ اوسکے چچا کا بیٹا تھا مدینۂ منورہ پر بھیجا کہ اوسکے بیعت وہان کے لوگون
سے لیوے اوس نے ایک جماعت کو اہلِ مدینہ سے یزید پلید کی طرف روانہ کیا جب وہ لوگ
یزید پلید کے پاس سے پھرے تو اونھون نے یہان آکر یزید پلید کو گالی دینا اور برا کہنا
شروع کیا اور کہا کہ وہ بے دین شارب الخمر فاسق ہے ہمنے اوس کی بیعت توڑ دی
اوس جماعت مین منذر بھی تھے اونھون نے کہا کہ واللہ کہ اوس نے مجھکو لاکھ درہم دیے
ہین اور احسان کیا ہے لیکن مین سچائی کو ہاتھ سے نہ دونگا وہ شرابی اور بے نمازی
ہے یہ حال سُنکر باقی اہلِ مدینہ کو بھی اوسکی اطاعت سے بیزاری ہوئی اور سب نے
بیعت توڑ دی بعد اسکے اہلِ مدینہ نے عبد اللہ بن حنظلہ غسیل کے ہاتھ پر بیعت کی اور عثمان
بن محمد کو بلدۂ طیبہ سے نکال دیا عبد اللہ بن حنظلہ کہتے تھے واللہ کہ ہم یزید کی بیعت سے
باہر نہ نکلے اور ہم نے اوس سے مقابلے کا قصد نکیا جب تک کہ ہم نہ ڈرے کہ آسمان سے
پتھر برسین گے اور بھی ابن جوزی ابو الحسن مدائنی سے کہ ایک راوی ہین نقل کرتے ہین
کہ سننے والون نے بعد ظاہر ہونے دلائل فسق و فساد یزید پلید کے منبر پر چڑھ کر اوسکی
ہی عبد اللہ بن ابی عمرو بن حفص مخزومی نے عمامہ اپنے سر سے جدا کیا
ہ جیہ مجھکو یزید نے صلہ اور انعام دیا لیکن وہ دشمنِ خدا دائم السکر ہے مین نے
بین اوس کی بیعت سے یون الگ کیا جیسا اپنا عمامہ مین نے اپنے سر سے
الگ گیا دوسرے کھڑے ہوئے اونھون نے پاؤن سے جوتیان نکالین اور یزید کی
بیعت سے الگ ہوئے یہان تک کہ مجلس عمامون اور جوتیون سے بھر گئی بعد اوس کے
عبد اللہ بن مطیع کو قریش پر اور عبد اللہ بن حنظلہ کو انصار پر حاکم کیا اور جتنے بنی امیہ تھے

سب کو دار مروان مین محاصرہ کیا مروان اور جتنی جماعت اوسکے ساتھ تھی اُن سبھون نے
یزید پلید کو اپنا حال لکھا بھیجا اور اوس سے اپنی مدد کو ایک لشکر مانگا اوس نے مسلم بن عقبہ
اہل مدینہ کے قتال پر آمادہ کیا وہ کم بخت بہت بوڑھا تھا باوجود ضعف پیری کے اہل مدینہ
کی خونریزی پر طیار ہوا پھر یزید پلید نے منادی کی کہ جو شخص حجاز کا ارادہ کریگا اوس کو
ہماری سرکار سے اسباب سفر اور لڑائی کے ہتھیار ملین گے اور سو سو دینار بطریق انعام اور
اضافہ ہونگے اوس مین بارہ ہزار آدمی مستعد ہوئے اونکو روانہ کیا اور ابن مرجانہ کو حکم
بھیجا کہ عبداللہ بن زبیر سے جاکر لڑے ابن مرجانہ نے اس حکم کی تعمیل مین تامل کیا اور کہا
واللہ ہرگز جمع نہ کرون ایک فاسق کے واسطے پیغمبر کے فرزند کا قتل ساتھ لڑائی بیت اللہ
کے پھر اوس نے مسلم بن عقبہ کو بھیجا اور اوسکو وصیت کی کہ اگر تجھ کو کوئی حادثہ ہو تو حصین
بن نمیر سکونی اپنا خلیفہ کر اور کہا کہ مین جسنے تجھکو بھیجتا ہون تین بار اون کو دعوت کر اگر تیری
بات قبول کرین چھوڑ دے نہین تو اون کے ساتھ لڑائی کر یہان تک کہ جب تو اونپر غالب
آجائے تین روز حرم مدینہ کو مباح کر دے اور جو کچھ وہان مال اور اسباب اور ہتھیار اور غلہ
ہو اوسکو لشکریون پہ حلال کر اور تین روز کے بعد اون کے قتل سے باز رہ اور علی
بن حسین سلام اللہ علیہما سے کچھ تعرض نہ کر کہ انھون نے اوس جماعت سے اتفاق نہ
کیا یہ خبر جب اہل مدینہ کو پونہچی تو سب کے سب اس فساد کے دفع کرنے پر مستعد ہوکر
جماعت بنی امیہ سے جو دار مروان مین محصور تھے کہا کہ اگر تم لوگ اگر ہم سے اس بات کا
عہد کرو کہ کچھ مکر و فساد نہ کروگے اور جاسوسی وغیرہ عمل مین نہ لاؤگے اور ہماری دشمنون کی
مدد نہ کروگے تو ہم تمکو چھوڑتے ہین ورنہ اسی وقت ہم تمکو قتل کیے ڈالتے ہین بنی امیہ نے
منافقانہ عہد و پیمان کر کے اونکے ساتھ ہو کر مسلم بن عقبہ کے دفع کرنے کو باہر نکلے مروان
بن حکم نے اپنے بیٹے عبدالملک کو خفیہ مسلم بن عقبہ کے پاس بھیجا کہ یہان پونہچکر تین روز
لڑائی سے توقف رکھے اور بعد تین روز کے اہل مدینہ کے ساتھ مشورہ کیا اور کہا تم کیا
اور کیا کرتے ہو اہل مدینہ نے کہا سوائے لڑائی کے کوئی تدبیر نہین جس سے یہ فساد اور
فتنہ مرتفع ہو اور یہ خیر البلاد اس شر و شور سے پاک ہو مروان نے کہا لڑائی مناسب نہین

اوس نے فساد اور زیادہ بڑھے گا مصلحت یہ ہے کہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لو اور گردن اطاعت اوس کے سامنے رکھدو مدینے والون کو یہ بات ناپسند آئی سب کے سب لڑائی پر مستعد ہو کر مدینے سے باہر نکلے عبداللہ بن غسیل سوار ہوئے لڑائی کی صف مین آکر داد شجاعت دی اوس طرف مسلم بن عقبہ کو ضعف پیری کی جہت سے ایک چوکی پر بٹھا کر دو صفون کے بیچ مین لا کر کھڑا کیا وہ بے دولت اپنے لشکریون کو لڑنے کی رغبت دلاتا تھا عبداللہ بن حنظلہ بھی مع اپنے سات بیٹون کے خوب مقابلہ کرکے درجۂ شہادت کو پہنچے مسلم بن عقبہ نے اون کا سر مبارک یزید پلید کے پاس بھیجا آخر الامر یزیدی غالب آئے اور اون نالائقون نے موافق حکم یزید پلید کے تین دن تک حرم مدینہ کو مباح کیا اور مال اور اسباب لوٹا اور زناکاری مین مشغول رہے واقدی نقل کرتے ہین کہ اہل مدینہ نے بعد قریب ہونے لشکر یزید کے آپس مین مشورہ کرکے ایک خندق کھودی تھی اوس خندق کے جو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین کھودی گئی تھی اور پندرہ روز تک اوس مین بڑی مشقت کی اور گرداگرد مدینے کے کانٹون کی باڑ لگائی اور دشمنون کی راہین ہر طرف سے بند کرکے ہر طرف تیر اور پتھر پھینکنا شروع کیا دشمنون کو اندر آنے مین نہایت دقت ہوئی اور گھبرائے مسلم بن عقبہ واقع سے ڈر کر حرہ کے ایک گوشے مین جا چھپا اور مروان کے پاس ایک آدمی بھیجا کہ اس معرکہ مین کوئی حیلہ نکال کہ ہم لوگ ظفر یاب ہون مروان کے بنی حارثہ کے پاس آکر اون کو کچھ طمع خام دیکر ایک طرف سے راہ کھلوا دی لشکر یزید اوسی طرف گھس پڑے اہل مدینہ سب کے سب ہر طرف سے سمٹ کر اوسی طرف کو آکر مقابلہ اور محاربہ مین مشغول ہوئے نقل کرتے ہین کہ ایک عورت مسلم بن عقبہ کے پاس فریاد لائی کہ میرا بیٹا تمھاری قید مین پکڑ گیا ہے اوس کو چھوڑ دو اور تضرع اور عاجزی بہت سی کی اوس بے حیا نے اُسکے بیٹے کا سر کٹوا کر اوسکے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ تو اپنے جینے پر بس نہین کرتی جو اپنے بیٹے کی سفارش کرنے کو آئی ہے نقل کرتے ہین کہ تین روز تک اکثر اہل مدینہ منورہ کو قید مین رکھا اور کھانا پانی اونکو کچھ ندیا سعید بن مسیب[1] کو مسلم بن عقبہ کے

[1] حضرت سعید بن مسیب کبار تابعین سے ہین ۱۲

سامنے لائے اوس نے اون سے کہا کہ یزید کی بیعت اختیار کرو اونھون نے فرمایا کہ بیعت کی ہین
ابوبکر رضہ اور عمر رضہ کے خلیفے ہین اوس نے کہا کہ اسکی گردن مارو اور اس درمیان مین ایک آدمی
نے کھڑے ہو کر اون کے جنون کی گواہی دی اوس نے اونکو چھوڑ دیا اور مسلم بن عقبہ مسرف
کہلاتا ہے اس جہت سے کہ اوس نے قتال اور فساد مین بڑا اسراف اور افراط کیا واقدی کتاب
الحرہ مین نقل کرتے ہین کہ یزید پلید اوسکے پاس آیا دیکھا کہ وہ مرض فالج مین گرفتار ہے اور
ہلاک پر پڑا ہے اوس نے کہا کہ اگر تم اتنے ضعیف اور مریض نہوتے تو مین اس مہم کے سر کرنے
کیواسطے تمکو بھیجتا مین تم سے زیادہ اپنا مخلص اور ناصح کسیکو نہین دیکھتا ہون مسرف یہ بات
سنتے ہی اوٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ مجھکو قسم ہے اے امیرالمومنین کہ یہ کام دوسرے سے کے جو
بجز مجھسے زیادہ دشمن کوئی اہل مدینہ کا نہ ہوگا مین نے اسباب مین ایک خواب دیکھا ہے
کہ ایک درخت جہ اپنی شاخون کے بقیع مین عثمان بن عفان کے انتقام مین فریاد کرتا
مین نے نزدیک اوسکے جا کر سنا کہ وہ درخت کہہ رہا تھا کہ یہ کام مسلم بن عقبہ کے ہاتھ سے نکلے
گا اوس روز سے مجکو یقین ہے کہ مین اہل مدینہ کو قتل کرونگا اور یہی امید یہ آرزو دل کو تسلی
رکھی ہے یزید نے جو اس بات پر اوسکو آمادہ و مستعد بکمال رغبت دل پایا کہا کہ اچھا تم تیار
ہو اور علی برکۃ اللہ جلدی روانہ مدینہ ہو اگر وہ لوگ تمہارے داخل ہونے مین مدینے کے
اندر اور قبول بیعت اور اطاعت مین ستیزہ کرتے ہون تو وہان کے چھوٹے سے بڑے تک
ایک کو چھوڑنا سب کو قتل کرنا اور سب اسباب اور مال اون کا لوٹنا اور اگر ایسا
نہ کرین بلکہ بیعت اور اطاعت قبول کرین تو اون سے تعرض نہ کرنا وہان سے عبداللہ بن
الزبیر کے طرف جانا اور اوس کا کام تمام کرنا لکھا ہے کہ یہ مسرف ناعاقبت اندیش شہدائے
حرہ کو دیکھکر کہتا تھا کہ باوجود ان لوگون کے قتل کرنے کے اب بھی مین دوزخ مین جاؤن
تو مجھ سے زیادہ کوئی بدبخت نہوگا اور ذکوان روایت کرتا ہے کہ مسلم بن عقبہ نے جس
مرض مین مبتلا تھا اوسکی دوا کھا کر کھانا لگا طبیب نے منع کیا کہ ابھی دوا کھائی ہے عنقریب
اوسپر نہ کھیے ورنہ دوا فائدہ نہ کرے گی اوس نے کہا کہ اب مین اپنے جینے کی تمنا کیون
کرون مجھکو اپنی حیات کی تمنا فقط اسواسطے تھی کہ قاتلان عثمان کو مار کر اپنا دل ٹھنڈا کرون

وہ مُراد میری حاصل ہوگئی اَبْ سوا موت کے مجھکو کوئی چیز محبوب نہین یقین ہے کہ اللہ تعالی نے
اِن ناپاکون کے قتل کرنے سے مجھکو سَبْ گناہون سے پاک کر دیا ہوگا شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے
ہین کہ یہ بات اوسکی کمال حماقت اور جہالت اور شقاوت سے تھی اس واسطے کہ شہید کرنا
اس جماعت روضہ کا موجب ایسے جرم اور معصیت کا تھا کہ اوسکے وبال اور نکال سے اوس
احمق بدبخت کو چھوٹنا محال اور مشکل ہو جائے گا گناہ بخشا جانا کس کا آور منجملہ صحابہ رضی
کے جنکو جبرًا قتل کیا وہ عبد اللہ بن حنظلہ غسیل ہین کہ مع اپنے ساتھ بیٹون کے شہید ہوئے
اور عبد اللہ بن زید حاکی وضوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور معقل بن سنان جو کہ فتح
مکہ مین حاضر تھے اور جھنڈا اون کی قوم کا اونکے ہاتھ مین تھا اور بھی نقل کرتے ہین کہ مسرف
شقی اور مروان بن الحکم شہدائے حرم کی لاشون کے گرد بطور سیر اور تماشے کے پھرتے تھے
یکایک عبد اللہ بن حنظلہ غسیل پر نگاہ پڑی دیکھا کہ اون کی اُونگلی شہادت کی آسمان کی طرف
اوٹھی ہے مروان نے کہا واللہ تونے اگر بعد موت کے اُونگلی آسمان کی طرف اٹھائی ہے تو
ہم نے کسقدر اونگلیان اپنی حیات مین تمہارے ہاتھون سے آسمان کی طرف نہین اوٹھائین
اور خدا کی درگاہ مین کتنی تضرّع وزاری نہین کی اور کتنی دعائین نہین مانگین ایک شخص
یہ بات سُنکر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ اگر احوال اس جماعت مقتولین کے ایسے ہی تھے جیسے
تم کہتے ہو تو تم ہم سَبْ کی دُعا اہل جنت کے قتل مین تھی وہ بولا کہ اِنْ لوگون نے مخالفت
دین کی اور عہد مسلمانی توڑا نقل ہے کہ مروان بعد اس واقعے کے یزید پلید کے پاس
گیا یزید نے بڑا اشکرانہ اوسکا ادا کیا اور اوس کو اپنا مقرب ٹھہرایا ابن جوزی روایت
لاتے ہین کہ سعید بن مسیّب فرماتے تھے کہ اون راتون کو جن مین واقعہ حرہ درپیش تھا
کوئی شخص سوا میرے مسجد شریف مین حاضر نرہتا تھا اہل شام مسجد مین آکر مجھے دیکھتے تو کہتے
تھے کہ یہ بڈھا دیوانہ بہان کیا کیا کرتا ہے اور کوئی وقت نماز کا نہ آتا تھا کہ مین آواز اذان
اور اقامت نماز کی حجرۂ شریف سے نہ سنتا تھا اور اُوسی اذان اور اقامت سے مین
نماز پڑھتا تھا رضی اللہ تعالے عنہ وارضاہ عنا اور اس واقعے مین ایک بڑا قبیح امر یہ ہوا
کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے ساتھ اُنْ ناعاقبت اندیشون نے گستاخی کی نقل

کرتے ہین کہ لوگون نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اونکی ریش مبارک
سے اوکھڑی ہوئی ہے لوگون نے پوچھا کہ یہ کیا صورت ہے آیا تم اپنی داڑھی کے ساتھ کھیل
کیا کرتے ہو اور غصہ سے نوچا کرتے ہو اونھون نے فرمایا کہ نہین یہ مجھپر ظلم ہوا ہے ایام
واقعۂ حرہ مین ایک جماعت شامیون کی میری گھر مین گھس پڑی اور جو کچھ مال و
متاع اور اسباب گھر کا تھا لوٹ لے گئی بعد اوسکے دوسری جماعت گھسی اونھون نے جب
گھر مین کچھ نہ پایا تو اون کو نہایت غصہ آیا ہر شخص نے میری داڑھی اوکھاڑی اور اس حال
کو جو تم دیکھتے ہو پہنچایا اون شیاطین سے اس طرح کے اور بھی قبائح بے شمار ظہور
مین آئے اب سنو ان ظالمون کا انجام کار کہ دلالت کرتا ہے اون کے خسر الدنیا والآخرۃ
ہونے پر نقل کرتے ہین کہ جب مسلم بن عقبہ مسرف بدکردار نے بجبر و اکراہ اہل مدینہ سے
بیعت یزید پلید کی لینی چاہی تو اکثر آدمیون نے خوف سے جیسا حالت اکراہ اور اضطرار
مین بیعت اور اطاعت کرنا قبول کی اون مین سے ایک شخص[1] نے کہا کہ بیعت کی مین نے
مگر طاعت پر نہ معصیت پر مسرف نے اس طرح کی بیعت اون سے قبول نہ کی اور قتل
حکم دیا جب قتل ہو گئے تب اون کی والدہ نے قسم کھائی کہ اگر اللہ تعالے مجھے اسپر قدرت
دیوے تو زندہ مین اسکو جلادون مردہ یا زندہ جاننا چاہیے کہ جب مسرف قتل اور
لوٹ مدینہ سے فارغ ہوا تو بقصد مقابلہ و مقاتلہ عبد اللہ بن زبیر رض مکہ معظمہ کو روانہ ہوا
دو تین روز کے بعد جس مرض مین کہ مبتلا تھا جہنم واصل ہوا وہ بی بی اپنے عہد کے موافق
چند غلام اپنے ساتھ لیکر اوسکی قبر پہ گئین کہ اوسکو قبر سے نکال کر اپنی قسم پوری کرین جب
کی قبر کھولی تو دیکھا کہ ایک اژدہا مسرف کی گردن سے لپٹا اوس کی ناک کی ہڈی چوس
رہا ہے سب لوگ یہ حال دیکھکر ڈرے اور اون بی بی سے کہا کہ قادر مطلق نے اوس کی
اعمال کی سزا دی اور تمھاری طرف سے انتقام لیا یہی عذاب اوسپر کافی ہے وہ بولین
نہین واللہ جب تک مین اپنے عہد کو جو خدا سے کیا ہے پورا نہ کرلون اس مسرف سے در
گذرون اور کہا کہ اس کو پاؤن کی طرف سے نکالو اوس طرف بھی ایک اژدہا

[1] یہ شخص قبیلۂ قریش سے تھے ۱۲

اون بی بی نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھکر حق تعالے سے دعا کی کہ یا الٰہی تو دیکھتا ہے
کہ میرا غصہ مسلم بن عقبہ پر تیری رضا کے واسطے ہے مجھکو وصیت نہ دے کہ مین اوسکو گور سے
نکال کر جلا دون بعد اوس کے ایک لکڑی ہاتھ مین لیکر سانپ کی دُم پر ماری کہ اوسکی
قبر سے نکل گیا پھر اوس کی لاش کو نکلوا کر جلوا دی واقدی کہتے ہین کہ ہمکو ایسا ثابت ہوا
ہے کہ وہ بی بی یزید بن عبد اللہ بن زمعہ کی مان تھین جب متوجہ ہونے مسرف کے مکہ معظمہ
کی طرف یہ بی بی دو تین منزل مسرف کے لشکر سے الگ الگ اپنی قوم کو ساتھ لیکر چلی
تھین جو تھین مسرف کی خبر مرنے کی پائی آپ پھرین اور اوسکو قبر سے نکال کر سولی پر رکھدیا
ضحاک کہتے ہین کہ جنھون نے مسرف کو دار پر دیکھا تھا ہم سے حکایت کرتے تھے کہ لوگون
نے اوس کو دار پر سنگسار بھی کیا یعنے اوسپر پتھراؤ بھی ہوا اور ذکر جلانے کا اس روایت
مین نہین آیا شاید سولی رکھنے کے بعد دو تین دن کے جلایا ہوگا پس جس شخص نے جلانے
کی روایت نہین کی اوس قبل جلانے کے اوس سولی پر دیکھا ہوگا واللہ اعلم بالصواب
قرطبی کہتے ہین کہ مسرف اس واقعہ کے بعد تین راتین نہین گذرین کہ مرگیا اور راہ
مین مدینہ منورہ کے اوس کا پیٹ پیپ اور خون سے بھرگیا تھا سخت بُری حالت مین
مرا لیکن وہ بے حیا کمال حماقت اور نہایت قساوت دلی سے کہتا تھا کہ خداوندا بعد
کلمہ شہادت لا الٰہ الا اللہ کے کوئی عمل ایسا جو میرے نزدیک سب عملون سے محبوب
اور تیری درگاہ مین قبولیت کے لائق ہو سوا قتل کرنے اہل مدینہ کے نہین ہوا اگر تو مجھے
باوجود ایسے عمل نیک کے بھی جہنم مین داخل کرے تو میرے برابر کوئی بدبخت عالم مین
نہ ہوگا بعد اسکے حصین بن نمیر سکونی کو طلب کیا اور کہا کہ تجھکو امیر المومنین یعنے یزید پلید
نے بعد میرے والی اور حاکم کیا ہے جلد مکہ معظمہ مین پہنچکر عبد اللہ بن الزبیر کا کام تمام
کر اور اوس سے لڑنے مین کمی نہ کر منجنیق نصب کر کے پتھرون سے مار اگر وہ خانہ کعبہ
کی طرف پناہ لاوے تو کچھ خوف نہ کر اور منجنیق پھینکنے سے باز نہ رہ حصین بن نمیر اوس کی
وصیت کے موافق چونسٹھ روز اوس بلدہ معظمہ کو گھیرے رہا اور قتال شدید کیا اور
منجنیق کعبۃ اللہ کی طرف پھینکی لکھا ہے کہ ان لوگون کے ساتھ ایک شخص تھا کہ اوس نے

اپنے نیزے کے سرے پر آگ لگائی تھی یکایک ایک ہوا ایسی تیز ہوا چلی کہ کعبہ مین اوس
سے آگ لگ اوٹھی اوسی درمیان مین یزید کے مرنے کی خبر پونچی کہ مرض ذات الجنب مین
جہنم واصل ہو یہ خبر پونچتے ہی پریشان اہل شام اور بنو امیہ مین پڑگئی سب کے سب
رسوا اور خوار شکست پاکر بھاگے واقعہ حرہ چہارشنبہ کے دن ستائیسوین یا اٹھائیسوین
ذی الحجہ ۶۳ سنہ تریسٹھ مین اور موت مسلم بن عقبہ غرہ محرم کو ۶۴ سنہ چوسٹھ مین اور قتال مکہ اور
کرنا بیت اللہ کا تحقیق ہے شنبہ کے روز تیسری ربیع الاول کو اور مرنا یزید پلید کا پہلی تاریخ
ربیع الثانی کو بعد واقعہ حرہ کے واقع ہوا جیسا کہ سمہودی کتاب وفا مین ذکر کر

واللہ اعلم بالصواب

فصل اور منجملہ وقائع غریبہ کے کہ حضرت سید الابرار صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس
خبر دی ہے ظہور نار حجاز ہے کہ اوس دیار عظمت شعار مین واقع ہوا اور اوس کا ظاہر
دلالت کرتا ہے اوس زمین کرامت نشان کی عظمت شان پر اور حکمت اوسکے ظاہر ہونے
مین ڈراتا تھا ہے لوگون کا اور خاص بلدہ شریفہ مین ظاہر ہونے کی حکمت یہ بھی کہ
رحمت اور شفاعت کی جگہ ہے ایسے امر کا ظاہر ہونا خالی تخویف اور عبرت سے نہ
اور بعد ظاہر ہونے اس حکمت کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دریاے رحمت نے اوس
غضب کو بجھا دیا قرطبی کہتے ہین کہ ابتدای سلخ جمادی الاولی ۶۵۴ سنہ چھ سو چون ہجری تیس
جمادی الآخرہ تک مدینہ منورہ مین بڑے بڑے زلزلے آئے کہ بادل کی طرح گرجتے تھے اور
گھر اور دیوارین ہل گئین ایک رات کو چودہ یا اٹھارہ بار واقع ہوا اور تیسری ماہ مذکور کو
بعد نماز عشا کے ایک آگ حجاز کی طرف سے ظاہر ہوئی جیسے ایک بڑا شہر کہ جس مین قلعہ
برج دار اور گویا ایک جماعت آدمیون کی اوسکو کھینچتی ہے اور جس پہاڑ تک پونچتی ہے
اوسکو جلا کر راکھ کر دیتی ہے اور رانگے کی طرح پگھلاتی ہے اور بادل کی طرح گرجتی ہے
اور دریا کی طرح جوش مارتی ہے اور گویا اوس مین سے نہرین سرخ اور نیلی نکلتی ہین
اور مدینہ منورہ کے قریب پونچتی ہین اور ساتھ اوسکے ایک ٹھنڈی ہوا بھی اوس طرف
سے مدینہ کی طرف آتی ہے قسطلانی کہ اوسی زمانے والون سے ہین کہتے ہین کہ اس آگ

روشنی سارے اطراف جنگلون مین پھیل گئی تھی اور حرم نبوی اوس آگ سے ایسا روشن
تھا جیسے دن کو روشن ہوتا ہے اور لوگ راتون کو اوسکی روشنی مین کام کرتے تھے
اور اون دنون مین آفتاب اور ماہتاب کی روشنی بیکار ہوگئی تھی بعضون نے مکہ معظمہ مین
اس آگ کی روشنی دیکھی بین و بصرہ مین بھی دکھائی دی مصداق حدیث مخبر صادق
صلے اللہ علیہ وسلم کہ ایک آگ حجاز کی جانب سے ایسی نکلے گی کہ اوسکی روشنی سے اونٹون
کی گردنین بصرہ مین دکھائی دین گی آنکھون سے دکھائی دیا مورخین لکھتے ہین کہ طول
اوس آگ کا چار کوس کا تھا اور عرض چار میل کا اور عمق ڈیڑھ قد آدم سیل کی طرح
چلتی تھی اور دریا کی طرح موج مارتی تھی اور اوسکی گرمی سے جتنے پتھر گل گئے تھے وہ
سب ملکر سد راہ ہوگئے تھے کہ مدت دراز تک اوس وادی سے اعرابی لوگ اور مواشی
گذر نسکتے تھے اس مین یہ حکمت تھی اکثر اوس طرف سے بعضے مفسدین آکر اہل مدینہ کو تشویش
دیتے تھے اس سد عظیم کا پیدا ہوتا اونکے آنے کو مانع ہوا بیت تو مپندار کہ ورکار خدا و ند
خطاست ۔ ز انکہ او ہرچہ کند ہمین صلاحست و صواب حاصل کلام یہ ہے کہ عجائب اس آگ
کے بیان مین نہین آسکتے جمال مطری[1] نقل کرتے ہین کہ اوس آگ کے عجائب احوال سے
یہ ہے کہ پتھر کو کھا لیتی تھی لیکن درختون مین کچھ اوسکا اثر نہ ہوتا تھا اور کہتے ہین کہ امیر
عز الدین منیف[2] کے ایک آزاد غلام سے مین نے سنا کہتا تھا کہ امیر مذکور نے مجھکو اور ایک
اور شخص کو میرے ساتھ کرکے اوس آگ کی خبر کو بھیجا ہم دونون سوار اوس آگ کے قریب
پہنچے کچھ ہمکو حرارت اوسکی محسوس نہ ہوئی ساتھ اسکے کہ پہاڑون کو کھاتی چلی جاتی تھی
مین نے ایک تیر اپنی ترکش سے نکال کر اپنا ہاتھ اوس طرف دراز کیا سب تیر کے پر جل گئے
اور تیر کی لکڑی باقی رہ گئی اس جگہ پر مطری کہتے ہین کہ اس بات کے سننے سے میرے ذہن
مین ایک معنی اور پیدا ہوئے وہ یہ کہ گویا نہ کھانا اوسکا درختون کو آثار تحریم نبوی سے
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیع مخلوقات کو مدینہ منورہ کے حرم کی تعظیم اور رعایت
ادب کا حکم فرمایا ہے لیکن قسطلانی کہتے ہین کہ اوس کی شدت حرارت سے کسی کو نزدیک

---

[1] جمال مطری مورخین مدینہ سے ہین ۱۲ [2] امیر عز الدین منیف مدینہ تھے ۱۲

جانے کی مجال نہ تھی اور دیر کے فاصلے تک اوسکی حرارت کی موجین اور ہیبت کی نوجین پہونچتی تھین
اور یہ بھی کہتے ہین کہ بعض ایک شخص نہایت معتبر سے سُنا ہے کہ وادی مین ایک بڑا سا پتھر
تھا آدھا اوسکا حرم کے اندر داخل تھا اور آدھا باہر اوسکے اوس طرف کو آگ کھا گئی اور نصف
داخل تک جو پہونچی تو بجھ گئی اوس روایت مین جو جمال مطری لائے ہین اور کلام قسطلانی
مین ظاہرا منافات معلوم ہوتا ہے سید علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ قسطلانی کا کلام زیادہ قبول
کے لایق ہے اسواسطے کہ وہ اوس زمانے والون سے ہین کہ اوس آگ کے احوال کو اوسکے
مشاہدے سے معلوم کیا ہے اور ایک کتاب بھی اونھون نے اِس آگ کے احوال مین کمال
تفصیل سے لکھی ہے اور پتھر کا آدھا جلنا اور آدھا حرم کی حرمت سے نہ جلنا بڑے معجزات سے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ بعد اتنے زمانے کے ظاہر ہوا اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ
لکھتے ہین کہ راقم عفی اللہ عنہ کہتا ہے عجب کہ یہ آگ اللہ تعالے کی آیات اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے معجزات سے ہے تو ہو سکتا ہے کہ اوقات مختلفہ مین اشخاص متعدد پر احوال مختلف
ظاہر ہوئی ہے بعضون کو اسقدر گرم معلوم ہوئی اور بعضون کو [illegible]
نہین اور اللہ تعالے کی قدرت اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجاز سے کچھ عجیب نہین واللہ
علی کل شیٔ قدیر آگ کی تاثیر کرنے پر متعلقات حرم شریف مین دونون کلام متفق
لکھا ہے کہ قاضی اور امیر مدینہ منورہ سب اہل مدینہ کے ساتھ جمع ہو کر خداے تعالی کی درگاہ مین
تضرع اور زاری مین مشغول ہوئے اور رد مظالم اور اقرار حقوق مین کوشش کی اور بہ دعا [illegible]
کیے تاکہ دریاے مغفرت الٰہی جوش مین آوے اور شب جمعہ اور شنبہ کو سب مدینے والے [illegible]
بالون سمیت حرم شریف مین شب باش ہوئے اور گرد اگرد حجرہ شریف کے برہنہ سر ہو کر [illegible]
اور عاجزی اور زاری بجا لاکے حق سبحانہ و تعالی نے اپنے حبیب کی برکت سے اوس آگ کا
شمال کی طرف منھ پھیرا اور اس بلدۂ عظیمہ والون کو اپنی رحمت کا امیدوار کیا اور سیلین
آگ کی جو سارے جنگلون مین پھیلی تھین وہ بھی اوسی طرف کو پھر گئین اوس آگ کے ٹھہرنے کی
مدت بقول مورخین تین مہینے تھی اور قسطلانی اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ ابتدا اوس کی [illegible]
[illegible] ہر چیز کا قادر ہے

جمعہ جمادی الآخرہ کو ہوئی اور روز چہارشنبہ ستائیسوین رجب کو مجموع اوس
آفت کا آخر ظہور ہوا ہے ہین ان دونون حکایتون مین بھی مخالفت ہے ولیکن لکھا
ہے کہ چند روز ٹھہر گیا تھا کہ وہ آگ کبھی بلند ہوتی تھی اور کبھی دبتی پس ہو سکتا ہے
کہ قسطلانی نے فقط چند روز کی تعیین کی ہو اور مورخون نے بجھانے اور بے نشان ہو
جانے کی مدت کو بھی لے لیا ہو یہ بیان تھا آگ کا کہ دارالابرار مین ظاہر ہوئی اور
حضرت سید مختار صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کسی طرح کا صدمہ اور کوئی آفت
اوس کو نہ پہنچی اور سوا آگ کے اور بھی اسی سال مین عجیب عجیب طرح کے واقعے اطراف
عالم مین ہوئے چنانچہ دجلہ بغداد اتنا زور شور پر آیا کہ بہت سے مکانات غرق ہوئے
اور بڑی عمارتین گر گئین اور اوس آگ کے نکلنے سے دوسرے سال کے شروع
مین مدینۃ الاسلام بغداد مین ایک قیامت کبریٰ قائم ہوئی یعنے لشکر تاتار نے
خروج کیا اور خلیفہ عباسی المعتصم باللہ کو مع اور مسلمانون کے شہید کیا لکھا ہے کہ ایک
مہینے سے زیادہ کافرون کی تلوار مسلمانون پر کھچی رہی اور علوم دین کی کتابین گھوڑون
کے نیچے روندا گئین اور مدرسہ مستنصریہ مین اینٹون کی جگہ کتابین نیچے اوپر رکھکر گھوڑون
کے تھان بنائے اور بغداد آدمیون سے بالکل خالی ہوگیا اور آگ اس طرح کی لگی کہ
دار الخلافہ اور اکثر مقامات اور مقبرہ رصافہ مدفن خلفائے بغداد اور بڑے بڑے مکانات
برکیون کے بالکل جل گئے اور وبا بھی بڑی شدت سے آئی اوسی وقت سے خلافت خلفائے
عباسیہ منقطع ہو گئی ولہ الخلق والامر ولہ الحکم والیہ ترجعون اور عجائب قدرت خداوندی
سے یہ ہے کہ اوسی سال مین اوس آگ کے بجھانے کے بعد بعض سبب سے مسجد نبوی مین
آگ لگ گئی تاکہ لوگ جان لین کہ خدا کی حکمت کی کنہ دریافت کرنا طاقت بشری سے
باہر ہے اور بندون کو سوا تسلیم کے چارہ نہین ہے مصرع کند ہرچہ خواہد بر و حکم نیست
لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ اور بھی چونکہ وہ آگ غیب کی تھی عالم قدرت سے

سلہ خدا کے واسطے ہے پیدا کرنا اور فرمان روائی اوسی کے واسطے ہے حکم اور تم طرف اوسکے پھیرے جاؤگے ۱۲

سلہ نہین سوال کیا جاتا اوس چیز سے کہ کرتا ہے اور وہ سوال کئے جاتے ہین ۱۲

اور پردہ اسباب عادی کے باہر ہے اوس سے مدینہ منورہ کا بچ جانا کمال اوسکے شرف او
امتیاز کو ظاہر کرتا ہے لیکن اسباب عادی چونکہ موضوع اسواسطے ہین کہ مسببات اونپر مرتب ہو
تو ظہور اوسکا آثار کا چندان غریب نہین ہے جیسے غیر عادی سے غریب ہے اور اسی واسطے اگر
آدمی انکار کسی نبی کی نبوت کا یا کسی ولی کی ولایت کا کرے اور بدن اوسکا اوسی نبی کے معجز
سے یا اوسی ولی کی ولایت سے زندہ ہوا ہو تو کچھ درجۂ نبوت اور مرتبۂ ولایت کے ثابت ہو
مین قدح نکریگا مگر اگر کوئی پتھر یا حیوان اوس انکار سے ناطق ہو تو البتہ قادح ہوگا اسواسطے
کہ یہ پردۂ غیب سے ہے اور دائرۂ اسباب کے باہر ہے

باب تیسرا اس مضمون مین کہ اس زمین مقدس پر پہلے کن لوگون نے اختیار کیا تھا اور جناب سید الا
ولا آخرین صلے اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے وقت وہان کون لوگ رہتے تھے علماے
اور تاریخ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ جب لوگ حضرت
نوح علیہ السلام کی کشتی سے نکلے تو سب اَسّی آدمی تھے وہ اطراف بابل مین ذہن دن بارہ مع
کے پھیلاؤ مین اور تر سے بعد توالد اور تناسل کے ایک جماعت کثیر پیدا ہوئی پھر اونپر
مالک نمرود بن کنعان بن حام کو اپنا بادشاہ کیا پھر جب اون لوگون مین کفر اور کافری شہرۂ
ہوئی سب کے سب متفرق ہوئے ہر ایک ایک طرف کو چلا گیا اور بہتر زبانین ایجاد ہوگئین پس
اوس جماعت نے کہ سام بن نوح کی اولاد تھی اللہ تعالے کے الہام سے زبان عربی ایجاد
اور مدینہ منورہ کی زمین بابرکت پر رہنا شروع کیا اور سب سے پہلے وہان کھیتی اونھون نے
کی اور کھجور کے درخت لگائے اور وہ فرقہ عمالقہ اور عمالیق کہلاتے تھے اسواسطے کہ وہ عملاق
ارفخشد بن سام بن نوح کی اولاد تھی اور بعد ایک مدت کے اونکی املاک اور اموال وغیرہ مین
ازدیاد ہوا اور بہت سی ولاتین اونکے ہاتھ لگین اور درمیان بحرین اور عمان اور حجاز سے
شام اور مصر تک اونکا تصرف ہوا شام کے جابرین اور مصر کے فرعونین اونھین کی ذریات
ہین اور ارقم بن ابی ارقم زمین حجاز مین اونکا بادشاہ ہوا اور عمرین اونکی دراز اور عیشین
اونکی فراخ ہوئین یہان تک کہ کہتے ہین کہ چار چار سو برس تک صورت جنازے کی نظر نہ آتی
تھی اور آواز رونے والے کی کوئی نہ سنتا تھا بعد عمالقہ کے اس سرزمین پر یہودی رہنے لگے

علمای تاریخ اس باب مین اختلاف کرتے ہین کہ مدینے مین یہودیون کے اوترنے اور رہنے کا کیا
سبب ہوا رزین رحمۃ اللہ کہ بڑے علمائے حدیث سے ہین ابو المنذر شرقی سے روایت کرتے ہین
کہ مین نے ایک حدیث بنای مدینہ مین سلیمان بن عبد اللہ بن حنظلہ غسیل رضی سے سنی اوسی کی مطابق
ایک اور حدیث بھی بواسطہ ایک قرشی کے بائی عبد اللہ بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سے مگر
جبکہ مادہ اتفاق کا صورت اختلاف سے زیادہ تھا مین نے دونون کا مضمون اکٹھا کیا وہ اس
طور پر ہے کہ جب حضرت موسے علیہ السلام حج کو تشریف لائے نسبت سے گروہ بنی اسرائیل اونکے
ساتھ تھے پھرتے وقت اونکا گذر مدینے کی طرف سے ہوا چونکہ بلدہ نبی آخر الزمان کا ذکر توریت
مین سنا تھا ایک گروہ نے اون مین سے مشورہ کرکے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رفاقت چھوڑ کر
اس سرزمین پر رہنا اختیار کیا ایک جماعت اعراب بھی کہ بلاد حجاز کے گرد رہا کرتے تھے اون کے
ساتھ موافق ہوگئے اور اونکا دین قبول کیا اس قول سے پہلے یہودیون کا رہنا ثابت ہوتا ہے
لیکن تاریخ والون کے نزدیک رجحان پہلی خبر کو ہے یعنے یہود سے پہلے عمالقہ رہتے تھے واللہ
اعلم بالصواب اور ابن زبالہ اپنی سند مین عروہ بن الزبیر سے نقل کرتے ہین کہ جب عمالقہ
بلاد مین پھیل گئے اور مکہ اور مدینہ اور حجاز وغیرہا اون کے تصرف مین آگیا تو گناہ اور تکبر شروع کیا
حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعد غرق ہونے فرعون اور فتح بلاد شام وہانکا
کنعانیان ایک لشکر عظیم عمالقہ کے ہلاک کرنے کو بھیجا اور حکم فرمایا کہ عورتون اور لڑکون کو نہ مارنا
باقی کا استیصال تمام کرنا اللہ تعالیٰ کی مدد سے جب موسیٰ علیہ السلام کا لشکر غالب آیا تو اون لوگون
نے بموجب حکم رسالت کے ساری قوم کو بادشاہ سمیت کہ ارقم بن ابی الارقم تھا قتل کرڈالا اون
مین ایک جوان تھا اولاد ارقم سے نہایت حسین و جمیل اوس کی صورت دیکھکر بمقتضای طبیعت بشری
اوسکے قتل مین توقف کیا اور جناب رسالت سے طالب حکم جدید ہوئے اتفاقاً اونکے حاضر ہونے
سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس جہان فانی سے رحلت فرمائی بنی اسرائیل اس لشکر کی
آمد آمد کی خبر پاکر استقبال کو دوڑے اور اوس سے ملاقی ہوکر کیفیت حال پوچھنے لگے لشکر والون
نے کہا کہ سوا اس جوان کے کہ اسکا مارنا حکم جدید پر موقوف رکھا تھا اور سوا عورتون اور لڑکون
کے اوس قوم سے ایک متنفس بھی ہمنے زندہ نہین چھوڑا بنی اسرائیل یہ بات سنکر نہایت اونسے بیزار ہوئے

اور کہنے لگے کہ تم نے خلاف حکم پیغمبر کیا اس جوان کو بھی کہ اوسی عموم مین داخل تھا کیون قتل
اب تمھاری جگہ ہم مین نہین ہے تب لشکریون نے آپس مین کہا کہ اس تقدیر پر جلوگون کو جہان
آتے ہین وہان سے بہتر جگہ اور نہ ملے گی بس یہ سبب سے بین حجاز مین چلے آئے اور یہین رہ گئے
یہ وجہ تھی عمالقہ کے ہلاک ہونے کے بعد حجاز مین یہود کے رہنے کی اور بھی ابن زبالہ کہتے ہین
اصح یہ ہے جو طبری نے کہا ہے کہ بنی اسرائیل زمین حجاز مین بخت نصر کے واقعہ مین آئے جسوقت
مین کہ بلاد شام مین اوسنے وخل کیا اور بیت المقدس کو خراب کیا اور بعضے ارباب سیر حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ جب بنی اسرائیل پر بخت نصر نے نہایت ظلم کیا
تو اونھون نے مشورہ کر کر سوا عرب کی طرف سے چلے آنے لگے اور کچھ چارہ نہ دیکھا علما اور احبار
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پاک اپنی کتاب مین پڑھتے تھے کہ پیغمبر آخرالزمان ایسے
صفات حمیدہ کے ساتھ کسی قریے مین قری عرب سے کہ جسکو ذات النخل کہتے ہین ظہور فرمائے گا جب
یہ لوگ شام کے شہرون سے باہر ہوئے تو قری عرب سے جس قریہ مین ایک شمہ بھی صفات
قریۂ محمدیہ سے پاتے تھے وہان فروکش ہوتے تھے اسی طرح جب چلتے چلتے یثرب مین پہنچے
یثرب کو سارے صفات مذکورہ کے ساتھ متصف پایا اون مین ایک جماعت تھی اولاد ہارون
علیہ السلام سے اوس نے یثرب مین رہنا قبول کیا اور ایک گروہ اور تھا وہ اسکے گرد و پیش خیبر
وغیرہ مین ٹھہرے اور جب ان لوگون مین کوئی مرنے لگتا تھا تو اپنی اولاد کو وصیت نامہ اس
مضمون کا لکھکر دیجاتا تھا کہ اگر تم سید الاولین و الآخرین کے زمان کرامت نشان کو پاؤ
خبردار اونکی اطاعت اور بیعت سے اپنا منھ نہ پھیرنا ولیکن تقدیر اللہ سے چارہ نہین بعد طلوع
آفتاب عالمتاب نبوت و رسالت کے مشرق بطحیٰ سے انصار نے اوس نعمت کے لینے مین جسکی
تفصیل اسکی آگے آتی ہے سبقت کی یہود نا عاقبت محمود کو اس بات سے حسد ہوا اور نکال
اور وبال ابدی مین گرفتار ہوئے یہ عجب تماشائے قدرت ہے کہ پہلے یہود انصار سے نزاع
کے وقت کہا کرتے تھے کہ کل نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہون گے ہم اونکے
ساتھ ہو کر تم سے خوب سمجھین گے اللہ تعالی نے قضیہ بالعکس کر دیا وہ سعادت انصار
کو ملی جس کے یہود متوقع تھے مصرع این کار دولت است کنون تا کرا رسد

سعادت بہ بخشایش داد دست * زبرکف وبازوی زور آور دست * ابن شیبہ جابر رضی اللہ عنہ سے
حدیث روایت کرتے ہین کہ جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام حج ادا کرکے
دیار شام کو متوجہ ہوئے اور گذر اونکا مدینۂ منورہ کی طرف ہوا تو کسی فتنہ پرداز یہود بے بہبود
کے خوف سے اپنا اسباب اقامت اونکے درمیان سے اٹھا کر جبل احد پر جا ٹھہرے اسی اثنا مین
مدت حیات حضرت ہارون علیہ السلام کی آخر ہوئی قاصد اجل بادشاہ لم یزل کے پاس سے آپہونچا
حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نے اوسی پہاڑ پر ایک قبر کھودی اور کہا اے بھائی موت
تیری قریب آپہنچی اب تو اوس عالم کی طرف متوجہ ہو حضرت ہارون علی نبینا وعلیہ السلام اسی
حالت زندگی مین قبر شریف کے اندر جا لیٹے وہین روح مبارک حضرت کی قبض کی گئی حضرت
موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام اونکی قبر شریف کو چھپا کر روانہ ہوئے واللہ اعلم ف الغرض قبائل
یہود کی سکونت باہر مدینے کے مسجد قبا کے نواح مین تھی اور بے دغدغہ عیش سے گذران کرتی تھی
کہ باقتضاے حکمت قادر ذو الجلال اوس اور خزرج نے اون یہودیون نے چھاپا مارا اونکا کام
تمام کیا فصل قصہ انصار کے چھاپا مارنے کا یہود پر بعد حذف روایات کے اور قطع نظر بیان
اختلافات سے خلاصہ یہ ہے کہ ایک قوم اولاد یعرب بن قحطان سے جو بقول اکثر مورخین
بیٹا سالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح کا تھا ولایت یمن مین ارض سبا مین جسے اللہ تعالیٰ
نے قرآن مجید مین بلدۃ طیبہ کر موسوم فرمایا ہے عیش اور خوشی سے گذران کرتے تھے اور مارب
سے زمین شام تک جیسا کہ کلام مجید سے ظاہر ہوتا ہے سب موضع اور قریے باغات اور
عمارات پر مشتمل متصل چلے گئے تھے اور ایسی آبادانی تھی کہ اوس راہ مین مسافرون
کو اسباب سفر جمع کرنے اور زاد راہ ساتھ لینے کی حاجت نہوتی تھی اور میوہ جات کی کثرت اس
درجے پر تھی کہ اوس دیار کے ضعیف لوگ اپنے گھرون سے ٹوکریان اپنے سرون پر رکھکر باغون
کے درمیان چلتے ہوئے درختون کے نیچے سے گذرتے اور ٹوکریان بغیر اونکے ہلائے درختون
کے میوہ جات سے بھر جاتین انہی زمین اس کیفیت کے ساتھ جو تم نے سنی دو مہینے کی راہ تک

ف مترجم کہتا ہے عفا اللہ کہ علماء مدینہ کے نزدیک اس روایت مین سند ضعیف ہے وہ کہتے ہین کہ جبل احد پر جو قبر ہے وہ کسی
اور ہارون کی ہے نہ ہارون نبی علیہ السلام ۱۲ ف قبائل انصار یعنی اوس خزرج کی اولاد سے ہین ۱۲

طول و عرض مین آباد تھی اور آدمی وہان کے کمال وا حد پر متفق اسن و امان سے رہتے
مگر چونکہ کفران نعمتی آدمی کے خمیر طینت مین داخل ہے اس نعمت کی قدر نہ پہچان کر خدا سے
درخواست کی کہ آبادانی اور عمارت اس ولایت کی کم ہوجاے تاکہ اونٹون اور گھوڑون
پر سوار ہوکر ان منازل کو قطع کیا کرین اور اسباب سفر اور زاد راہ اوٹھاکے لے چلا کرین
اس مین لطف زیادہ ہے قادر مختار جل جلالہ نے اون کی دعا کی قبولیت مین بہت جلدی فرمائی
لشکر قہر اون کے بلاد کی طرف بھیجکر اون انتظام امور عیش و آرام کو برہم کردیا لئن کفرتم
ان عذابی لشدید سیل عرم کو کہ اوس کے تفسیر بعضے علما سیل شدید کے ساتھ کرتے ہین اور بعضے
سیل فناز یر بلغ یار کے ساتھ اونکے دیار کی طرف روانہ کی اور وہ سد جو طول مین فرسنگ بھر
تھی کہ بعضون کے نزدیک اوسکا بانی لقمان اکبر عادی جسنے ساری ولایت یمن کی سیلین آکر گرتی
باندھی تھی اور بعضون کے نزدیک سبا بن یشجب ہے اور سیل کے روز سے ٹوٹ گئی اور یہ حال ہوا
کہ جس قدر کہ پچاس کو پچاس آدمی قوت دار اوٹھا نہ سکتے تھے ایک بلغ اوس سد سے اوکھاڑ
دیتی تھی نعوذ باللہ من عذاب اللہ اور اولاد کہلان بن سبا اکابر و رو سائی یمن سے تھے و دار
یمن سے عمرو بن عامر مارالسما رئیس اعظم تھا اوس کی طریفہ حمیریہ نام کاہنہ تھی اوس نے اپنی
کہانت سے بعضے علامات اور آثار سد ٹوٹنے کے دریافت کرکے پہلے سے خبر دی عمرو نے سنتے ہی
اوس دیار سے نکل جانے کا عزم بالجزم ٹھہرایا لیکن بغیر ظاہر کرنے کسی سبب کے نکلنا معیوب
سمجھکر اوس نے ایک حیلہ ٹھہرایا کہ بہانا جلاے وطن کا ہو جاے ایک یتیم کو کہ پرسون اوس
اوسے پرورش کیا تھا خلوت مین بلاکر کہا جب ہماری قوم کے رئیس حاضر ہون تو اوسوقت تو مجھ
سے کسی بات پر جھگڑا کرنا اگر مجھ سے تیری نسبت کوئی کلمہ اہانت نکلے تو تو اوس سے زیادہ
میرے ساتھ پیش آنا کہ مجھکو جلاے وطن کرنے مین عذر صریح ہاتھ لگ جاے اور بیسبب جلے
جانے سے لوگون کو تعجب لاحق ہو چنانچہ ایک دن سب رو سائی قبیلہ کی دعوت کی اون
سب کے سامنے عمرو نے اوس یتیم کو کوئی لفظ سخت کہا اوس یتیم نے اولٹ کر اوس سے زیادہ
سخت کہا بلکہ ایک طمانچہ بھی مارا عمرو مجلس سے اوٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اب مین

لـه اگر کفر کرو گے تم تحقیق عذاب میرا البتہ سخت ہے ۱۲

اس وا رقین ہرگز نہین رہنے کا جب نتیجہ دست پروردہ کا حال یہ ہو تو غیرون سے ہم کو کیا
امید رہے ساری املاک اور اسباب جو اوٹھانے کے لائق نہ تھا بیچ ڈالا آپس والون نے
حسد کی جہت سے اونکے نکل جانے کو غنیمت جان کر سب اسباب جھٹ پٹ خرید لیا عمرو نے پانچ
ہزار اپنے تیرہ[۱] بیٹون کو کہ سب طریقۂ حمیریہ کے بطن سے تھے اور ایک گروہ کو اولاد کہلان بن
سبا سے ساتھ لیکر وہان سے باہر نکلا اور عذاب غرق و ہلاک سیل عرم سے بچ گیا باقی
وہان رہ گئے سب ہلاک ہوئے یقین ہے کہ سبب اونکی نجات کا یہی ہوا ہو کہ اون سے
انصار سید الابرار صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہونے والے تھے اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ[۱] القصہ عمرو
بن عامر نے باہر نکل کر اپنے بیٹون کے سامنے اکثر بلاد کی مدح و ثنا بیان کی اون مین سے
ہر ایک نے موافق اپنے میلان طبیعت کے ایک ایک شہر اختیار کیا چنانچہ بڑے بیٹے نے کہ
ثعلبہ بن عمرو جد اعلے اوس و خزرج ہے ملک حجاز اختیار کیا اور اوس مین قیام پذیر ہوا
بعد چندے جب اولاد و تابعین اوس کے بکثرت ہوئے تو یثرب مین آکر قوم یہود مین بود
باش اختیار کی اور اونکے ساتھ میل جول پیدا کیا اور آپس مین قسما قسمی ہوئی کہ ایک
دوسرے کی ایذا کا خواہان نہوگا اس طور پر رہنے سہنے لگے اس مین اوس و خزرج
کو بھی اللہ تعالے نے ثروت عنایت فرمائی وہ باعث حسد و حقد یہود بے بہبود ہوا قریظہ و نضیر
آخر کو عداوت پر مستعد ہوئے اور قسم توڑنے مین کچھ حیا نہ کی اور حد و حساب اوپر ظلم کئے جب
اوس و خزرج اون کے ہاتھون پر تنگ آئے تو ابو جبیلہ[۲] کو ظلم یہود سے اطلاع دی اوسنے
ایک لشکر عظیم لاکر اوس و خزرج کا انتقام یہود سے لیا اور سارا مال و اسباب یہود کا
اون کے حوالے کیا پھر نئے سرے سے اوس و خزرج مدینے کے اسافل اور عوالی یعنے جنوب
شمال اور جنوب مین مستقل ہو کر اور صدمۂ نزاع یہود سے فراغ بال حاصل کر کے آپس
مین باقتضائے علاقۂ برادری ایک مدت تک اتفاق اور میل جول سے گذرانتے رہے آخر
کو اوس و خزرج مین بھی آپس مین نزاع واقع ہوئی اور موافقت مبتدل بجدال ہو گئی

---

[۱] اگر مدد کرو تم دین خدا کی مدد کرے گا تم کو ۱۲ [۲] ابوجبیلہ اوس و خزرج کی قوم سے تھا اور شام کی طرف جا کر بادشاہ شام ہو گیا ۱۲

اور یہ آگ ایک سو بیس برس تک بجھی اور کوئی صورت ہوا تفقت کی نہ نکلی کہ اللہ تعالے نے
مثل ان آتش جان سید کونین و برکات شفیع عاصیان صلی اللہ علیہ وسلم کو اون کے
اپنے فضل و کرم سے بھیجا وے سب مسلمان ہو کر حضور کی برکت صحبت سے آپس میں ایسے
ہو گئے کہ ہر ایک دوسرے کو اپنی جان سمجھنے لگا اور اسپر کو اوسکا قالب بنا چنانچہ آیۃ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ[1]
اون کی محبت سے خبر دیتی ہے اور یہ بدل جانا محبت کا محبت خالصہ سے ایک خاصہ ہے
خواص زبان اعجاز نشان سید زمین و زمان صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ کیفیت
ہے انصار کے رہنے کی اس دار الابرار میں جیسا معروف اور مشہور ہے اور اخبار نبوی
سے یہ ہے کہ بعضے مورخین نے نقل کیا ہے کہ جب تبع بلاد مشرقی لینے کو نکلا اور اوسکا
گذر مدینہ منورہ کی طرف سے ہوا تو ایک بیٹے کو مدینے میں اپنی جگہ بٹھا کر آپ شام اور
عراق کی طرف متوجہ ہوا بیان کیا ہوا کہ اہل مدینہ نے اوسکے بیٹے کو بدعہدی کرکے مار ڈالا
تبع یہ واقعہ سنکر نہایت غیظ و غضب میں آکر اپنے بیٹے کے انتقام لینے کو مدینے
آیا اور جہان تک اوس سے ہو سکا قتل عام کیا اتفاق سے اوسکا گھوڑا لڑائی میں مارا
گیا تو اوس نے قسم کھائی کہ جب تک اس شہر کو خراب نہ کرلے قدم آگے نہ بڑھاوے
بعضے علماے یہود نے اوس کے پاس آکر کہا کہ یہ شہر خدا کے حفظ اور حمایت میں ہے اسکو کوئی
خراب نہیں کر سکتا ہمنے اپنی کتابوں میں اوس کی تعریف پڑھی ہے اور نام اسکا طیبہ ہے اور
یہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی جگہ ہے تم اسکے خراب کرنے کا خیال اپنے
دماغ سے نکال ڈالو اور اپنی بات سے پھر جاؤ تبع یہ سنکر اوس خیال محال سے درگذرا
ایک جماعت احبار کے ساتھ یمن کی طرف متوجہ ہوا اور احبار کی زبانی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے صفات سن سنکر اپنے دل میں آپکی طرف سے انس پیدا کیا محمد بن اسحاق کہتے ہیں
کہ تبع نے حضرت نبی آخر الزمان کے واسطے ایک گھر بنوایا اور چار سو علماے تورات کو اسکے ساتھ

[1] اے وہ لوگو جو ایمان لائے یاد کرو نعمت اللہ کی اوپر اپنے جسوقت تھے تم دشمن پس الفت ڈالی درمیان دلوں تمہارے کے ۱۲

اور اونکی رفاقت چھوڑ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق زیارت میں یہان رہنے کا دھیان اختیار کیا
تبع نے ہر ایک کے واسطے ایک ایک گھر بنوا دیا اور ایک ایک لونڈی اور بہت سا مال دیا
اور ایک خط لکھکر اونکے حوالے کیا اوس خط مین اپنے اسلام کی گواہی لکھی اوس مین یہ دو
بیتین بھی تھین ابیات شَھِدتُ علیٰ اَحمَدَ اَنَّہٗ ٭ رَسُولٌ مِنَ اللّٰہِ بَارِی النَّسَمِ ٭ فَلَو مُدَّ عُمرِی
اِلیٰ عُمرِہٖ ٭ لَکُنتُ وَزِیرًا لَہٗ وَابنَ عَمٍّ ٭ خط پر مہر لگا کر اوس جماعت مین سب سے بڑا تھا اوسکو
سپرد کیا اور وصیت کی کہ اگر وہ شخص نبی آخر الزمان کو پاوے اس خط کو خدمت عالی میں پہونچا دے
اور نہین تو اپنی اولاد کو اور اولاد کی اولاد کو حوالے کرے اور ایک گھر حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے واسطے تیار کیا کہ جسوقت آپ یہان تشریف لاوین اوس گھر مین اوترین اور
ایک عالم کو جنکی اولاد سے حضرت ابو ایوب انصاری ہین اوس گھر کا متولی کیا اور مدینے
مین جن لوگون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حمایت اور نصرت کی وہ سب اونھین علما
کی اولاد تھے کہتے ہین کہ وہ خط حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کے وقت تک
ابو ایوب انصاری کے پاس تھا اونھون نے حضور مین پونہچایا واللہ اعلم

باب چوتھا ذکر سبب ہجرت حضرت سید الاولین والآخرین علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات مین
حضرت سید الکائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات نے جب شدت عداوت قریش ملاحظہ
فرمائی اور یہ بات حضرت نبوی کو معلوم ہوئی کہ جب تک اللہ تعالیٰ کسی دوسری قوم کو ہماری
مدد کے واسطے برانگیختہ نہ کریگا یہ لوگ احکام الٰہی کو قبول نہ کرینگے اور آپ کارسازی الٰہی
کے اسباب مین لگے اور جویان ہوئے اور اسی جہت سے جہان کہین موسم حج وغیرہ مین
قبائل عرب جمع ہوتے آپ وہان تشریف لیجا کر اظہار دین اور تبلیغ رسالت الٰہی فرماتے
کہ شاید اون مین سے کسی کو یہ سعادت ملے اور مدد کرنے کی توفیق پاوے مگر قبائل عرب اس
نعمت کے حاصل کرنے مین توقف کرتے تھے اور متردد ہوتے تھے کہ اس شخص کی قوم اسکا حال
خوب جانتی ہین اور سب سے زیادہ قریب ہین جب اسکی اطاعت نہین کرتے تو دوسرے کو کیا پڑی ہے

سلہ گواہی دی مین نے احمد پر اس بات کی کہ وہ بھیجا ہوا ہے خالق الخلق کا پس اگر میری عمر پہنچے اون کے وقت
تک تو ہر آئینہ ہوونگا مین اوسکا وزیر اور اوسکے چچا کا بیٹا ۱۲

اس اثنا میں قبیلہ بنی عبد الاشہل قریش کے ساتھ عہد باندھنے کو مدینے سے مکے کو آئے حضرت
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے موافق اپنے معمول کے ان کو اسلام کی طرف بلایا ایک جوان
سے کہ نام اوسکا ایاس بن معاذ تھا بولا کہ اے قوم اس مرد کے ہاتھ پر بیعت کرو قسم خدا کی
عہد بہتر ہے اوس عہد سے جو قریش کے ساتھ باندھنا چاہتے ہو اور یہ کام اہم ہے اوس کام
جسکے لئے تم آئے دوسرے شخص نے کہ اوس قوم کا رئیس تھا درمیان مین کھڑا ہوکر لوگون کو قبول
دعوت پیغمبر سے منع کیا سب لوگ اسکے ڈر سے چپ ہو رہے اور اسلام کی بیعت نہ کی لیکن منافقین
کے ساتھ ملکر بھی نہ کیا اوسی طرح اپنے دیار کو پھر گئے ایاس بن معاذ نے اس جہان فانی سے
رحلت کی سب کہتے ہین کہ وہ مسلمان مرے واللہ اعلم بعد اسکے حضرت مسبب الاسباب نے موافق
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے کارسازی فرمائی کہ جماعت اوس و خزرج موسم
مکہ معظمہ کو آئی اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ خدا کے حکم سے عرب کے مجبون پر اپنے تئین
ظاہر فرماتے تھے اوس جماعت کی طرف سے گذر ہوا اونکو دیکھکر فرمایا کہ تم آخر تم لوگ موالی
مدینے سے ہو کہا ان لوگون نے ہان کیون نہین فرمایا بیٹھ جاؤ ہمکو تم سے کچھ کہنا ہے بیٹھ
گئے فرمایا پروردگار عالم نے مجھکو خلق کی طرف رسول کر کے بھیجا ہے اور مجھپر ایک کتاب نازل کی
ہے اور میری قوم مجھکو خدا کے احکام پہونچانے سے مانع ہے اگر تم لوگ ایمان لاؤ اور دین
اسلام کی تائید کرو تو سعادت ابدی کو پہونچو اونھون نے یہ کلام سعادت انجام سنکر ایک
دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ وہی پیغمبر آخر الزمان ہے کہ یہود اسکے ساتھ ڈرایا کرتے
اور کہتے تھے کہ آجکل مین آفتاب رسالت چمکا چاہتا ہے اور ہم اوسکے سایۂ حمایت مین آکر تمکو
مارینگے جیسا عاد نے ارم کو مارا تھا جلدی اسپر ایمان لاؤ کہ سعادت دنیا و آخرت نصیب ہو
پس اوس و خزرج نے بیعت اسلام کی اور مددگاری سید انام کا عہد کر کے اپنے بلاد کو پھرے
اس بیعت کو بیعت عقبہ کہتے ہین کیونکہ یہ پہلی بیعت عقبہ کے پاس کہ جبل منا کے نیچے ہے واقع
ہوئی اب اوس جگہہ ایک مسجد بنی ہے کہ وہان حاضر ہوکر اوس قصۂ عظیم الشان کو تصور کرنا ایک
وجدان تازہ مشتاقین کے دلون مین پیدا کرتا ہے اور قول صحیح پر یہ ہے کہ اصحاب عقبۂ اولی چھ
تھے اور اسعد بن زرارہ اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما اونھین مین سے ہین اور بعد اوسکے کہ یہ جماعت

مدینہ منورہ میں پہونچی حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ذکر گھر گھر پھیل گیا کوئی گھر کوئی مجلس
انصار کی ایسی نہ رہی کہ اس فکر سے حضور کا معطر تذکرہ ہوتا ہو دوسرے برس میں اور بارہ آدمی کہ عبادہ بن الصامت
اور عویم بن ساعدہ انھیں سے ہیں اور انھیں چھ مذکورہ کے ساتھ نزدیک اوسی عقبہ کے جناب
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے مشرف ہوئے اور اوس زمانے تک اسلام کے قوانین
میں سوائے توحید و نماز کے کوئی چیز واجب نہوئی تھی اور بموجب اون کی التماس کے آپ نے
مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو قرآن و عقائد دین کی تعلیم و جماعت قائم کرنے کو اونکے ہمراہ کر دیا
حضرت مصعب مدینے میں پہونچکر اون بارہ آدمی کے ساتھ اور ایک قول پر چالیس آدمی کے ساتھ
اسعد بن زرارہ کی اعانت و امداد سے جمعہ قائم کیا یہ اول جمعہ تھا جو مدینہ منورہ میں قائم ہوا بعد اسکے
دعوت اسلام اور احکام شریعت فاش کرنے میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ ایک دن ایک باغ
میں بنی عبد الاشہل کے حضرت مصعب ایک جماعت کو قرآن سناتے اور احادیث پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم ذکر کرتے تھے کہ خبر سعد بن معاذ[1] کو پہونچی وہ نیزہ ہاتھ میں لیکر باغ کے دروازے پر آ کھڑے ہوئے
اور وعدہ اور وعید و رئیسوں کا رسم ہے ادا کرکے کہا کہ یہ مسافر مطرود کہ بیوقوفوں کو گمراہ کرتا ہے
ہمارے دروازے پر کیوں آوے اور وہ باتیں جو کسی نے نہ کبھی نہیں سنیں کیوں سنے اگر پھر
اسکے یہاں آوے گا تو اپنی سزا پاوے گا اس کہنے کے ساتھ وہ جماعت منتشر برہم ہوگئی
دوسرے دن پھر حضرت مصعب بن عمیر حضرت سعد بن زرارہ کے ساتھ اس جگہ کے قریب دعوت
اسلام و تلاوت قرآن کے واسطے پھر آئے پھر خبر سعد بن معاذ کو پہونچی سعد بن معاذ آج بھی اُسی طرح
ہتھیار لیکر باغ میں گرمی کے ساتھ اسعد بن زرارہ کہ اونکو نرم پاکر پاس آکر کہنے لگے کہ اے
میرے خالہ کے بیٹے پہلے تو سن کہ یہ مرد کیا کہتا ہے اگر تو کوئی بری بات کہتا ہے اور لوگوں کو گمراہ کرتا
ہو تو تو اوس سے پھر لا اور سیدھی راہ تو دکھا اور اگر اچھی بات کہتا ہے تو اوسکو برا نہ کہہ اور اوس کے
بیان ہونے کو غنیمت جان کہا کیا کہتا ہے کہے مصعب بن عمیر نے یہ سورۃ پڑھی بسم اللہ الرحمن الرحیم
حٰمٓ ۞ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۞ إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۞ وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا[2]

---

[1] سعد بن معاذ سردار قوم اور سعد بن زرارہ اوسکی خالہ کے بیٹے ہیں۔ [2] قسم ہے اس کتاب واضح کی ہمنے رکھا اوسکو
قرآن عربی زبان کا شاید تم بوجھو اور یہ کتاب میں ہم پاس ہے اونچا محکم کیا پھیر دینگے ہم تمھاری طرف سے یہ نصیحت منہ موڑ کر اس پر کہ تم ہو

لئے جایا ۃ افنضرب عنکم الذکر صفحا ان کنتم قوما مسرفین ۔ وکم ارسلنا من نبی فی الاولین
وما یاتیہم من نبی الا کانوا بہ یستہزؤن ۔ فاہلکنا اشد منہم بطشا ومضی مثل الاولین ۔ جب
سعد یہ کلمات عظیم البرکات سنتے ہی بیتاب ہوگئے اگرچہ فی الحال شہادت ظاہرہ کی تلقین و
نور ایمان سے منوّر ہوگیا وہان سے اپنی قوم کی طرف آئے اور سب نے عبد بنی عبد الاشہل کو بلا کر
ظاہر کیا اور ان سبکو دین اسلام کی طرف دعوت کرکے کہا کہ مجھکو تم مین سے اسبات مین کیسا
سمجھتے کوئی چیز دین سے بہتر لاوے ہم دیکھین کیا لاتا ہے و شیریہ ایک ایسا امر ہے کہ جان
فدا ہوں اور سر اسکی راہ مین جائیں اور کہا اے اولاد عبد الاشہل تم مجھے قوم مین کیا سمجھتے ہو
کس درجہ کا عاقل جانتے ہو سب نے کہا انت سیدنا وافضلنا انہوں نے کہا تو مجھ تمہاری ہر
مرد و عورت سے بات کرنا حرام ہے جبتک تم لوگ خدا اور رسول پر ایمان نہ لاؤ بعد اسکے کہ شام
نور اسلام ظاہر ہوا اور کوئی گھر انصار کا باقی نہ رہا کہ نور اسلام سے مشرف نہوا ہو غرض سب اشراف
سب ایمان لائے اور بتون کو توڑ ڈالا اور اسلام و توحید پر قائم ہوگئے والحمد علی ذلک

فصل مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ احکام شرعیہ تعلیم فرماکر موسم حج مین ایک بڑی جماعت
کے ساتھ کہ حضرت کی زیارت اور شرف بیعت حاصل کرنے کے شوق مین تھی حجاج مشرکین کے سا
مین مکہ معظمہ مین پہونچے اور جناب سید کائنات علیہ افضل الصلوۃ کی زیارت سے مشرف ہو
اور حضرت کے ساتھ اکٹھا ہونے کا ایام تشریق کی راتون کے بیچ کی رات مین وعدہ دیا جب
وعدہ کی رات آئی تو بعد گذرنے دو تہائی رات کے تہتر آدمی مشرکون کے بیچ سے چپکے نکل آئے
عقبہ کے پاس والے پہاڑ کی گھاٹی مین سب کے سب جمع ہوکر طلوع آفتاب عالمتاب جمال
صلے اللہ علیہ وسلم کے منتظر بیٹھے اس مین جناب سید المرسلین والاولین والآخرین حبیب رب العالمین
علیہ الصلوۃ والتسلیمات اپنے چچا عباس بن عبد المطلب کے ساتھ لیکر تشریف لائے عباس کہ اوس وقت تک
شرف اسلام سے مشرف نہوئے تھے کہنے لگے کہ اے قوم جانتے ہو کہ محمد ہمارے درمیان مین کتنی عزت
اور شرف رکھتے ہین ہر چند ہم نے انکو منع کیا ہماری بات نہین سنتے اور تم لوگون کے جمع کرنے پر باز نہین

بقیہ صفحہ ۵۳ ۔ گو کہ جو [illegible] ہمارے [illegible] مین [illegible] تا لوگون کو کوئی پیغام [illegible] حالانکہ حضرت تنہا نہین [illegible]
سخت [illegible] آئی [illegible] حقیقت [illegible] کی ۱۲ [illegible] ۔ حجاج بھی مشرکین ہم [illegible] انصار [illegible] ۱۲ [illegible] افضل ہے

آپ اگر تم کو عہد کے وفا کرنے کا ارادہ مستحکم ہے تو خیر اور نہیں تو ابھی کہدو کہ پھر پشیمان نہو جاؤ
اور ہم کو زینہار اپنا دشمن نہ بناؤ اور دشمنی پر مت لاؤ وہ بولے کہ ہمنے سنا اور جانا اے عباس جو
کچھ تمنے کہا ہو یا رسول اللہ اب آپ کیا فرماتے ہیں جو عہد کہ آپکے باب میں اور اپنے پروردگار کے
باب میں چاہے آپ کو لینا منظور ہو لیجیے بسم اللہ حضرت سید الکائنات علیہ افضل الصلوات نے چند آیتیں قرآن
مجید کی پڑھیں اور دین اسلام کی طرف رغبت دلائی اور فرمایا خدا کا عہد یہ ہے کہ اوسی کی عبادت کرو
اور اوس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور میرا عہد یہ ہے کہ خدا کے احکام پہنچانے میں میری اعانت
و نصرت کرو اور جو شخص اس کلام سے مانع آوے اوسپر جہاد کرنے سے باز نہ ہو اونھوں نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ باپ دادے کے وقت سے ہمارا کام لڑائی اور قتال ہو لیکن
ہمارے اور یہود کے درمیان میں قسمیں اور جو وعدہ ہے اب ہم اون سبکو قطع کرتے ہیں ایسا نہو کہ
آپ پھر اپنی قوم کی طرف رجوع کریں اور ہم کو اکیلا چھوڑ دیں سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے
تبسم فرمایا اور فرمایا کہ ایسا نہوگا میں تم سے اور تم مجھسے ایسے ہونگے کہ جان ساتھ جان کے اور بدن
ساتھ بدن کے زندگی میری تمہارے ساتھ ہوگی اور موت بھی میری تمہارے ساتھ اونھوں نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر ہم آپ کی محبت میں مارے جائیں اور جان اور مال اپنا جناب آپ پر
فدا کریں تو اوس کی جزا کیا ہے فرمایا جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ[1] اونھوں نے کہا رَبِحَ
الْبَیْعُ وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُبْسُطْ یَدَکَ فَقَدْ بَایَعْنَاکَ[2] اس بیعت کو بیعت کبرےٰ کہتے ہیں اور
بعضے ارباب سیر اس کا نام عقبۂ ثانیہ رکھتے ہیں مگر سیاق کلام سید علیہ الرحمۃ کا جیسا مذکور
ہو چکا ہے مقتضی اس بات کا کہ اس عقبہ کا نام عقبۂ ثالثہ رکھنا چاہیے واللہ اعلم جب انصار جانی
نثار بیعت کر چکے تو آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ[3]
نازل ہوئی بعد اسکے آپ نے اون بہتر آدمیوں سے بارہ فرقے کئے اور ہر فرقے کا ایک ایک محافظ
اور نقیب ٹھہرایا کہ اون کے احوال کی محافظت کرتا رہے تو اون کے امور دنیوی اور دینی

[1] باغ ہیں جسکے نیچے بہتی نہریان۔ [2] نفع ہوئی بیع میں قسم اللہ یا رسول اللہ اب ہاتھ بڑھائیے پس تحقیق ہمنے آپ کے ساتھ
بیعت کی ۱۲ [3] بیشک تحقیق اللہ تعالے نے مول لیا مومنوں سے اون کی جانوں اور مالوں کو بدلے میں جنت
کے ۱۲ ۱۲-۱۲

سب درست ہو جاتین اور یہ بارہ نقیب رؤسا سے انصار ہین اونکی صفات اور احوال کتب
اسماء الرجال مین مذکور ہین انہین درمیان مین ایک انصاری نے عرض کیا کہ یا رسول
اگر آپ فرماے تو ہم سب مشرکین کو کہ آج منا مین جمع ہین ارڈالین اور کوئی اون مین
سے باقی نہ رہے فرمایا لم اؤمر بذلک بعد اسکے وہ سب اپنے اپنے خیمہ گاہ مین جاکر سو رہے
پھر جب رخصت ہونے کا وقت آیا تو گروہ انصار نے حضور مین عرض کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم اگر ہمارے ساتھ تشریف لے چلین اور ہمارے ملک کو سرفراز فرمائین تو زہے قسمت ہماری
ہم سب طرح تابعداری کرین گے جو آپ کا حکم ہوگا اوسکے بجالانے مین کسی طرح کا عذر نہ کرینگے
حضور نے فرمایا مجھکو اب تک خدا کا حکم مکے سے نکلنے کا نہین ہوا اور کوئی جگہ ہجرت کے واسطے معین
نہین ہوئی جسوقت اللہ تعالی جہان جانے کا حکم فرمائیگا وہان جاؤنگا یہ فرمایا اور انصار
کو وداع کیا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وانصارہ واشیاعہ واتباعہ وسلم تسلیماً کثیراً

باب پانچوان بیان ہجرت سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام مین

کہ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو کس عنوان سے تشریف لے گئے جب گروہ انصار حج سے فارغ ہوکر
اپنے دیار کو روانہ ہوئے تو حضرت سید کائنات علیہ الصلوۃ والسلام باب اختیار ہجرت
وتعیین مقام مین جناب صمدیت کی طرف متوجہ ہوئے حضرت کو پہلے ایک جگہ دکھائی گئی کہ اسکے
صفات دو تین شہرون پر منطبق ہوتے تھے ایک ہجر یا بحرین سے دوسرا قنسرین زمین شام
سے تیسرا یثرب مین حجاز سے بعد اسکے مدینہ کی تعیین خوب کھل کر ظاہر ہوئی لیکن وقت برآمد
ہونے کی تعیین مین ابتک توقف تھا کہ آپ نے وحی آسمانی سے بعضے اصحاب کو مدینے کی
طرف رخصت فرمایا بعد چند روز کے اکثر صحابہ کرام مدینے کی طرف راہی ہوئے مثل عمر بن الخطاب
وزید بن خطاب وحمزہ بن عبد المطلب وعبد الرحمن بن عوف وطلحہ بن عبد اللہ وعثمان بن عفان
وزید بن حارثہ وصہیب رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس مکہ معظمہ مین سو صحابہ کے سواے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہما
کے کوئی باقی نہ رہا بعضے صحابہ کرام مین سے ورنہ روایات سے ثابت ہے کہ بعد برآمد ہونے

پہلے لیئے مجھکو اسباب کا حکم نہین دیا گیا ۱۲-۱۲-۱۲

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بمنظر ہے مشرکین کہ اون صحابہ کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ بے تعلق ہوتے کے سبب سے کس کس طرح طرح کے عذابات مین گرفتار کرتے
تھے القصہ مشرکین مکہ دن بدون عظمِ شان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھ دیکھ کر حسد وعداوت
رکھتے جاتے تھے جب صحابہ کرام کی رحلت سے مدینہ کی جانب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
تشریف لیجانے کا بھی اون کو یقین ہوا اور سمجھے کہ آج کل مین یہ بھی یہان سے برآمد ہوا چاہتے
ہین آپکے باب مین سب کے سب مشورہ کرنے کو اکٹھا ہوئے اون سب کا سرگروہ ابوجہل
ملعون تھا اور ابلیس لعین بھی آکر انکے شریک ہوا بعضون نے مصلحت اخراج کی دیکھی
اور بعضون نے قید کرنے کا مشورہ دیا ابوجہل لعین نے کہا کہ پانچ آدمی پانچ گروہ سے
چھانٹ کر تلوارین انکے ہاتھ مین دیکر ایک بارگی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر جا گرا
چاہیے کہ بنی ہاشم کو قصاص طلب کرنا اور خون لینا اتنے گروہون متفرق سے مشکل
ہو جائے یہ اسی حال مین تھے کہ حضرت جبرئیل امین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ
آیت پہنچا کر اون اشقیا کی خباثت پر مطلع کیا قولہ تعالیٰ وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم اس حال پر مطلع ہو کر دیارِ غربت کی طرف متوجہ ہوئے اور قصد
ہجرت کیا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت کا اذن اختیارِ ہجرت
مین اس آیت سے تھا قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ
لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا بعد اسکے حضرت علی علیہ السلام کو فرمایا کہ رات کو ہماری
خوابگاہ مین لیٹین تاکہ مشرکین کو دھوکا ہو کر حقیقتِ حال پر جلدی مطلع نہون اور اصل باعث
امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے چھوڑنے کا یہ تھا کہ کفار قریش کے امانات کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو اعتقادِ دیانت و امانت سے سونپا کرتے تھے پھیر دین بعد اسکے
حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر قصد ہجرت

ف اور جب فریب بنانے لگے کافر کہ تجھکو تھا دین یا مار ڈالین یا نکال دین اور وہ بھی فریب کرتے تھے اور اللہ بھی فریب کرتا تھا اور اللہ کا فریب
سب سے بہتر ہے ف اور کہہ اے رب بیٹھا مجھکو سچا بیٹھانا اور نکال مجھکو سچا نکالنا اور بنا دے مجھکو اپنے پاس سے ایک حکومت کی مدد ۱۲

سے اونکو تیجہ دار کیا حضرت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جو ابو بکر بھی غلامی کی
فرمایا ہان ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس دو اونٹ تھے کہ چار مہینے سے اونکو
خوب دانہ گھاس دے کر طیار کر رکھا تھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
کہ حضرت ایک کو اونمین سے قبول فرماتین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبول
مگر بشرط بیع بیس آٹھ سے درہم کو اون سے ایک ناقہ خریدا اور شاید حکمت ناقہ کی
کرنے مین باوجود کمال محبت حضرت صدیق کے یہ تھی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
ہجرت کی راہ مین نہ چاہا کہ کسی اور سے سوا خدا کے استعانت کرین چنانچہ خلاصۂ آیہ
یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا اس طرف ناظر ہے اور نام اس ناقہ کا بقول صحیح قصوی
ایک قول پر جدعا بعد اسکے ایک شخص کو بنی دیل سے کہ اوسکا نام عبد اللہ بن ار
تھا اور سب لوگون مین واقفیت راہ اور حفظ اسرار مین مشہور تھا باجرت ٹھہرا کر ار
فرمایا کہ تین رات کے بعد دونون اونٹون کو جبل ثور پر حاضر کیجیے اور یہ ابن ار قیط
کفار مین تھا امام نووی کہتے ہین کہ اسلام اسکا معلوم نہین ہوا واللہ اعلم جس حضرت
سید کائنات صلے اللہ علیہ وسلم مع حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ دولت
مین تشریف لاتے ہنوز بر آمد نہ ہوئے تھے کہ سارے قریش ہجوم کر کے دروازہ دولت
پر آ کر کھڑے ہو گئے اور اونھون نے چاہا کہ اوسی وقت وہ شقیے کے سبب شقاوت اور
مین گرفتار ہو جاتین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم چادر مبارک سر مبارک پر ڈال کر
ہوئے ابو جہل لعین نے ہنسکر کہا کہ یہ محمد ہین جو کہتے تھے کہ اگر تم لوگ ہمارے دین کے
ہو تو ملک عرب و عجم تمکو مل جاوے اور بعد موت کے بہشت برین تمہاری جگہ ہو اور اگر
تابع نہ ہو گے تو دنیا مین میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے اور آخرت مین دوزخ تمہارا گ
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہان یہی کہتا ہون اور یہی ہو گا اور تو بھی ا
دوزخیون سے ہو گا بعد اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی خاک کی پھینکی اور

سلہ اور نہ ساجھا رکھے اپنے رب کی بندگی مین کسی کا ۱۲ - ۱۲ - ۱۲ -

سورهٔ یٰسین سے فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ تک وہ آیۂ کریمہ وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَکَ وَبَیْنَ
الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا پڑھ کے اونکے جانشے سے نکلکر حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے گھر مین تشریف لاکر کھڑکی کی طرف سے برآمد ہوکر جبل ثور کی طرف روانہ
ہوئے اوسی درمیان مین ایک شخص نے جماعت کفار سے پوچھا کہ یہان تم کیون کھڑے ہو اور
کس کا انتظار کرتے ہو وہ بولے کہ ہم منتظر ہین کہ صبح ہو تو محمدؐ کو شہید کرین اوس نے کہا وہ محمد
یہ محمد تو تھا جو تمہارے آگے سے نکل گیا یہ سُنکر ابوجہل ملعون اور سارے اوسکے ہمراہی بحالت
ندامت اپنے سر و پیر ڈال کر چلے گئے صبح کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھکر کہنے لگے کہ تیرا صاحب
کہان گیا اونھون نے فرمایا کہ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَالِ رَسُوْلِهٖ روز برآمد ہونا حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کا مکہ معظمہ سے بعثت عقب ڈھائی مہینے کے بعد غرہ ربیع الاول کو پنجشنبہ کے روز واقع
ہوا اور صحیح روایت یہ ہے کہ وہ روز دوشنبہ کا تھا ان دونون روایتون مین اس طرح پر تطبیق
دے سکتے ہین کہ مکے سے برآمد ہونا پنجشنبہ کو ہوا اور غار سے نکلنا دوشنبہ کو جیسا ذکر کیا ہے حافظ
ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اور کسی شخص کو سوائے مرتضی کرم اللہ وجہہ اور اہل بیت اور ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے ہجرت فرمانے کی خبر نہ تھی مواہب لدنیہ مین مذکور ہے کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ
عنہا ہر روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کھانا پہاڑ پر لیجاتین اور محمد بن ابی بکر کفار کی
خبرین پونہچاتے بہت مشہور روایت یہ ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ
معظمہ مین تیرہ برس تشریف رکھی اور دوسری روایت مین پندرہ برس ہین اور تفصیل اون
معجزات کی جو مکے سے برآمد ہونے کے وقت سے مدینہ منورہ کے پونہچنے تک ظہور مین آئے مثل
اسبابات کے کہ غار کے منہ پر مکڑی نے تانا تنا اور کبوترون نے انڈے دیے اور کفار نے
اوسی غار مین حضرت کو تلاش کیا اور نہ پایا اور سراقہ کے گھوڑے کا پاؤن زمین مین دھس گیا
اور ام معبد کے یہان اپنے تشریف لاکر دُبلی بکری کا جس کا دودھ خشک ہوگیا تھا

ف سہوا ذکر نہین ہوا ۱۲ سکہ اور جب تو پڑھتا ہے قرآن کر دیتے ہین ہم بیچ مین تیرے اور اون لوگون کے جو نہین مانتے پچھلا گھر
ایک پردہ ڈہانکا ۱۲ سکہ قول صحیح یہ تین روز اوس پہاڑ کی غار مین تشریف رکھی ۱۲ سکہ اللہ دانا تر ہے اپنے رسول کے
حال کا ۱۲ ف سراقہ نے کفار قریش کے اشارہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کیا تھا ۱۲

موجود ہو گیا اور کفار قریش نے جبل ابو قبیس کی طرف سے غیب کی آواز سنی کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی صحت و سلامت اور حفاظت کمال پر دلالت کرتی تھیں جنہیں کتب احادیث اور
سے معلوم کر لینا چاہیے چونکہ یہاں مقصود اصلی مدینہ منورہ کا احوال ذکر کرنا ہے اسلیے
بعضے حکایات بلکہ اکثر روایات جو قصہ ہجرت میں منقول ہیں ساقط کرنے کا اتفاق ہوا
ابو سلیمان خطابی نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ
منورہ کے قریب پہونچے بریدہ اسلمی ستر آدمیوں کے ساتھ کہ باشارہ کفار حسب ایما
حضرت کی گرفتاری کو نکلے تھے اور اون کی سو اونٹ کا وعدہ تھا آپ کے
سامنے آئے آپ نے فرمایا تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے وہ بولے کہ میرا نام بریدہ
آپ نے بطریق تفاؤل اس نام کے اوس سے کہ برودت ہے اور خبر دیتا ہو سلامتی
دیتی ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ سے فرمایا قد برد امرنا وصلح[1] پھر فرمایا تو کس قوم سے
ہے وہ بولے اولاد اسلم سے فرمایا خیر و سلامت ہے پھر فرمایا کون سی اولاد اسلم سے
ہم سے فرمایا پایا تو نے اپنا سہم یعنی اپنا حصہ اسلام سے بعد اوسکے بریدہ نے پوچھا کہ آپ
کون ہو فرمایا کہ میں ہوں محمد بن عبد اللہ رسول اللہ بریدہ نام مبارک سنتے ہی ایمان
لائے اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اور وہ ستر
بھی جو اون کے ساتھ تھے ایمان سے مشرف ہوئے پھر بریدہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
مدینے میں داخل ہونے کے وقت آپ کے سامنے ایک جھنڈا چاہیے ہے اور اپنا
عمامہ سر سے اوتار کر نیزے پر باندھ کر حضرت کے آگے آگے چلے اور پوچھا کہ آپ
کس سعادت مند کے گھر کو مشرف فرمائیے گا فرمایا کہ یہ اونٹنی میری مامور ہے جہاں
بیٹھ جائے گی وہیں اوتروں گا **بیت** رشتہ در گردنم افگندہ دوست ÷ می
برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست ÷ بعضے اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تجارت
کو گئے تھے اتفاقا وہ بھی اس منزل میں حضرت کے ساتھ شریک ہوئے اور دو جوڑے
سپید ایک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور دوسرا ابو بکر صدیق کو بطور ہدیہ کے نذر

---

[1] تحقیق ٹھنڈا ہوا ہمارا کام اور درست ہوا ۱۲

اور اوس طرف سے انصار محبت شعار حضرت کے تشریف لانے کے شب و روز منتظر رہتے تھے اور ہر صبح
مدینے کی بلند مکان پر کھڑے ہو کر طلوع آفتاب جمال محمدی کا انتظار کیا کرتے تھے جب آفتاب
گرم ہو جایا کرتا اپنے اپنے گھروں کو پھر آیا کرتے ایک روز اسی طرح گھروں کو پھر آتے تھے
کہ ناگاہ ایک یہودی اوسی مقام مقصود پر کھڑا تھا اوسکی نظر قدوم محمدی پر پڑی اور پہچان کر
وہ انصار سے جو اوسکے نزدیک تھے پکار کر کہا کہ یہ تمہارا مقصود اور مقصد آ گیا شعر

اینک آن سرو خرامان میرسد	اینک آن گلبرگ خندان میرسد	شاد باش ای خستہ ہجران بلا
پے دردِ تو درمان میرسد	شوق کن ای بلبل نکو در عشق	کان گلِ نوازِ گلستان میرسد
دل اگر افسردہ روحی سے دہد	مژدہ تن اے مردہ جان میرسد	تازہ باش ای تشنہ وادی غم
بر امید آب حیوان میرسد	دور شو اے ظلمت شام فراق	کافتاب وصل تابان میرسد

یہ خبر سنتے ہی سب مسلمان ہتھیار باندھ باندھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال اور تعظیم کو
باہر نکلے پہلے آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے حوالی مسجد قبا منازل اولاد عمرو بن عوف
مین دوشنبہ کے روز بارھوین تاریخ ربیع الاول کو پہلے سنہ مین نزول فرمایا جاننا چاہیے
کہ دوشنبہ بہت برکت کا دن ہے کہ ولادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابتدای بعثت
و نبوت اور ہجرت اور تشریف لانا مدینے مین اور قبض روح مبارک اسی دن مین واقع ہوا جیسا
ابن جوزی شرف المصطفے مین لکھتے ہین اور بعضے ارباب سیر کے نزدیک تاریخ لکھنے کی ابتدا بھی
اسی روز سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی لیکن مشہور یہ ہے کہ تاریخ کا لکھنا زمان
عدالت نشان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے محرم کے مہینے سے باتفاق راے جناب ولایت مآب
حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کے شروع ہوا ایک روایت پر تین روز اور ایک روایت پر چار روز
اور ایک روایت پر زیادہ اوس سے حضرت نے اسی مقام مین تشریف رکھکر مسجد قبا کی بنا ڈالی
اور مدت اقامت مین اسی جگہ نماز پڑھا کیے اور وہین پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تین روز کے تفاوت
سے کہ مکہ معظمہ مین امانات پھیرنے کو رہ گئے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور خبر صحیح
مین آیا ہے کہ یہان تشریف لانے کے دن حضرت ابو بکر صدیق لوگون کی ملاقات مین مشغول
تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالکل ساکت اور صامت جب آفتاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے چہرۂ مبارک کے سامنے آیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی چادر مبارک سے کر کے
صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کر کے کھڑے ہو گئے اور یہی روایت مین آیا ہے کہ اوس دن
آدمیون کو بسبب ازدحام خلایق کے اشتباہ ہوتا تھا کہ پیغمبر خدا شاید ابو بکر صدیق ہین اور
اوسپر یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساکت تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگون
بات چیت کرتے تھے اور دوسرا سبب اشتباہ یہ تھا کہ پوشاک حضرت کی اور اونکی ایک سی
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بات بفراست دریافت کر کے رفع اشتباہ کے واسطے
چادر مبارک اپنی اوٹھا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کر کے کھڑے ہو گئے فصل بعد اوس
مدت کے جو معلوم ہو چکی یعنی تین روز یا چار روز یا زیادہ اوس سے علی اختلاف الروایات
کے دن بعد بلند ہونے آفتاب کے حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے داخل مدینہ مین تشریف
لیجانے کی تیاری کی سارے گروہ انصار پیادہ و سوار جمع ہو کر ہتھیار باندھ کر آپکی رکاب
چلے اولاد عمرو بن عوف کہ قبا مین رہتے تھے گھبرا کر حضور مین حاضر ہو کر عرض کرنے لگے
لوگون سے شاید کچھ خدمت شریف مین تقصیر ہوئی کہ آپ دوسری جگہ تشریف لئے جاتے
فرمایا کہ مجھکو قریہ اکالۃ القری یعنی مدینہ منورہ مین جانے اور رہنے کا حکم ہے جب آفتاب رسالت ذی شرف
قبا سے طلوع فرمایا تو ہر انصاری نے اسبات پر امید باندھی کہ سلطان کونین مکان میرے گھر کو مشرف
کرے اور ہر شخص اپنے اپنے دروازے پر کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا کہ آپ ہمارے گھر کو مشرف فرمائین
آپکی بڑی خدمت کرینگے آپ اونکے جواب مین فرماتے تھے کہ یہ ناقہ میری مامور ہے جہان بیٹھیگی وہ
وہی قرار گاہ ہے اسی طرح بطن وادی تک کہ مسجد قبا کے قریب ہے جہان قبیلہ بنی سالم
پہونچکر کہ نماز جمعہ کا وقت آ گیا آپ نے وہان نماز جمعہ قائم کی اور خطبہ بلیغہ متضمن ترغیب و
ترہیب فرمایا کر مسلمانون کے دلون کو نور سے معمور کیا اب وہی جگہ مسجد جمعہ کر کے مشہور ہے بعد اسکے
سوار ہو کر متوجہ طیبہ مطیبہ ہوئے پھر اوسی طرح ہر گروہ انصار ناقہ شریف کی مہار تھام تھام
اپنے اپنے مکان تشریف رکھنے کے باب مین عرض کرتے تھے آپ ہر ایک کے حق مین دعا
فرماتے ہوئے تشریف لئے جاتے تھے اور منتظر تھے کہ ناقہ کہان بیٹھے آخر اوس جگہ جہان
تشریف ہونا تھی ہے ناقہ بے اختیار بیٹھ گئی حضرت سرور دین و دنیا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی توجہ نزول وحی کی

پیدا ہوا کرتی تھی اوسکے بیٹھنے پر لاحق ہوتی ناقہ شریف بلا اختیار وہان سے اوٹھ کھڑی ہوئی اور
چند قدم چل کر پھر وہین آکر بیٹھ گئی ایک روایت مین آیا ہے کہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی
زوجہ یا بیٹی ابو ایوب رضی اللہ عنہ اسباب ناقہ شریف سے اوتار کر آپکی نظر شریف سے گذر کر
اپنے گھر مین لے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المرء مع رحلہ یعنی آدمی کی جگہ
وہین ہوتی ہے جہان اوسکا اسباب ہے پھر آپ نے انھین کے گھر کو مشرف فرمایا ذالک فضل
اللہ یؤتیہ من یشاء بیت مبارک منزلی کان خانہ را ماہے چنین باشد ✣ ہمایون کشوری
کان عرصہ را شاہے چنین باشد ✣ پہلے ہم جہان کر انصار تھا بیان کر آئے ہین کہ مکان ابو ایوب
رضی اللہ عنہ کا وہی ہے جو تبع نے حضرت صلی اللہ علیہ کی بعثت اور تشریف لانے کا مدینہ منورہ
مین احبار یہود سے ذکر مبارک سنکر بنایا تھا ابن جوزی کتاب شرف المصطفی مین نقل کرتے ہین
کہ جب ناقہ مبارک حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر بیٹھی لڑکیان بنی نجار کی دف
بجاتی اور گاتی نکلین کہ شعر نحن جوار من بنی النجار ✣ یا حبذا محمد من جار سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اے قبائل انصار آیا تم مجکو دوست رکھتے ہو اونھون نے کہا ہان یارسول اللہ فرمایا
واللہ مین بھی تمکو دوست رزین کہ بڑے عالم حدیث ہین نقل کرتے ہین کہ جسوقت سرور دین
و دنیا علیہ الصلوٰۃ والثنا مدینہ منورہ مین تشریف لائے پردہ والیان انصار کی کوچہ و بازار
مین نکل پڑین اور کہتی تھین شعر طلع البدر علینا من ثنیات الوداع ✣ وجب الشکر علینا ما دعا
للہ داع ✣ اور غلام اور آزاد اور چھوٹے اور بڑے اور عورت اور مرد آپکے تشریف
لانے کی خوشی سے آپس مین کہتے پھرتے تھے جاء نبی اللہ جاء رسول اللہ اور حبشی لوگ
موافق اپنی عادت کے خوشی مین آکر نیزہ بازی کرتے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین
مجکو یاد ہے کہ جسدن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف لائے آپکے نور عالم آرا
سے در و دیوار مدینہ کا روشن ہوگیا جیسا آفتاب کے طلوع کے وقت ہوتا ہے اور جسدن آپ اس جہان
فانی سے چھپ گئے مدینہ ایسا تیرہ و تاریک ہوگیا جیسا آفتاب غروب ہونیکے وقت ہوتا ہے محمد بن اسحق

---

١ فضل ہے اللہ کا دیگا جسکو چاہے ١٢ ٢ ہم لڑکیان ہین اولاد نجار سے کیا خوبی کی بات ہے کہ محمد ہمسایہ ہوے ١٢ ٣ طلوع کیا بدر نے ہمپر ثنیات الوداع
سے واجب شکر ہے اونپر ١٢ ٤ آئے نبی اللہ آئے رسول اللہ کے ١٢ ٥ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف لانیکے وقت حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ دس برس کے تھے ١٢

سنگے وجاتے کہ درد خاصیتے ہست * بہ زادمی داں کہ دردِ مختصر نیست * قاضی عیاض
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حدیث حنین جذع مشہور ہے بلکہ حدِ تواتر تک پونہچی ہے اور بہت
صحابہ رضی نے اوس کی روایت کی ہے اور وہ لکڑی بعضے صحابہ کے پاس تھی آخر کو بسبب
مدت کے بوسیدہ ہوگئی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اوسکو اوسی جگہ پر جہان کھڑی تھی
صلے اللہ علیہ وسلم نے دفن کردیا اور قول صحیح پر منبر شریف کا طول دو ذراع تھا
عرض ایک ذراع اور عرض ہر عود جو کا ایک بالشت اور خلفای راشدین رضوان اللہ علیہم
زمانے تک اپنے حال پر رہا اور پہلے جسنے جامہ قبطیہ سے اوسکی پوشش بنائی حضرت عثمان
عفان رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بعد چھہ برس اپنے خلافت سے جو سکے
ہے کہ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اختیار کیا تھا
صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ پر گئے اور ایک قول پر اول جسنے منبر کی پوشش بنائی
معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور وہ اپنے دار الامارت مین جسوقت شام سے مدینہ منورہ مین آئے
تو اونھون نے بقصد اس بات کے کہ اس منبر شریف کو شام مین لیجائین اوسکو اپنی جگہ سے اوٹھانا
چاہا اوسیوقت آفتاب سیاہ ہوگیا اس طرح کا کہ آسمان کے ستارے دکھائی دینے لگے
معاویہ رضی اللہ عنہ یہ حال معاینہ کرکے اس قصد سے باز رہے اور صحابہ کرام سے اوسکے عذر
کرنے لگے کہ میرا مقصود اسکے ہلانے سے یہ تھا کہ دیکھون اوس زمین نے نہ کھالیا ہو بعد اسکے چھہ درجے
اور زیادہ کیے اور منبر نبوی کو اوسپر اوٹھاکر رکھا بعد اوسکے مہدی خلیفہ نے چاہا کہ اوتنی
اور بڑھادی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اوسکو منع فرمایا اور جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا
بنایا ہوا منبر بھی طول مدت کی جہت سے بوسیدہ ہوگیا تو بعضے خلفا نے نیا بنایا جسنے پھر
منبر بنوایا اور بقایا سے منبر نبوی کی تبرکا اور تیمنا کنگھیان بناکر رکھین اور سنہ چھہ سو چون
آتشزدگی مین منبر جل گیا تھا وہ منبر خلفاے عباسیہ کا بنوایا ہوا تھا اور بعضے ارباب
یہ لکھتے ہین کہ وہ منبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بنوایا ہوا تھا لیکن صحیح قول اول ہے
اعلم بعد اسکے تمام بادشاہان اسلام اوسکو کچھہ کچھہ اپنے اپنے وقت مین تغیر دیتے چلے آئے سلاطین
روم سلطان مراد خان بن سلیم خان تک کہ اوسی سن نوسو اٹھانوے مین منبر

اسکے کھانے کو مکروہ رکھتا ہوں تم لوگ کھاؤ کچھ مضائقہ نہیں ہے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے بھی نہ کھایا اور مکروہ رکھا کیونکہ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ رکھیں ہم کیونکر کھائیں اور صحیح ترین روایت سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں سات مہینے تشریف رکھی اور دوسری روایتوں میں زیادہ اور کم بھی آیا ہے الحاصل جب حضرت سلطان زمین و زمن صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہوئے اور خاطر شریف مطمئن ہوئی تو ابو رافع اور زید بن حارثہ کو پانسو درہم اور دو اونٹ دیکر مکہ معظمہ کو بھیجا کہ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور حضرت ام کلثوم اور ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام ایمن زوجہ حضرت زید رضی اللہ عنہا اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو لے آویں اور ہمراہ اونکے عبداللہ بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہوئے تاکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اونکی والدہ ماجدہ ام رومان اور اسماء بنت ابوبکر صدیق اور عبدالرحمن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہم عیال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لے آویں یہ اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم جب حسب الحکم عالی اُن حضرات علیہم الرضوان کو لے آئے تو حضرت سید الرسل ہادی سبل سلطان کون و مکان شفیع عاصیان صلوات اللہ وسلامہ علیہ فراغ بال کے ساتھ دعوت دین اور ابلاغ رسالت رب العالمین میں مشغول ہوتے وما النصر الا من عند اللہ العزیز الحکیم [1] مصرع کجا دست حستت را ہنوز آغازی بینم * جب یہ نعمت انصار با وقار کو حاصل ہوئی اور گمراہی اور محرومی اون کی ہدایت اور رشد سے مبدل ہوئی تو یہود نا بہبود نے بعلاقہ عداوت انصار حضرت فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی حسد پیدا کیا اور طرح طرح کی خباثتیں اور مفسدے کرنے لگے بعضوں نے اون میں سے کھل کر دشمنی کی اور جہاں تک اون سے ہوسکا اپنے ہلاک اور جہنم واصل کرنے میں قصور نہ کیا چنانچہ حیی بن اخطب اور اوسکا بھائی یاسر بن اخطب کہ سب یہودیوں سے عداوت میں بڑھ گئے اور کمال حسد میں گرفتار ہوئے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کہ آخر کو فتح خیبر میں یہودیوں سے مخالفت کرکے اسلام لائیں تھیں روایت کرتی ہیں کہ میں اپنے باپ اور چچا کے نزدیک محبوب ترین اولاد تھی جب ان حضرت

[1] اور مدد ہے تیری اللہ کے پاس ہے جو زبردست ہے حکمت والا ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے تو وہ دونون آپ کے دیکھنے کو گئے اور اول
خوب آفتاب بہونے تک آپ ہی کی ملازمت مین حاضر رہے بعد ازان جب رات کو پھر کر آئے
اتنے تھکے تھے کہ آتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑے مین اپنی عادت کے موافق اون کے پاس گیا
مگر وہ بکمال محبت سے میری طرف کچھ متوجہ ہوئے اس درمیان مین میرے چچا نے میرے
باپ سے کہا ہو یہ وہی آیا یہ وہی پیغمبر آخر الزمان ہے جسکی تعریف ہمنے توریت مین پڑھی تھی
باپ نے کہا نعم واللہ پھر چچا نے کہا کہ خوب یقین ہے اثبات مین کہ وہی ہی نعم واللہ انہ ہو
ہان قسم خدا کی وہی ہے چچا نے کہا کہ تو اپنے دل مین اوسکی طرف سے کیا پاتا ہے محبت یا عداوت
اوسنے کہا العداوۃ واللہ جب تک مین زندہ رہونگا اوسکی عداوت میں کوشش کرونگا
دونون شقی ازلی حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی عداوت مین گرفتار رہے یہانتک
کہ آخر کو دونون بال وکمال ابدی مین گرفتار ہوئے نعوذ باللہ منہا اور سب یہودیوں نے
حیلہ ونفاق کو اپنی زندگی فانی اور مال جمع کرنے کا وسیلہ ٹھہرایا اونکے ساتھ ایک جماعت
اوس قوم کی بھی متفق ہو کر درکات جہنم مین پونچے اور بعضے احبار اور علماء یہود کہ حق تعالے
ازل سے سعادت اونکے نام لکھی تھی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی اسلام لائے اور یقین
کہ جسکی تعریف ہمنے توریت مین پڑھی تھی یہی شخص ہے چنانچہ عبد اللہ بن سلام اوسی روز
حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ایوب کے گھر مین تشریف لائے ملازمت مین حاضر
ہوئے اور اسلام لائے بیت مدتی بود کہ مشتاق لقایت بودم ٭ لاجرم روی ترا دیدم از جا
ولیکن حضرت صلوات اللہ علیہ سے اونھون نے عرض کیا کہ یہودیون کو میری اسلام کی خبر
ہانے سے پہلے بلا کر میرا حال پوچھیے اور اونکی خباثت اور کذب کا امتحان فرمائیے دیکھیے
میرے حق مین کیا کہتے ہین اور کیسا اعتقاد رکھتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ یہودیون
کو بلا کر فرمایا کہ اے گروہ یہود وائے تم کہ مجھ پر ایمان نہین لاتے باوجود اس بات کے کہ
مجھے خوب پہچانتے ہو اور یقینًا جانتے ہو کہ مین خدا کا رسول ہون وہ بولے واللہ ہم تمکو نہین
پہچانتے اور تمہارا ذکر اپنی کتاب مین ہرگز نہین پاتے فرمایا عبد اللہ بن سلام کے باب مین کیا

عبد اللہ بن سلام یہود کے احبار و اشراف مین تھا اور حضرت یوسف پیغمبر علیہ السلام کی اولاد سے ۱۲

وہ تمھاری قوم میں کس مرتبہ پر ہے کہا ہُوَ سَیِّدُنَا وَابْنُ سَیِّدِنَا وَاَعْلَمُنَا وَابْنُ اَعْلَمِنَا یعنے وہ
ہمارا سردار ہے سردار کا بیٹا ہے اور بڑا عالم اور بڑے عالم کا بیٹا ہے فرمایا اگر وہ مجھ پر ایمان لاوے
اور میری سچائی پر گواہی دے تو تم لوگ بھی قبول رکھوگے یا نہیں اونھوں نے ایسا ہو سکتا ہے
کہ وہ تم پر ایمان لاوے اور تمھاری سچائی پر گواہی دے حضرت سلطان زمین و زمان نے تین
مرتبہ اِس کلمہ کی تکرار فرمائی اور یہود نے تینوں مرتبہ اوسی مرتبہ جواب دیا آپ نے فرمایا کہ عبداللہ
بن سلام سے کہو باہر نکلے وہ حکم پاتے ہی باہر نکل آئے اور اپنی قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے
قوم جانتے ہو کہ یہ سچا رسول اور حقیقت میں خدا کا بھیجا ہوا ہے تم کیوں منکر ہو کر اپنے تئیں شقاوت
میں ڈالتے ہو یہودیوں نے کہا تو جھوٹا ہے ہم کہاں جانتے ہیں کہ یہ خدا کا رسول ہے پھر اسکے
عبداللہ بن سلام کے حق میں کہتے تھے ہُوَ شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَاَجْهَلُنَا وَابْنُ اَجْهَلِنَا اور تفصیل مکر
و خباثتِ یہود بیہودہ کی کتب سیر اور تفاسیر سے معلوم کر لینا چاہیے قاتلہم اللہ ما اخذلہم وما اشقاہم
اور حقیقت میں یہود سے زیادہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی حقیقت کا جاننے
والا کوئی نہ تھا کہ وہ لوگ آسمانی کتابوں کے احوال اور اوصاف پڑھتے تھے اور آپکے
نبی ہونے اور تشریف لانے کے منتظر رہا کرتے تھے اور ایک دوسرے کو بشارت دیا کرتا
تھا اور آپ کی خدمت سے سعادت حاصل کرنے کی وصیت کیا کرتا تھا جیسا اللہ تعالی ارشاد
فرماتا ہے يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ یعنے اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا پہچانتے ہیں اپنے
بیٹوں کو یعنے علم یقین کر باوجود ایسے علم یقین کے شقاوت اور وبال ابدی میں گرفتار رہے
نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ مصرع علمے کہ رہ بحق ننماید جہالتست * علمائے سیر اور
تواریخ اس بات پر متفق ہیں کہ مدت اقامت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ میں
دس برس تھی اور اتنی مدت میں جتنے سوانح اور وقائع از قسم غزوات اور سرایات اور فتوحات
اور فیوضات اور تشریع احکام کہ عالم کو انوار ہدایت و اسرار حکمت سے منور فرمایا وقوع
ہوئی سیر کی کتابوں میں مذکور ہیں چونکہ ہمکو مقصد ذکر احوال طیبہ طاہرہ ہے اسواسطے ان وقائع کو بشرح و بسط

له یعنی عبداللہ بن سلام ہمارا بدتر اور بدتر کا بیٹا ہے اور بڑا جاہل اور بڑے جاہل کا بیٹا ہے ۱۲ که یعنی قسم خدا کی کسقدر بڑے ہوا اور کسی سختی تھی ۱۲
پہچانتے ہیں وہ بات جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو ۱۲ که پناہ مانگتے ہیں اللہ سے ایسے علم سے کہ نفع نہ دیوے اور ایسے دل سے کہ نہ ڈرے ۱۲

اس کتاب میں ذکر نہیں کرتے انشاء اللہ تعالے ایک کتاب علیحدہ اس مضمون میں لکھیں گے واللہ
الموفق ولیکن باوجود اسکے کچھ ذکر اجمالی اون وقایع اور حوادث کا جو سنین ہجرت میں واقع
ہوئے مناسب ہے اسواسطے تاکہ یہ ذکر کلیۃً ترک نہ کیا گیا اور چونکہ مقصود اختصار اور اجمال ہے اسواسطے
بیان روایات اور اختلافات کو جو تحقیق تاریخ وغیرہ میں واقع ہوئے ہیں ترک کرنا مناسب ہے
سمجھا جاننا چاہیے کہ سردار انبیا صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کے پہلے سن میں بعد بنا کرنے مسجد قبا اور
مسجد شریف مدینہ مطہرہ اور بعد مواخات کرنے درمیان مہاجرین اور انصار کے بحکم پروردگار لشکر
قتال کفار پر آمادہ ہوئے کہ عالم سے شر و فساد و کفر جاہلیت آب شمشیر سے دھو ڈالیں
اور نور علم و ایمان سے جہان کو منور کریں پس بعد گیارہ مہینے کے دوسری سفر کو واسطے غزوہ
کے طلب کفار قریش میں ساٹھ آدمی لیکر برآمد ہوئے اور ودان میں کہ ایک جگہ ہے قریب ابوا[1]
اون لوگوں سے ملاقی ہوئے لیکن بغیر قتال واقع ہوئے مدینہ مطہرہ کو پھر آئے اور اسی سال
حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو جھنڈا سپید دیکر تیس سوار مہاجرین کے ساتھ سیف البحر کی طرف
ابوجہل لعین کے قافلے پر کہ تین سو سوار کے ساتھ اودھر سے گذرتا تھا بھیجا پس ایک گروہ
نے درمیان میں پڑکر فریقین میں صلح کروادی اور عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب کو ساتھ
اسی مہاجرین ساتھ کرکے اور ایک لوا اونکے ہاتھ میں دیکر ایک جماعت عظیم پر کہ ابوسفیان اوسکا
سردار تھا اور بعضوں کے نزدیک عکرمہ بن ابی جہل بھیجا بعضے کہتے ہیں کہ اسلام میں جو اول لوا
درست کیا گیا یہی تھا اور یہاں بھی لڑائی واقع نہیں ہوئی سوا اسبات کے کہ سعد بن ابی وقاص
رضی اللہ عنہ نے کفار کی طرف تیر پھینکا اور یہ اول تیر تھا کہ خدا کی راہ میں پھینکا گیا اور جملہ مناقب
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ بھی ہے اور اسی سال کی ابتدا میں حضرت عبد اللہ بن سلام
رضی اللہ عنہ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا اسلام لائے اور اسی سال میں سلمان فارسی رضی اللہ
مسلمان ہوئے اور عمر انکی ایک روایت پر ساڑھے تین سو برس کی اور ایک قول پر اڑھائی سو
برس کی تھی اور ایک مدت تک دین حق کی طلب اور شوق ملازمت حضرت خاتم الانبیا سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم میں پھرا کئے اور وہ پہلے مجوس فارس سے تھے پھر دین نصاری میں آئے پھر اسلام

[1] ابوا ایک جگہ ہے مدینہ منورہ کے قریب ۱۲

عالم نصرانی کی وصیت سے دین محمدی حاصل کرنے کے شوق مین مدینہ منورہ مین پہونچے اور اتنی عمر مین
کئی جگہ سے زیادہ بیچے گئے اور غلام بنائے گئے آخر کو جب ظہور نور نبوت اور جامعیت ہوا شرف
اسلام سے مشرف ہوئے رضی اللہ عنہ اور اسی سال مین ایک بھیڑیے نے مدینے کے باہر آ کر
آمین اور حقیقت نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون کو خبر دی اور اسی سال مین حضرت
فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اور دوسری صاحبزادیان رضی اللہ عنہن اور حضرت سودہ بنت
زمعہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مع عیال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکہ معظمہ
سے مدینہ منورہ کو طلب فرمایا اور اسی سال مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بعد سات
مہینے ہجرت سے زفاف فرمایا اور ایک روایت پر زفاف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دوسرے سال
مین ہو لیکن پہلا قول صحیح تر اور معتبر تر ہے اور اسی سال مین بعد ایک مہینے کے ہجرت سے حضر مین نماز
چارگانہ فرض ہوئی ہجرت سے پہلے دو رکعت تھی جسطرح اب سفر مین پڑھتے ہین اور اسی سال
مین طریقہ اذان شروع ہوا اور روز عاشورہ کے روزہ کا حکم فرمایا پس بعد نازل ہونے حکم روزہ
ماہ رمضان کے وہ اہتمام اور مبالغہ جو روزہ عاشورہ مین تھا نہ رہا فقط اسکا استحباب اب تک باقی ہے
اور آخر عمر شریف مین فرمایا کہ اگر سال آئندہ تک جیون گا تو نوین تاریخ محرم کو بھی روزہ
رکھونگا اور دوسرے سنہ مین ہجرت سے ربیع الاول مین واسطے غزوہ بواط کے دو سو صحابہ
ساتھ لیکر قافلہ قریش سے کہ امیہ بن خلف اون مین تھا مقابل ہوئے لیکن قتال کی نوبت
نہ آئی اوسی طرح مدینہ منورہ کو رجوع فرمایا اور جمادی الاولیٰ مین واسطے غزوہ عشیرہ کے برآمد
ہوئے اور اولاد مدلج اور اولاد ضمیرہ مین مصالحہ فرما کر بغیر واقع ہونے قتال کے رجوع فرمایا بعد اسکے
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو آٹھ سو مہاجرین ساتھ کرکے بھیجا وہ بھی بغیر لڑائی کے پھر کئے
بعد اسکے کرز بن جابر فہری مواشی مدینہ لوٹ لے گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا تعاقب
بدر تک کیا لیکن وہ ایسا بھاگا کہ ہاتھ نہ لگا اس غزوہ کو بدر اولیٰ کہتے ہین اور اسی سال مین
اواخر جمادی الاخری مین عبداللہ بن جحش اسدی کو کہ آپکی پھوپھی کے بیٹے تھے آٹھ سوار اور ایک قول پر بارہ سوار

[1] اوس زمانے مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپکے نکاح مین آ چکی تھین ۱۲ [2] ناحیہ رضوی مدینے سے مکہ کی طرف تین
روز کی راہ پر ہے ۱۲ [3] عشیرہ ایک جگہ ہے بنی مدلج کی ۱۲

ساتھ کرکے قریش کا قافلہ مارنے کو بھیجا اونھون نے قافلۂ قریش کے ساتھ کہ تجارت شام سے آ
رہے تھے مسعفر کے پاکر غرۂ رجب کو اس گمان سے کہ سلخ جمادی الاخری ہے قتال کیا اور مال
جو لوٹ پہلی غنائم اسلام سے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ لڑائی رجب مین واقع ہوئے
اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کو اشہر حرم مین داخل کیا ہو خلاف مرضی مبارک ہوئی اور غنیمت کو
قبول نفرمایا یہانتک کہ آیۂ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ ا لخ نازل ہوئی پھر حضرت سلطان
الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم الٰہی جل سلطانہ سے غنیمت کو قبض فرماکر بانٹ دیا اور
عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین لکھتے تھے اور وہ جو کہتے ہین کہ اوّل جس شخص
امیر المومنین کا خطاب پایا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہین اوس سے یہ مراد ہے کہ
جنکو امیر المومنین کہتے تھے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہین نہ مطلق کما صرح بہ العلما و ...
ہی صفر کے مہینے مین اور ایک روایت پر رجب مین جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو علی
سلام اللہ علیہ کے نکاح مین دیا عمر شریف حضرت زہرا کی اوسوقت سولہ برس کی تھی اور ایک
پر اٹھارہ برس کی اور سن شریف حضرت مرتضیٰ رض کا اکیس برس پانچ مہینے کا تھا اور اسی سال
سترہ مہینے کے ہجرت کے بیت المقدس کی طرف سے کعبے کی طرف قبلہ کی تحویل ہوئی اور اسی سال
ماہ شعبان مین فرضیت رمضان اور وجوب صدقہ فطر نازل ہوا اور مصلاے مدینہ مین نماز عید پڑھی
اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت سے بیس مہینے کے بعد پیدا ہوئے ہجرت کے بعد اوّل مولود
وہی ہین اور اسی سال مین سترھوین ماہ رمضان کو غزوۂ بدر کبری واقع ہوا کہ کافرون کو ذلت
اور مسلمانون کو عزت حاصل ہوئی ابوجہل لعین مع ستر سردارون قریش کے جہنم داخل
اور ستر آدمی اون کے گرفتار ہوکر آئے عباس بن عبد المطلب و عقیل بن ابی طالب
اونمین تھے اور ابو لہب بھاگ کر مکہ معظمہ مین پہونچکر مرض عطسہ مین گرفتار ہوکر سات دن
کے بعد مر گیا اور لشکر اسلام مین آٹھ انصار اور پانچ مہاجر درجۂ شہادت کو پہونچے اور مسلمان
اس غزوہ مین تین سو تیرہ تھے چھتر مہاجرین اور دو سو چھتیس انصار اور ستر اونٹ اور دو
گھوڑے اور آٹھ تلوارین اور چھ زرہین تھین اور مشرکین ساڑھے نو سے تھے اور سو گھوڑے

لہ تجھسے پوچھتے ہین مہینے حرام کو ۱۲ ملہ تصریح کی ساتھ اسکے علمانے ۱۲

اور ذوالفقار اسی غزوہ مین ہاتھ آئی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے اپنے ساتھ مخصوص
کی تھی اور اسی روز روم نے فارس پر فتح پائی کہ مسلمانون کو موجب زیادت خوشی کا ہوا اور انھین
دنون مین رقیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے نکاح
مین تھین مدینہ منورہ مین وفات پائی اور اسامہ بن زید اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اوسکے دفن
مین مشغول تھے کہ اس فتح عظیم کی بشارت مدینہ منورہ مین پہونچی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ
مین پہونچنے سے سات دن کے بعد بنی سلیم پر غزا فرمانے کو برآمد ہوکر مقام کدر تک پہونچکر تین دن
وہان اقامت فرماکر بغیر وقوع حرب و قتال پھر آئے اور اسی سال مین عصماء[1] بنت مروان ماری
گئی اور اسی سال مین نصف شوال روز شنبہ کو واسطے غزوہ بنی قینقاع[2] کے برآمد ہوئے اور پندرہ
روز تک اونکا محاصرہ مین رکھا آخر کو عبد اللہ بن اُبی منافق کی سفارش سے اونکے قتل سے باز رہے
لیکن جلاء وطن کردینے کا اتفاق ہوا اور اسی سال مین نماز عید الضحیٰ پڑھی گئی اور اسی سال
مین امیہ بن ابی الصلت شاعر مرگیا یہ ابن الصلت ایام جاہلیت مین کتابین متقدمہ پڑھکر نصرانی ہوگیا تھا
اور بت پرستی اوس نے چھوڑ دی تھی اور علماے اہل کتاب سے خبر نبی آخر الزمان سنکر اوسکے
ظہور کا منتظر تھا اور اپنی ذات مین فضائل دیکھ کر گمان اپنے متصف ہونے کا اس صفت کا
ساتھ رکھتا تھا جب خبر ظہور نبوت و رسالت و خاتمیت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنی حسد کھاکر
بحال کفر ہی مین گرفتار ہوا نعوذ باللہ من الضلال حضرت سید دین و دنیا علیہ آلاف التحیۃ والثنا
نے اوسکے اشعار کہ متضمن علم و حکمت تھے استماع فرماکر فرمایا اٰمن لسانہ وکفر قلبہ[3] اور ایک روایت
مین ہے اٰمن شعرہ وکفر قلبہ یعنے ایمان لایا شعر اوسکا اور کافر ہوگیا دل اوسکا واللہ الہادی
وہو المفضل اور تیسرے سن مین پانچوین ذی الحجہ کو غزوہ سویق تھا کہ ابی سفیان نے بعد غزوہ بدر
کے قسم کھائی تھی اور اپنے اوپر تیل اور غسل جنابت حرام کیا تھا کہ جبتک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے
بدر کا بدلہ نہ لے اپنی جگہ پر نہ بیٹھے بیس دو سوار لیکر مکہ معظمہ سے اوس جگہ تک کہ وہان سے مدینہ
طیبہ تین میل باقی تھا آکر ایک انصاری کو پاکر شہید کیا اور تھوڑے سے کھجور جو اوسکے حوالی مین تھے

---

[1] یہ عورت حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیا کرتی تھی اور مسلمانون کی ہجو کیا کرتی تھی ۱۲ [2] بنی قینقاع ایک قبیلہ یہود کا نام ہے ۱۲ [3] ایمان لائی اوسکی زبان اور کافر ہوگیا اوسکا دل ۱۲

روانہ کرچکا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سو سوار سے اوسکا تعاقب کیا وہ اور اوسکے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خوف سے تھیلے ستوؤں کے کہ اپنے زاد راہ کے واسطے اٹھا لے
پھینک کر بھاگ گئے چلے جاتے تھے اسی جہت سے اس غزوہ کا نام غزوۂ سویق ہے پانچ روز کے
حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کو پھر آئے بقیۂ ذی الحجہ میں وہان تشریف رکھکر
غزوۂ نجد برآمد ہوئے اور صفر کے مہینے تک وہین تشریف رکھکر بغیر محاربہ اور قتال رجوع
اکثر حصہ ربیع الاول کا مدینے مین کاٹ کر پھر قریش کے طلب مین نجران کی طرف برآمد ہو کر
اور جمادی الاولی وہین بسر کرکے وہان سے بھی بغیر وقوع وقعہ مدینۂ مطہرہ کو پھر آئے پھر
مین زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ذی قرد پر بھیجا وہ قافلۂ قریش کو کہ ابو سفیان بھی اوسمین
غارت کرکے چاندی بہت سی لوٹ کرکے لائے اور اسی سال مین محمد بن مسلمہ نے چار آدمی کے
جا کر کعب بن الاشرف یہودی کو کہ اکثر مسلمانون کی ہجو کیا کرتا تھا اور کشتگان بدر پر رویا
اور مشرکون کو مسلمانون کے ساتھ لڑنے کی ترغیب دیا کرتا تھا جہنم واصل کیا اور اسی سال مین عثمان
رضی اللہ عنہ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نکاح مین لائے اور شعبان مین
انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ہوا پہلے وہ خنیس بن حذافہ
بدری کے عقد مین تھین وہ مدینے مین انتقال کر گئے اور رمضان مین حضرت زینب بنت خزیمہ
کہ کثرت اطعام مساکین سے ام المساکین کہلاتی تھین اپنے نکاح مین لائے اونھون نے اٹھارہ روز
بعد اور ایک قول پر دو مہینے کے بعد اور ایک قول پر تین مہینے کے بعد وفات فرمایا اور اسی سال
مین امام المومنین حسن ابن علی ابن ابی طالب سلام اللہ علیہما نصف رمضان مین پیدا ہوئے
اور ولادت امام شہید بن علی سلام اللہ علیہما کی چوتھے سن مین چوتھی یا پانچوین شعبان کو
اور اسی سال مین چوتھی شوال کو غزوۂ احد واقع ہوا کہ اوسمین دندانِ مبارک اور شفۂ شریف
زخمی ہوئی اور سید الشہدا سیدنا حمزہ بن عبد المطلب مع ستر صحابی مہاجرین اور انصار رضی اللہ
عنہم کے شرف شہادت کو پہنچے اور بائیس مشرک واصل جہنم ہوئے اور سرور ار مشرکون کا
تھا اور بعد غزوۂ احد کے غزوۂ حمراء الاسد واقع ہوا کہ حضرت سرکار کائنات صلی اللہ

؎ حمراء الاسد ایک جگہ ہے قریب مدینۂ منورہ کے ۱۲

نے جو کہ اُحد سے رجوع فرما کر اوسکے دوسرے دن سولھوین شوال کو اوسی حالت مین اُنھین
لوگونکو ساتھ لیکر جو جنگِ اُحد مین حاضر تھے دشمنانِ دین کا تعاقب کیا تاکہ وہ یہ نجانین کہ ڈر گئے
اِن کے ضعف اور خستگی پائی آٹھ میل تک مدینے سے باہر تشریف لیجا کر تین روز وہین اقامت فرما
رجوع فرمایا اور اسی سال مین ولادت امام حسن علیہ السلام سے پچاس دن کے بعد امام حسین علیہ السلام
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پیٹ مین تشریف لائے چوتھی سن مین سریہ[1] بیر معونہ واقع ہوا
کہ ستر جوان انصاری قرا وہان شہید ہوے اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس روز تک صبح کے
قنوت مین اُنکے قاتلین کے حق مین دعاے بد کی اور اسی سال مین سریہ رجیع واقع ہوا کہ ایک گروہ مشرکین
نے آکر بیعت اسلام کی اور ایک جماعت کو صحابہ کرام سے تعلیم احکام دین کا بہانہ کرکے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے اجازت لیکر اپنے ہمراہ لیگئے اور مقام رجیع مین پہونچکر غدر عہد کرکے قبیلہ بنی ہذیل کو
بلا کر بعضے صحابہ کو شہید کیا اور بعضون کو گرفتار کرکے کفار مکہ کے ہاتھ بیچا کہ کشتگان بدر کے انتقام
مین اُنکو قتل کرین از جملہ شہیدانِ رجیع ایک عاصم بن ثابت تھے کہ حق سبحانہ وتعالی نے موافق اُنکی
دعا کے اونکے بدن کو کفار کے مس سے محفوظ رکھا ایک لشکر بھڑون کا بھیجا کہ اونکی لاش مبارک کو
گھیرے آکر گھیر لیا کہ کوئی کافر اونکے پاس آنہ سکا جب رات ہوئی تو اللہ تعالی نے ایک سیل بھیجی
کہ اونکی لاش کو اٹھا کر لے گئی اور اسی سال مین ربیع الاول کے مہینے مین غزوہ بنی نضیر[2] واقع ہوا
چھ روز تک اونکو محاصرہ مین رکھا آخر کو وہ لوگ شام اور خیبر کیطرف جلائی وطن پر راضی ہوکر
نکل گئے اور اسی سال مین مہینے ذیقعدہ مین غزوۂ بدر صغری واقع ہوا کہ ابو سفیان نے جنگ
اُحد سے پھرتے وقت منادی کی تھی کہ ہم اور تم ہر سال بدر مین آکر محاربہ اور قتال کرین جب مدہ کے
دن نزدیک پہونچے ابو سفیان نے ڈر کر نعیم بن مسعود کو بیس اونٹ زر دینے کا وعدہ دیا کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے لوگون کو لڑائی کے واسطے باہر نکلنے سے ڈراوے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ
وسلم ایک ہزار پانچ سو صحابی رضی اللہ عنہم اجمعین ہمراہ ساتھ لیکر برآمد ہوے اور پھر سالماً غانماً مدینہ منورہ کو
رجوع فرمایا شانِ نزول آیہ کریمہ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ[3] الآیہ کا یہی قصہ تھا

---

۱ سریہ اوس لڑائی کو کہتے ہین جسمین حضرت بذات خود تشریف نہین لیگئے ۱۲ ۲ بنی النضیر ایک قبیلہ تھا قبائل یہود سے ۱۲
۳ جنکو کہا لوگون نے کہ اونھون نے جمع کیا اسباب تمہارے مقابلہ کو سو تم اُن سے خطرہ کرو ۱۲

اور اسی سال مین زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے
خط اور کتابت یہود کی سیکھی تاکہ اونکی خفیات اور اسرار کو دریافت کرلیا کرین اور اوسی سال
ذیقعدہ مین قضیہ رجم یہودی اور یہودیہ واقع ہوا اور اسی سال مین وقت محاصرہ بنی نضیر
کی حرمت نازل ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ تحریم خمر تیسرے سال مین ہوئی اور تحقیق یہ ہے کہ تحریم
چند بار ہوئی آخر کو قول راجح پر اسی سال مین اور ایک قول پر چھٹے سال مین جسمین غزوہ
واقع ہوا آیہ کریمہ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ
مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ نازل ہوئی اور حرمت شراب کی علی الاطلاق قطعی ہو گئی اور اسی
سال مین شوال کے مہینے مین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح مین لائے پہلے زوج اونکے
تھے اور اوسی سال مین زینب بنت خزیمہ ام المومنین اور فاطمہ بنت اسد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی
نے انتقال فرمایا پانچوین سن مین ربیع الاول مین غزوہ دومۃ الجندل تھا اوسمین بھی قتال
مجادلہ واقع نہین ہوا اور محرم مین غزوہ ذات الرقاع اوس مین صلوٰۃ خوف شروع ہوئی
اور اس غزوہ کو ذات الرقاع کہلانے مین اقوال ہین صحیح ترین اقوال یہ ہے کہ صاحب صحیح
حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
نے پیادہ اور ننگے پاؤن ہونے کی جہت سے پاؤن مین چیتھڑے لپیٹ لیے تھے اور بعضے کہتے ہین
کہ ذات الرقاع ایک درخت کا نام ہے یا ایک جگہ کا نام ہے کہ بعضی زمین اوسکی سیاہ ہے اور
بعضی سفید اور اسی سال مین شعبان کی دوسری تاریخ غزوہ مریسیع واقع ہوا مریسیع ایک
پانی کا نام ہے جو بنی خزاعہ کی طرف منسوب ہے اور اسکو غزوہ بنی المصطلق بھی کہتے ہین اور جویریہ
بنت الحارث کہ اصلی نام انکا برہ ہے اسی غزوہ مین گرفتار ہو کر آئین تھین آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اونکو آزاد فرماکر اپنے نکاح مین لائے اور اسی سال مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کو تہمت لگی اور اسی سال مین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ ہوا اور ایک روایت پر آیہ تیمم اسی سال مین نازل ہوئی اور اسی سال مین ذیقعدہ
کے مہینے مین غزوہ خندق جسکو غزوہ احزاب بھی کہتے ہین واقع ہوا اور اوس غزوہ مین

ف ۱ اے ایمان والو یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے گندے کام ہین شیطان کے سو ان سے بچتے رہو ۱۲ —

سیدابرار صلی اللہ علیہ وسلم نے شمشیر ذوالفقار جناب حیدر کرار علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ کی کمر شریف
پر باندھی اور نعیم بن مسعود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر اسلام لائے اور آپ کے
حکم شریف سے اونھون نے قبائل یہود اور کفار قریش مین کہ ابو سفیان اونکا سردار تھا بالطاف الحیل
سے تفرقہ اور مخالفت ڈال دی کہ ہر ایک اونمین سے مخذول ہوا اور اس غزوہ مین چھ مسلمان
شہید ہوئے اور تین کافر مارے گئے اور کفار کے لشکر پر ایسی ہوا مسلط ہوئی کہ پھر کفار قریش مدینہ
کے گرد نہ پھر سکے جناب سید الانس والجان علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ والسلام من الملک المنان جب
اس غزوے کی مہم سے فارغ ہوئے اوسی ساعت جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور غزوہ بنی قریظہ
کا حکم لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق حکم رب الجلیل اون کفار کو محصور کیا اور پچیس روز
محاصرے مین رکھا پھر بعد اوسکے اوترنے کے اونکے راضی ہونے سے حکم سعد بن معاذ پر سبکو
قتل کیا اور حیی بن اخطب یہودی بھی وہین مخذول ہوا اور اسی سال مین قصہ ابو لبابہ کا کہ
اونھون نے اپنے تئین مسجد کے ستون مین باندھا تھا واقع ہوا اور اسی سال مین صلوٰۃ خسوف
شروع ہوئی اور اسی سال مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے گرے اور ران شریف
مین صدمہ پہونچا کہ پانچ روز تک دولتسرا کے اندر نماز بیٹھکر ادا کی اور اسی سال مین قول اصح پر
اور جمہور کے قول پر چھٹے سال مین اور ایک جماعت علما کے قول پر نوین سال مین حج کی فرضیت
نازل ہوئی چھٹے سن مین غزوہ بنی لحیان واقع ہوا کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم دو سو سوار کے
رجیع والون کی طلب مین جنھون بیر معونہ پر قراء کو شہید کیا تھا برآمد ہوئے اور قریب وادی
عسفان کے نزول فرمایا بنو لحیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈر سے بھاگ کر پہاڑ کی چوٹیون پر
چڑھ گئے اور اس غزوے مین والدہ شریفہ کی قبر پر تشریف لاکر روئے آپ کے رونے سے صحابہ کرام
بھی روئے جیسا کہ مشہور ہے اور اسی سال مین غزوہ غابہ ہے کہ غطفان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی اونٹنیون کو لوٹ لے گئے اور سلمہ بن اکوع اون لوگون پر دوڑ مار کر اونٹنیاں چھین لائے
اور اسی سال مین قضیہ نماز استسقاء واقع ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت دعای شریف
سے سات روز متصل پانی برسا اور اسی سال کے ماہ شوال مین قضیہ عرنیین ہوا اور اسی سال مین
غزوہ حدیبیہ واقع ہوا اور ایک قول پر غزوہ بنی مصطلق اور جویریہ بنت الحارث کا گرفتار آنا ادا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تہمت لگنا اسی سال میں تھا اور انگوٹھی تشریف کا بنوانا اور بادشاہ
آفاق کی طرف قاصدان کو روانہ فرمانا اور مقوقس بادشاہ اسکندریہ کا ماریہ قبطیہ اور دولڑکی
سیرین اور حمار یعفور اور خچل دلدل کو جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بطور ہدیہ
بھیجنا اسی سال میں واقع ہوا حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے ماریہ قبطیہ کو اپنے واسطے
فرمایا اور سیرین کو حسان بن ثابت کو بخشا اور یعفور گدھا ابوداع سے پہلے وقت مرگیا اور دلدل
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت تک زندہ رہا اور اسی سال میں کسوف آفتاب واقع
ہوا اور نماز کسوف شروع ہوئی اور اسی سال میں خولہ نے اپنے زوج کے ظہار سے شکایت
سورۂ قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجہا نازل ہوئی اور اسی سال میں ام رومان
عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہا کی والدہ نے وفات پائی اور اسلام
لانا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا کہ قبیلہ دوس کے ساتھ مدینہ مطہرہ میں آئے اور جس دن
میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے وہ خیبر میں حاضر ہو کر غزوۂ خیبر میں شریک ہوئے اسی
کے آخر میں تھا سات ہجری میں غزوۂ خیبر واقع ہوا کہ امیر المومنین سلام اللہ علیہ نے جب
انکے دست مبارک سے گر گئی خیبر کے دروازہ کو کہ سات آدمی اور ایک قول پر چالیس آدمی
کمال قوت سے پھیر سکتے تھے اوکھاڑ لیا اور سپر کی جگہ پر اسکو سپر بنایا اور جب تک فتح ہو
سے نہ پھینکا اور اس غزوہ میں لشکریان اسلام سے گیارہ آدمی شہید ہوئے اور یہود سے
ترانوے آدمی جہنم کو گئے اور صفیہ بنت حیی بن اخطب اولاد حضرت ہارون علیہ السلام سے ہیں اسی
میں قید ہو کر آئیں تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو آزاد فرما کر اپنے نکاح تشریف میں لائے اور
زہر ملانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طعام شریف میں اسی غزوہ میں واقع ہوا اور آفتاب کا
بعد غروب ہو جانے کے سبب فوت ہو جانے نماز جناب مرتضوی کے کہ سر مبارک جناب سرور کائنات
علیہ الصلوۃ والتسلیمات حالت وحی میں انکی گود میں تھا اسی غزوہ میں واقع ہوا اور اسی
میں کھانا حمار اہلی اور جانوران درندہ کا اور بیچنا مال غنیمت کا تقسیم سے پہلے اور وطی
لونڈیوں کا استبراء سے پہلے ممنوع ہوا اور اسی غزوہ میں نکاح متعہ حرام ہوا اور ابتدائے اسلام میں ہو

لہ سنی اللہ نے بات اس عورت کی جو جھگڑتی ہے تجھ سے اپنے خاوند پر ۱۲

حلال تھا بعد اوسکے اون سکے دن دو مرتبہ بار بعد فسخ کے مباح ہوا بعد تین روز کے حرام ہوا حرمت قطعی کہ تا قیام قیامت تک جمیع علما کا اس بات پر اتفاق ہے اور مخالف اس مسئلہ مین کوئی نہین ہے مگر سوا روافض کے اور قضیہ لیلۃ التعریس اور آرام فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا نماز صبح کے وقت اور قضا پڑھنا اوس نماز کا ادان اور اقامت اور جماعت کے ساتھ خیبر سے پھرنے کے وقت واقع ہوا اور اسی سال مین ام حبیبہ بنت ابی سفیان کو کہ اپنے زوج کے ساتھ حبش کو گئی تھین اور وہان اونکے زوج کا انتقال ہو گیا نجاشی بادشاہ حبشہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تزویج کیا اور ایک قول پر یہ نکاح چھٹے سن مین ہوا اور اسی سال مین حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات اکملہا سے سوار کے ساتھ عمرہ قضا بجا لائے اور پھرتے وقت میمونہ بنت الحارث کو موضع شریف مین کہ مکہ معظمہ کے قریب ہے نکاح مین لائے اور اسی جگہ اونکے ساتھ خلوت فرمائی اور انکا انتقال بھی سن ترسٹھ ہجری مین اسی جگہ واقع ہوا اور انکا قبر شریف بھی اونکی وہین مشہور ہے اور میمونہ رضی اللہ عنہا سب بیبیون سے پیچھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح مین آئین اور سب بیبیون کے پیچھے انتقال اس عالم فانی سے فرمایا اور ایک روایت مین یہ ہے کہ سب امہات المومنین سے پیچھے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے وفات فرمائی واللہ اعلم اور آٹھوین سن مین صفر کے مہینے مین عمرو بن العاص و خالد بن الولید و عثمان بن ابی طلحہ مدینہ منورہ مین ہجرت کر آئے اور شرف اسلام سے مشرف ہوئے بعضون کے نزدیک اون حضرات کا اسلام ساتوین سن کے اواخر مین واقع ہوا اور ذی حجہ مین ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے آپنے اونکے پیدا ہونیکی بشارت پہونچانے والے کو ایک غلام عنایت فرمایا اور اس سال مین مسجد نبوی مین منبر رکھا گیا اور ایک روایت پر ساتوین سن مین اور اسی سال مین سریہ موتہ واقع ہوا کہ حارث بن عمیر کو ملک بصری کی طرف نامہ مبارک دیکر بھیجا اور شرحبیل بن عمرو غسانی نے اونکو شہید کیا پس حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو تین ہزار آدمی ساتھ دیکر شرحبیل پر بھیجا شرحبیل نے لاکھ آدمی سے زیادہ جمع کرکے لڑائی سخت کی جھنڈا اسلامیون کا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مین تھا وہ شہید ہو کر گرے تو جھنڈے کو جعفر بن طالب رضی اللہ عنہ نے لیا وہ بھی شہید ہو گئے تو عبد اللہ بن رواحہ نے لیا چنانچہ عالم پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

ایک اشارہ اوس طرف کیا تھا آخر کو فتح نصیب خالد بن ولید ہوئی اور خطاب سیف اللہ کا
اور جعفر بن ابی طالب کو لقب طیار کا ملا اور اسی سال مین سریہ خبطہ ہوا کہ حضرت ابو
بن الجراح رضی اللہ عنہ قافلہ قریش کی طلب مین نکلے تھے اونکے ساتھ کا کھانا تمام ہو چکا
نے دابۂ عنبر کو کہ نہایت عظیم تھا جیسا کتب سیر مین مذکور ہے اونکے واسطے کنارہ پر پھینکا
سے آدھے مہینے تک اور ایک قول پر ایک مہینے کے قریب تک اوسی کو کھلایا اور اسی سال
فتح مکہ معظمہ واقع ہوئی کہ دسوین ماہ مبارک رمضان کو حضرت عالم و عالمیان آپ صلی اللہ
دس ہزار آدمی لیکر مدینہ منورہ سے برآمد ہوئے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو مع اپنی عیال
ہجرت کئے ہوئے آتے تھے جحفہ[1] کے مقام مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقی ہوئے اور
اون سے بحکم رسالت مکہ معظمہ مین ہی سقایت زمزم پر قائم تھے اور اسلام حضرت معاویہ و ا
اور انکی زوجہ ہندہ اور عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ کا اسی سال مین واقع ہوا حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے بعد فتح مکہ عکرمہ بن ابی جہل کے قتل کا حکم دیا تھا آخر کو اونکی بی بی حکیمہ بنت
اسلام لاکر عکرمہ کی طرف سے امان مانگ کر حضور حضرت رسالت مین لائین عکرمہ بھی
ہوتے ہی مسلمان ہوئے اور حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت مین اخیار دین کے روز
ہوئے اور جب سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام مین داخل ہوئے تو حضرت ابو بکر
رضی اللہ عنہ اپنے باپ ابو قحافہ کو آپ کے حضور مین لائے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
بٹھایا اور اونکے سینے پر دست مبارک اپنا پھیرا آپ کی دست مبارک کی برکت سے ابو قحافہ
ہوئے اور جسوقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ابو قحافہ کو خدمت مین لائے تو آپ نے
ارشاد فرمایا کہ تم نے بوڑھے کو کیون تکلیف دی ہین اون کے پاس آجاتے اور فتح مبارک
بیسوین رمضان کو واقع ہوئی حضرت سرور دین و دنیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے مکہ معظمہ
مین پندرہ روز اقامت فرمائی اتنے دنون ہر روز حوالی مکہ مین سرایات بھیجا کئے خدا کے
سے ہر طرف فتح نمایان ہوتی رہی حضرت خالد بن ولید کو عزا کے توڑنے پر اور عمرو
بن عاص کو سواع پر اور سعد بن زید کو مناۃ پر تعینات فرمایا اور شرک اور فساد کا نام و نشان

[1] جحفہ ایک مقام ہے مکہ اور مدینہ کے بیچ مین ۱۲

بالکل زائل ان سے کھو دیا بعد اوسکے دسوین شوال کو دس ہزار اہل مدینہ اور دو ہزار طلقا لیکے کہ جو لوگ
لیکر حنین کی طرف برآمد ہوئے بعضے اصحابؓ کو اپنے لشکر کی شوکت اور کثرت پر نظر پڑی تو کہنے
لگے کہ اب ہم ہرگز شکست نہ کھائینگے غیرت بارگاہ خداوندی مقتضی امتحان اور ابتلا ہوئی
کہ ہزیمت لشکر اسلام مین پیدا ہوئی اوس حالت مین بعضے نومسلمون نے کہ اوسوقت تک
اون کے سینے نجاست حسد اور کینے سے خوب پاک نہوئے تھے اپنے خبث باطن کو ظاہر
کیا کسی نے کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ ایسے بھاگے کہ کنارے دریا تک نہ
ٹھہرینگے دوسرے نے کہا کہ آج وہ دن آیا ہے کہ سحر اور ساحری باطل ہو جاویگے سرور عالم
صلے اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ سے فتح اور نصرت مانگکر تھوڑے سنگریزے اوٹھا کر کفار
کی طرف پھینکے مجرد پھینکنے کے لشکر کفار کو شکست فاش ہوئی اس غزوے مین چار مسلمان
شہید ہوئے اور ستر کافر جہنم مین گئے پھر ابو عامر اشعری کو ایک جماعت صحابہؓ کے ساتھ اوطاس
کی طرف روانہ فرمایا وہان سے بہت غنائم ہاتھ آئے چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار سے
زیادہ بکریان اور چار ہزار اوقیہ چاندی اور چھ ہزار آدمی گرفتار آئے منجملہ اسیران
شیما بنت الحارث رضاعی بہن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تھین آپ نے اونکا اکرام کیا
اور اون کو اون کے اہل و عیال کی طرف بھیجدیا اور بعد اسکے آپ طائف کی طرف تشریف
لائے وہان والون کو اٹھارہ روز تک محاصرہ مین رکھا پھر منادی کرنے کا حکم دیا کہ جو کوئی
باہر آوے آزاد ہے پس دس آدمی سے زیادہ نکل آئے ابو بکرہ بھی اونھین مین سے
ہین کہ اپنے تئین بکری مین ڈالکر نیچے اوتر آئے بارہ صحابی طائف مین درجہ شہادت
کو پہونچے اور طائف سے بغیر اتمام فتح اور نصرت مہم مراجعت فرما کر جعرانہ سے احرام باندھ
چھٹی ذی قعدہ کو عمرہ لائے اور اوسی مقام مین غنائم حنین کو تقسیم فرمایا اور گروہ ہوازن
حاضر ہو کر ایمان لائی آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونکے اموال اور اونکے
قیدیون کو پھیر دیا بعد اوسکے مالک بن عوف اوس قوم کا سردار آکر مسلمان ہوا آپ نے

ف بعض اصحاب سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نہین ہین جیسا ایک روایت مین آیا ہے بلکہ قائل اس قول کے دوسرے صحابی تھے[۱۲]
ف قائل اس قول کا کلدہ بن جنبل صفوان کا برادر مادری تھا اور بعضے مثل قول کے مادری تھا اور بعضے نسبت اس قول کے
سفیان بن حرب کیطرف بھی نقل کرتے ہین واللہ اعلم[۱۲] ف یہ ابو عامر چچا تھے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے[۱۲]

تو اوٹ اونکو انعام فرمائے اور اونکے اہل وعیال کو پھیر دیا اور اونکو طائف کا عامل
کیا اور اوسی مقام مین بعضے نادان عرب نے طلب غنائم اور قسمت مین حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم پر غلبہ کیا اور جناب سید الانس والجان علیہ السلام کو ایک درخت کے نیچے گھیرا اور چادر
مبارک اوتار لی اور بعضے جوانان انصار نے بھی ارادہ غنیمت مین کچھ کلام کیا حضرت سید الکل
ہادی سبل صلے اللہ علیہ وسلم نے متاع دنیا کی تحقیر اور تصغیر فرماکر ثواب خاص آخرت
عنایات مخصوصہ اپنے سے بشر فرمایا اور ارشاد ہوا کہ یہ متاع دنیا سہل ہے یہ لوگ میری جان
مین اور ضعیف الایمان ہین اونکے اموال اور اشیا لٹ گئے اور بلاد اور املاک اون
ہاتھون سے نکل گئے مین نے چاہا کہ انکے اموال پھیر دون تاکہ انکے ایمانون مین ترقی
ہو آوے بعد اسکے عتاب بن اسید و معاذ کو مکہ معظمہ مین خلیفہ کرکے آپ نے مدینہ مطہرہ کو مراجعت
فرمائی اور اسی سال مین کعب بن زہیر نے قصیدہ بانت سعاد حضرت مین حاضر کرکے امان
وسلامت پائی اور اسی سال مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المومنین سودہ کے
کے طلاق کا ارادہ کیا اونھون نے اپنی نوبت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بخشی
سلک ازواج مطہرات مین منسلک رہین اور اسی سال مین حضرت زینب رضی اللہ عنہا جو حضرت
کے زوجہ ابی العاص تھین وفات فرمائی نوین سال مین عیینہ بن حصین کو پچاس سوار دیکر
بعث فرمایا وہ قریب پچاس کافر کے گرفتار کر لائے اون کی شفاعت کو اقرع بن حابس
ایک جماعت نے حاضر ہوکر حضرت سید الرسل علیہ الصلوۃ والسلام کو دروازے کے باہر سے
اللہ تعالے نے آیہ ان الذین ینادونک من وراء الحجرات نازل فرمائی اور آپ نے ولید
بن عقبہ کو اخذ صدقات کے واسطے قوم خزاعہ پر بھیجا قوم خزاعہ جو اونکی پیشوائی کو باہر
تو ولید بن عقبہ نے خیال اسکے کہ یہ لوگ مقابلہ کو نکلے ہین مدینہ منورہ کو پھر آکر حضرت علیہ
الصلوۃ والسلام سے شکایت کی اور آیہ کریمہ ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا نازل ہوئی
اسی سال مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینے تک ازواج مطہرات سے الگ

۱؎ جو لوگ پکارتے ہین تجکو دیوار کے باہر سے ۱۲

۲؎ اگر آوے تم پاس ایک گنہگار خبر لیکر تو تحقیق کرو ۱۲

اور اسی سال مین غزوہ تبوک واقع ہوا اور جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو مدینہ منورہ مین اپنے
اہل وعیال پر خلیفہ کیا حضرت امیر نے بسبب مفارقت حضرت کے اور خیال طعن بعض منافقین کے
واسطے مدینہ پر اپنے رنج اور ایذا کا اظہار کیا آپ نے حدیث اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ہَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی
سے تسلی وتشفی فرماکر اس رتبہ عالی سے اون کو ممتاز ومخصوص کیا اور حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ کا تمام مال اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نصف مال لانا اور حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ کا تجہیز جیش عسرت کرنا اور کت رہنا تین صحابی کا جس سے آیہ کریمہ عَلَی الثَّلٰثَۃِ الَّذِیْنَ
خُلِّفُوْا خبر دیتی ہے اسی غزوہ تبوک مین واقع ہوا حضرت عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے دو مہینے تک
وہان تشریف رکھکر بغیر وقوع قتال وجدال کے مراجعت فرمائی اور وہین صاحب ایلہ اور اہل
جربا اور اذرح نے آکر جزیہ قبول کیا اور خالد رضی اللہ عنہ کو چار سو سوار ساتھ کرکے اکیدر
دومۃ الجندل پر بھیجا اونھون نے اسکو گرفتار کیا اور اوس کے بھائی کو قتل کیا اوس نے
بھی جزیہ قبول کرکے رہائی پائی اور اسی سفر سے پھرتے مسجد ضرار پر عبور فرمایا اور اوسکو وحی
الٰہی خراب کیا اور جلا دیا قرآن مجید اوس سے خبر دیتا ہے وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا الآیہ
اور رمضان المبارک مین مدینہ منورہ مین تشریف لائے پھر وفد ثقیف آکر اسلام لائے
اور شرط کی کہ ایک مدت تک لات اور طاغیہ کو نہ توڑین گے اور نماز نہ پڑھینگے بعد اسکے اطاعت
اسلام کرینگے اور جیسا حکم ہوگا بجا لائینگے آپ نے شرط فاسد کو اوس کے قبول نفرمایا
اور ان کو پھیر دیا شان نزول آیہ کریمہ وَلَوْلَا اَنْ ثَبَّتْنٰکَ لَقَدْ کِدْتَّ تَرْکَنُ اِلَیْہِمْ الآیہ یہی
تھی اور عثمان بن العاص کو اون لوگون کو امیر کیا اور متعاقب اون کے ابوسفیان بن
حرب ومغیرہ رضی اللہ عنہما کو طاغیہ کے توڑنے کو بھیجا اور اسی سال مین خط اور قاصد حمیر کے
ملوک کا آیا اور اون کے اسلام کی خبر لایا اور اسی سال مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ کو حج کے واسطے روانہ فرمایا اور متعاقب اون کے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو
بھیجا تاکہ سورہ برات پڑھین اور مشرکون کا نقض عہد کرین اور ننگے طواف کرنیکو منع فرمائین

لہ تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے ۱۲ لہ اوپر اون تین شخص پر جنکو پیچھے رکھا تھا ۱۲ لہ جنھون نے بنائی ہو ایک مسجد ضد پر ۱۲ لہ مسجد
ضرار منافقون نے قبا والون کے ضد سے بنائی تھی کہ موجب تقلیل جماعت مسجد تقویٰ کا باعث ہوجائے ۱۲ لہ اور اگر یہ نہوتا کہ تجھے ہم نے تجھکو
ٹھیرا رکھا تو تو کسیقدر جا جھکتا اون کی طرف ۱۲

اور کسی مشرک کو حج کرنے نہ دین اور خبر پہونچا دین کہ کوئی مشرک جنت مین داخل نہو گا سواے مومن کے
اور اسی سال مین ترانیہ غامدیہ کو رجم کیا اور عویمر بن حارث نے اپنی بی بی کے ساتھ لعان کیا
اسی سال مین رجب کے مہینے مین نجاشی نے حبشہ مین وفات پائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ منورہ مین اون کے جنازہ کی نماز پڑھی اسی جگہ سے شافعیہ نے غائب پر نماز جنازہ جا
رکھی ہے حنفیہ کہتے ہین وہ خاص ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور جنازہ نجاشی کا
صلے اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوا بس حقیقت مین نماز حاضر پر پڑھی نہ غائب پر اور اسی سال مین
ام کلثوم زوجہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وفات فرمائی اور اسی سال کے ذیقعدہ مین
عبد اللہ بن ابی منافق جہنم واصل ہوا اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایفاے وعدہ و
استمالت قوم ابی کے لیے کہ شاید ایمان قبول کرین اپنا پیراہن شریف پہنایا اوس قوم سے
جو دیکھا کہ یہ مرنے کے وقت حضرت کے پیراہن شریف سے استشفا کرتا ہے ہزار آدمی ایمان
اور اسی سال مین وفود عرب ہر طرف سے حاضر ہوئے اسی سبب سے اسی سال کو عام الوفود
ہین سارے عرب نے اپنا اپنا اسلام لانا مکہ معظمہ کے فتح پر موقوف رکھا تھا جب دیکھا کہ قریش
کہ امام اور پیشواے عرب اور اہل بیت اللہ تھے اطاعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبول کی
ثقیف بھی اسلام مین داخل ہوئے تو ان سبھون نے جانا کہ اب کسیکو طاقت مقابلہ اور مقاومت نہ
محمد کی ہے صلے اللہ علیہ وسلم اور بتون کا دین باطل ہے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ
زَهُوْقًا[1] فوج فوج مردم ہر طرف سے گرنے لگے اور اسلام مین آنے لگے موافق قول اللہ تعالیٰ کے
جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا[2] وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ
دسوین سن مین ربیع الآخر کے مہینے مین بنی الحارث لشکر بھیجا اور اون کو شرف اسلام سے
فرمایا اور اسی سال مین وفد سلامان ازد و غسان و عامر و وفد زبید حاضر ہوئے اون مین عمرو بن معدی
کرب بھی تھا کہ اسلام لایا اور بعد وفات جناب علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے مرتد ہو گیا پھر اسلام
اور اسی سال مین عبد القیس و اشعث و وفد بنی خلیفہ حاضر ہوئے اون مین مسیلمہ کذاب تھا کہ مرتد ہوا

---

[1] آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بیشک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا ۱۲ ۔ [2] جب پہونچ چکی مدد اللہ کی اور فیصلہ
تو نے دیکھے لوگون کو پیٹھتے اللہ کے دین مین فوج فوج ۱۲

ور اس نے دعوی نبوت کیا اور کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجکو اپنا شریک کر لیا
اور اسی سال مین نجران کے نصاریٰ کے ساتھ مباہلہ کا قصہ واقع ہوا اور اسی سال مین
حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی ڈیڑھ سو آدمی کے ساتھ اپنی قوم سے اسلام لائے اور جناب علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے اونکو ذی الخلیفہ کی طرف ایک بت توڑنے کو بھیجا اور اسی سال مین
قصۂ جام بھی ہے کہ تمیم داری اور عدی نصرانی نے چورایا تھا اور اسی سال مین حضرت
سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو یمن کی جانب بھیجا اور اسی سال
مین حجۃ الوداع واقع ہوا کہ جناب سید کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت کے کوئی حج
سوا اس حج کے ادا نہین فرمایا اور قبل ہجرت کے نبوت سے پہلے اور پیچھے آپ نے اور بھی حج
کیے ہین لیکن علما کو عدد حج پر اطلاع نہین ہوئی اور اون کے حیطۂ ضبط مین نہین آسکے اور اکثر
عمرے بعد ہجرت کے چار ہین بالاتفاق اور اسی سال مین حجۃ الوداع کے روز آیۂ کریمہ اَلْیَوْمَ
اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الآیہ نازل ہوئی اور اسی حج سے پھرنے کے وقت منزل غدیر خم مین حضرت
علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو تخصیص من کُنْتُ مَوْلَاہُ الحدیث سے مخصوص فرمایا اور اسی سال مین
ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی اور اسی سال مین ضمام بن ثعلبہ نے
حضور مین حاضر ہوکر شرایع دین دریافت کرکے اپنی قوم مین جاکر قوم کو مسلمان کیا اور اسی سال
مین بنی طی قبیلۂ حاتم طائی گرفتار ہو کر آیا اون مین حاتم کی بیٹی بھی آئی لیکن فرزند حاتم کا شام
کی طرف بھاگ گیا پس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکو رہا فرمایا اور خلعت عنایت کیا وہ
اپنی بھائی کے پاس جاکر بھائی کو بھی لے آئی اور وہ بھی ایمان لایا اور وہ بھی ایمان لائی
اور موافق ایک قول کے قصۂ اولاد حاتم نوین سال مین واقع ہوا اور اسی سال مین خالد رضی
اللہ عنہ کو بنی حارث پر کہ نجران مین رہتے تھے بھیجا وہ ایمان لاکر حضور مین حاضر ہوئے نظر مبارک
اوس گروہ پر پڑی تو فرمایا یہ کون لوگ ہین گویا کہ ہند کے آدمی ہین اور اسی سال مین باذان
والی یمن کی وفات پائی اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن اور حضر موت کی طرف بھیجا اور زیادہ اونکی

---

[1] شکر ہے واسطے اللہ کے اوپر دین اور اسلام کے ۱۲

[2] آج مین پورا دے چکا تم کو دین تمہارا ۱۲

رکاب مین سلطان یمن و زمن علیہ الآف التحیۃ والسلام باہر تشریف لائے اور اونکو شرف
سے مشرف فرمایا اور ارشاد کیا کہ یا معاذ شاید اس سال کے بعد مجھکو نپاؤ اور یہ آخری ملاقات
تیری ہو معاذ رضی اللہ عنہ یہ سنکر رو دئے پھر اونکو وداع فرمایا اور اسی سال مین جریر بن عبداللہ
ذی الکلاع بن ناکور پر بھیجا وہ اپنے امرا سمیت مسلمان ہوا اور اسی سال مین فروہ بن عمر الجذامی
کہ بادشاہ روم کی طرف سے حدود عرب پر متصل روم کے عامل تھا مسلمان ہوا اور ملک روم نے اوسے
گرفتار کیا اور اوسکے مرتد ہو جانے پر باعث ہوا اونسے کہا تو خود جانتا ہے کہ یہ وہی رسول ہے کہ
عیسیٰ علیہ السلام نے اوسکے ظاہر ہونے کی بشارت دی تھی ولیکن تو اپنی مملکت کے زوال سے ڈرتا
اور سعادت اسلام سے مشرف نہین ہوتا ہے پھر فروہ کو ملک روم نے مروا ڈالا آور گیارہوین سال مین
سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اہل بقیع کے حق مین استغفار کیا اور
کہا اے اہل بقیع تم لوگ کیا اچھے رہے جو یہان سے چلے گئے یہان فتنے آنے والے ہین کہ شب تاریک سے
زیادہ ہین اور اسی سال مین دوشنبہ کے دن چھبیسوین تاریخ صفر کو اسامہ بن زید کو ایک لشکر
کے ساتھ اُبنیٰ[1] والون پر بھیجنے کی تیاری کی اور چہارشنبہ کے روز تپ اور درد سر حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو شروع ہوا اور پنجشنبہ کے دن جھنڈا دست مبارک سے درست فرما کر اسامہ کو عنایت فرمایا
باہر نکل کر مقام جُرف[2] مین ٹھہرے حضرت ہادی سبل صلی اللہ علیہ وسلم نے کبار مہاجرین وانصار
مثل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و عمر فاروق رضی اللہ عنہ و سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ و ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اور امثال اون کے
اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ فرمایا اور بعضے لوگون کو اسامہ کے امیر فرمانے مین ایک نوع کی قیل
واقع ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سمع فرما کر برآمد ہوئے اور خطبہ بلیغہ انشا کیا اور اسامہ
کے باپ زید بن حارثہ کی تعریف مین پڑھا اور فرمایا واللہ اسکا باپ امارات اور ریاست کے لائق
اور اپنے باپ کے یہ بھی اسی کام کا سزاوار ہے پھر دسوین تاریخ ربیع الاول کو شنبے کے روز
مین تشریف لائے اور روز یکشنبہ کو مرض شدید ہوا اور خبر ظہور مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نعت
اوسی حالت مین آئی آپ نے بوحی آلہی اسود کے مارے جانے کے وقت سے لوگون کو خبر دی بیماری

[1] اُبنیٰ بضم ہمزہ و سکون باء موحدہ ایک جگہ ہے دیار روم سے وہین اسامہ کے باپ زید شہید ہوئے تھے ۱۲ [2] جُرف
بالضم جیم و راء و فاء ایک جگہ ہے قریب مدینہ منورہ کے ۱۲

اوس نے صنعاء یمن میں خروج کیا اور شہر بن باذان کو مار کر اوسکی عورت کو کہ فیروز[۱] کے چچا کی بیٹی
تھی اپنے عقد مین لایا فیروز نے حیلہ گری کر کے اوسی قصر مین نقب لگا کر اندر گھس کر اوسکو قتل کیا
اوس ملعون کے حلق سے مرتے وقت ایک آواز مثل آواز گاؤ کے نکلی پاسبانون نے آواز سنکر گھبرا کر
پوچھا کہ یہ کیسی آواز نکلی اوس عورت نے کہ وہ بھی اوسکے قتل مین ساعی تھی دربانون اور پاسبانون سے
کہا تم لوگ تردد نکرو یہ آواز تمھارے پیغمبر کی وحی کی ہے اور اس اسود ملعون کا نام عبہلہ بن کعب تھا اوسکو
ذو الحمار بھی کہتے تھے ایک شخص کاہن تھا لوگون کو عجائب و غرائب دکھاتا تھا اور اول خروج اوسکا
حجۃ الوداع کے بعد واقع ہوا ۱۲ اور مسیلمہ کذاب کو وحشی قاتل سید حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا وحشی
کہا کرتے تھے کہ مین مارنے والا ہون بہترین آدمیون کا اور بدترین آدمیون کا اور یہ مسیلمہ ملعون بہت بوڑھا
تھا وفد بنی حنیفہ کے درمیان حضور عالم و عالمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوکر اسلام لایا
پھر یمامہ مین جاکر مرتد ہوگیا اور حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ شریک فی النبوۃ ہونے کا
دعوی کیا اور شراب اور زنا کو حلال اور نماز فرض کو ساقط کیا ایک گروہ فاسقین و مفسدین کا
اوسکے تابع ہوگیا اور اوس ملعون نے چند فقرے نامطبوع قرآن مجید کے معارضے مین اختراع کیے تھے
کہ مضحکہ عقلاء عالم ہوئے چنانچہ معارضہ والعادیات مین اوسنے کہا ہے وَالزَّارِعَاتِ زَرْعًا وَالْحَاصِدَاتِ
حَصْدًا وَالطَّاحِنَاتِ طَحْنًا وَالْخَابِزَاتِ خُبْزًا وَالثَّارِدَاتِ ثَرْدًا[۲] اور کہا یَا ضِفْدَعُ بِنْتَ ضِفْدَعَیْنِ
اِلٰی کَمْ تَنُقِّیْنَ لَا الْمَاءَ تُکَدِّرِیْنَ وَلَا الشَّارِبَ تَمْنَعِیْنَ رَأْسُکِ فِی الْمَاءِ وَذَنَبُکِ فِی الطِّیْنِ[۳]
اور کہا اوس نے اَلْفِیْلُ مَا الْفِیْلُ وَلَهٗ خُرْطُوْمٌ طَوِیْلٌ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا الْجَلِیْلِ[۴] کہتے ہین کہ اوس
ملعون سے بعضے خوارق اور استدراجات بھی ظاہر ہوتے تھے لیکن سب اوس کے مدعا کے برخلاف
اگر کسی کو اوس نے درازی عمر کی دعا دی وہ فوراً مر گیا اگر کسی کے آنکھ کی روشنی کی دعا کی تو

---

۱ فیروز نجاشی کا بھانجا تھا ۱۲ ۲ یعنی قسم ہے کھیتی کرنیوالون کی کھیتی کرنے کر اور کھیتی کاٹنے والون کی کھیتی کاٹ کر اور پیسنے والون کی پیسکر اور روٹی پکانیوالون کی روٹی پکانے کر اور پیالون مین روٹی توڑنے والون کی پیالے مین روٹی توڑنے کر ۱۲ حصد درودن خبز بالضم نان طحن آرد کردن ثرد ۱۲ ۳ او مینڈک بیٹی جوڑی مینڈکون کی کب تک صاف کرے گی تو نہ پانی کو تیرہ کرتی ہے اور نہ پیاسون کو منع کرتی ہے تیرا سر پانی مین ہے اور دم تیری خاک مین ۱۲ ضفدع بکسر ضاد و دال ضفادع جمع ضفدعین تثنیہ بفتح الدال ایضا ۱۲ ۴ ہاتھی ہے کیا ہے اوسکی سونڈ دراز ہے تحقیق کہ یہ مخلوق ہے سب بزرگ پروردگار ہمارے کے ۱۲

تو وہ اسیوقت اندھا ہو گیا ایکبار اوس نے حضرت سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کو نامہ
تھا اس عبارت کا مِنْ مُسَيْلِمَةَ رَسُوْلِ اللهِ اِلٰى مُحَمَّدٍ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الْاَرْضَ لَنَا نِصْفٌ وَ لِلْقُرَيْشِ
نِصْفٌ وَلٰكِنَّ الْقُرَيْشَ يَعْتَدُوْنَ جناب سید الانس والجان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوس کے
جواب مین یہ تحریر فرمایا مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللهِ اِلٰى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا
مَنْ يَّشَاۤءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ [۱] دوشنبہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین تشریف
لائے اور آدمیون کو نماز صبح مین مشغول دیکھکر بہت خوش ہوئے اور خوش خوش دولتسرا مین تشریف
لے گئے لوگون نے کہا کہ آج مزاج مقدس اور روز کی نسبت درست ہے پس اوسی روز دوپہر کو یا
ایک قول پر چاشت کے وقت بارھوین تاریخ ربیع الاول کو حق تعالیٰ و تقدس سے جا ملے
کہ اہل بیت کرام نے سہ شنبہ کے روز آپکو غسل دیا اور سارے دن گروہ مسلمانون کی نماز جنازہ
شریف ادا کرتے رہے اور شب چہار شنبہ لاش مقدس کو اس عالم فانی سے پوشیدہ کیا صلے اللہ علیہ
والہ واصحابہ واولادہ وازواجہ وذریاتہ واہل بیتہ وانصارہ واشیاعہ وسلم

باب چھٹا کیفیت بناے مسجد نبوی اور سارے مقامات عالیہ مین علماے سیر اور تواریخ کے
سیر ایسا لکھتے ہین کہ جب ناقہ شریف سرور انبیا صلوٰۃ اللہ علیہ آکر دروازہ مسجد شریف
بیٹھ گئی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا هٰذَا الْمَنْزِلُ [۲] اِنْ شَاۤءَ اللّٰهُ تعالیٰ اور آپ
اوترے اور یہ آیہ کریمہ پڑھی رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ [۳] اوس زمانہ
مین اس جگہ کھجور کا باغ تھا اوس مین دو ایک یتیمون کا مربد [۴] تھا اور وہ دونون یتیم ایک
انصاری کے یہان پرورش پاتے تھے اور بھی قبل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف فرما ہونے
کے وہان پر کچھ لوگ نماز پڑھا کرتے تھے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اون دونون
یتیمون کو بلایا اور اوس جگہ کو مول لینا چاہا ہرچند اون دونون نے بلا عوض اوس قطعہ کے
نذر کرنے مین مبالغہ کیا مگر آپ نے نہ مانا اور بلا عوض لینے پر راضی نہوئے اول اونکو قیمت
دیکے مسجد کی بنا ڈالی بعضے انصار نے اپنے مال سے ایک نخل اور بھی زمین کی قیمت پر زمین دلا

[۱] یعنی یہ نامہ محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کی طرف مگر بعد حمد کے پس تحقیق زمین اللہ کی ہے وارث کرے جسکو چاہے اپنے بندون سے اور انجام نیک متقیون کے واسطے ہے [۲] یعنی یہی منزل کی جگہ ہے اگر خدا چاہے ہو [۳] اے اللہ اتار مبارک اور تو بہتر اتارنے والون کا ہے [۴] مربد یا مربد وہ کہتے ہین اس جگہ کو جہان خرمے کو خشک کرکے ترتیب دیتے ہین ۱۲

خوش کرنیکو مضاعف کیا پھر اوس جگہ مین جو اونچا نیچا تھا برابر کیا اور جو درخت بے موقع واقع تھے
انکو اکھاڑکر بنیاد مسجد شریف ڈالی اور جنت البقیع مین قریب بیر ایوب کے کہ مسجد سیدنا ابراہیم
سے اوتر کی طرف ایک جگہ ہے وہان اینٹین گرتی تھین اور سرور دین و دنیا علیہ الصلاۃ والثنا
خود بنفس نفیس اور اکثر صحابۂ کرام پتھر اور اینٹ ڈھونڈھ کر لاتے تھے اور حضرت علیہ الصلوۃ والسلام
صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی تسلی اور تشفی کے واسطے نداء بشارت آب دیتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ لَا خَیْرَ
اِلَّا خَیْرُ الْاٰخِرَۃِ فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرِیْنَ[1] اور مسجد شریف کی چھت اور ستون کھجور کی لکڑی سے
بنائے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسجد شریف کی نینو ڈالی حضرت
جبرئیل علیہ السّلام حضرت حق تعالیٰ وتقدس کی طرف سے حکم لائے کہ ایک عریش بناؤ موافق
عریش موسیٰ کلیم کے کہ بلندی اوسکی سات گز سے زیادہ نہو اور فرش اور منقش کرنے مین تکلیف نکرو
چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ شریف مین مسجد شریف کی چھت ایسی تھی کہ مینہ برستے وقت
چھت کی مٹی آدمیون کے سرون پر گرتی تھی اور طول مسجد شریف کا پہلی بنا مین جانب قبلہ سے حد شمال
تک چون گز تھا اور جانب مشرق سے حد مغربی تک ترسٹھ گز تھا اور بعد فتح خیبر کے کہ ساتوین سن ہجری مین
واقع ہوئی آپ نے نیرے سے پھر بنائی اور ہر طرف سے صدور صدر گز طبرانی نقل کرتے ہین
کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک انصاری سے کہ مسجد شریف کے ہمسایہ تھے ایماءً فرمایا کہ
اگر تجھ سے ہوسکتا ہو تو تھوڑی سی زمین جو تیرے مالک کی ہے بعوض ایک گھر بہشت کے ہمارے ہاتھ
بیچڈال کہ ہم اپنی مسجد کو بڑھالین اونھون عرض کیا یا رسول اللہ مین ایک مرد فقیر ہون اور عیالمند
میرے پاس سوا اسکے اور زمین نہین ہے آپ نے اونکو معذور رکھا پھر حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان
رضی اللہ عنہ نے اوس زمین کو اون صحابی سے دس ہزار درہم کو خرید کرکے حضرت علیہ الصلوۃ والسلام
کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس قطعہ زمین کو اس بہشتی گھر کے عوض مین آپ مجھ سے مول لیجئے
آپ نے اوسکے اوسی عوض مین مول لیکر زمین کو داخل مسجد شریف فرمایا اور ایک اینٹ
اپنے دست مبارک سے نینو مین رکھی بعد اوسکے آپ کے حکم شریف سے حضرت خلیفۂ رسول اللہ
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اوسی اینٹ کے برابر ایک اور اینٹ رکھی اسیطرح حضرت عمر و عثمان

[1] اے اللہ میرے نہین خیر ہے مگر خیر آخرت کی پس تو رحم کر انصار اور مہاجرین پر ۱۲

رضی اللہ عنہا نے بھی آپ کے حکم سے اینٹین رکھین یہی طرز بنای مسجد قبا مین بھی واقع ہوا اگر اس
مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہونیمین کلام ہے اسواسطے کہ وہ زمان ہجرت نبیہ الی
صلے اللہ علیہ وسلم مین مدینہ منورہ مین حاضر نہ تھے اور اسوقت تک ہجرت حبشہ سے تشریف
لاکے تھے واللہ اعلم اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہین کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اینٹین اٹھا اٹھا کر لاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
بھی اون سب کے ساتھ اینٹین اٹھانے مین شریک تھی ایک بار میری نگاہ پڑی تو دیکھا مین
کہ آپ نے بہت سی اینٹین شکم مبارک سے سینۂ مبارک تک بھرکے اٹھائی ہین مین نے عرض کی
یارسول اللہ یہ مجھے عنایت فرمایئے مین لیچلون فرمایا اینٹین بہت پڑی ہین تو بھی اٹھا لا اور
لیجانے دے اور فرمایا یَا اَبَا ہُرَیْرَۃ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ غالبا کہ یہ واقعہ دوسری بنا مین
ہوا ہے اسواسطے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اسلام سال خیبر مین ساتوین سنہ مین ہوا اور پہلی بنا
ہجرا اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ ہر ایک صحابی ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور عمار بن یاسر
عنہم دو دو اینٹین حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ ملاحظہ فرماکر فرمایا وَیْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُہُ الْ
الْبَاغِیَۃُ یَدْعُوْھُمْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَیَدْعُوْنَہٗ اِلَی النَّارِ[1] اور پہلے بنا مین سولہ یا ستره مہینے تک قبلہ
بیت المقدس کی طرف رہا اور اوسوقت مین مسجد کے تین دروازے تھے ایک دروازہ باب مین
پچھواب قبلہ ہے دوسرا دروازہ مغرب کی طرف جسے اب باب الرحمت کہتے ہین تیسرا دروازہ
سے آپ تشریف لاتے تھے وہ باب آل عثمان ہے جسے اب باب جبرئیل کہتے ہین قریب محراب
تہجد آن حضرت علیہ الصلوٰۃ کے نہ وہ کہ عوام الناس اوسکو باب جبرئیل کہتے این اور بعد نا
ہونے قرآن کے باب تحویل قبلہ مین جبرئیل امین نے حضرت واجب الوجود تعالیٰ کی طرف
آکر یہان سے کعبۃ اللہ تک جتنے حجاب درمیان مین واقع تھے اٹھا دیے اور بنا ہی مسجد نبوی
جگہ پر کہ اب وہین ہے آنکھ سے دیکھکر سمت میزاب کعبہ پر درست کی گئی اور بعد تحویل قبلہ کے چ
پندرہ روز تک آن حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اسطوانہ مخلق کے پیچھے جسکو اب اسطوانہ عائشہ

[1] افسوس اے ابوہریرہ نہین عیش ہے مگر عیش آخرت کی حاصل یہ کہ خدا رحم کرے عمار پر کہ اوسکو قتل کریگا ایک گروہ با
کہ ہے بلاتا ہوگا انکو جنت کی طرف اور وہ بلاتے ہون گے اوسکو آگ کی طرف ۱۲

نماز ادا کرتے رہے بعد اسکے جہان پر اب محراب مقرر ہے آپکا قیام فرمانا متعین ہوا اور آن
سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے مین علامت محراب جیسے اب مسجدون مین متعارف ہے نہ تھی
احداث اوسکی عمر ابن العزیز کے وقت سے ہے جسوقت مین کہ ولید بن عبدالمطلب کی طرف سے وہ امیر
مدینہ منورہ تھے اور جس زمانے مین کہ نماز قبلۂ بیت المقدس کی طرف ادا کرتے تھے آپ کے کھڑے
ہونے کی جگہ وہ تھی کہ اگر اسطوانہ مخلق کی طرف پیٹھ دیکر شام کی طرف متوجہ ہوکر جائین اور باب
عثمان کے محاذات مین پہونچکر کھڑے ہو جائین اور باب عثمان داہنی کو واقع ہو پس وہی مقام
ہے اور آن سرور دین و دنیا علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتحیۃ واثنا منبر رکھے جانے سے پہلے
متصل محراب کے پچھان کی طرف کھڑے ہوکر اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خطبۂ عالی سے
مشرف فرماتے تھے اور کبھی کبھی طول قیام کی جہت سے کسل عارض ہوتا تو ایک لکڑی پر کہ اس
جگہ نصب تھی تکیہ فرماتے ایک شخص بعض دیار عرب سے مدینے مین آیا تھا اور بروایت صحیح مذہب کا
تھا ایک نصاریہ کا غلام جناب رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ اگر آپ قبول فرمائین
تو آپ کے واسطے ایک منبر بناؤن کہ اوسپر کھڑے ہونا بھی آسان ہو اور بیٹھنا بھی آپ نے التماس
اوسکی قبول فرمائی اوسنے منبر تیار کیا تین درجہ کا تیسرا درجہ بیٹھنے کا مقام تھا اصح روایات سے
ثابت ہے کہ منبر شریف رکھا گیا جس جگہ کہ آج رکھا ہے اور مقام اول سے آپ نے نقل فرمایا
تو وہ لکڑی جسپر کبھی کبھی تکیہ فرماتے تھے آپکے فراق صحبت سے تڑق گئی اور رونا شروع
کیا اور چلانے لگی جیسے اونٹنی چلاتی ہے اور ایسی بیقرار ہوئی کہ تمام حاضرین مجلس اوسکا حال دیکھکر
بے اختیار رونے لگے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف سے اوترکر اپنا دست شفقت
اوسپر رکھکر فرمایا کہ اگر تو چاہے تو تجھکو تیری جگہ پر چھوڑ دون جس حالت مین کہ تو تھی اور اگر تو
چاہے تو تجھکو بہشت برین مین بٹھاؤن کہ وہان کی نہرون اور چشمون سے سیراب ہو اور خدا کے دوست
تیرا میوہ کھائین بعد ایک لحظہ کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اس نے دار الخلد اختیار کیا روایت ہے کہ جب حسن بصری رضی اللہ
عنہ یہ حدیث سنتے بہت روتے اور فرماتے کہ اے بندگان خدا جب لکڑی حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے فراق مین روئے اور فریاد کرے تو کیا تم لوگ لایق اس بات کے نہین ہو بیت

سنگے و جاتے کہ درد فا صبیے ہست ٭ بہ زاری دان کہ در دست فقیر نیست ٭ قاضی عیاض
اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حدیث حنین جذع مشہور ہے بلکہ حد تواتر تک پونہچی ہے اور بہت
صحابہ رضی نے اوس کی روایت کی ہے اور وہ لکڑی بعضے صحابہ کے پاس تھی آخر کو بسبب
مدت کے بوسیدہ ہوگئی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اوسکو اوسی جگہ پر جہان کھڑی تھی
صلے اللہ علیہ وسلم نے دفن کردا دیا اور قول صحیح پر منبر شریف کا طول دو ذراع تھا
عرض ایک ذراع اور عرض ہر درجہ کا ایک بالشت اور خلفاے راشدین رضوان اللہ علیہم
زمانے تک اپنے حال پر رہا اور پہلے جسنے جامہ قبطیہ سے اوسکی پوشش بنائی حضرت عثمان
عفان رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بعد چھہ برس اپنے خلافت سے نیچے
سے کہ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اختیار کیا تھا
صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ پر گئے اور ایک قول پر اول جسنے منبر کی پوشش بنائی
معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور وہ اپنے زمانہ امارت مین جسوقت شام سے مدینہ منورہ مین آئے
تو اونھون نے بقصد اس بات کے کہ اس منبر شریف کو شام مین لیجائین اوسکو اپنی جگہ سے اوٹھانا
چاہا اوسیوقت آفتاب سیاہ ہوگیا اس طرح کا کہ آسمان کے ستارے دکھائی دینے لگے
معاویہ رضی اللہ عنہ یہ حال معاینہ کرکے اس قصد سے باز رہے اور صحابہ کرام سے اوسکے عذر
کرنے لگے کہ میرا مقصود اسکے ہلانے سے یہ تھا کہ دیکھون اوس زمین نے نہ کھالیا ہو بعد اسکے چھہ درجے
اور زیادہ کیے اور منبر نبوی کو اوسپر اوٹھا کر رکھا بعد اونکے مہدی خلیفہ نے چاہا کہ اوتنی
اور بڑھادے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اوسکو منع فرمایا اور جب حضرت معاویہ رضی اللہ
بنایا ہوا منبر بھی طول مدت کی جہت سے بوسیدہ ہوگیا تو بعضے خلفاے بنی عباس نے پھر
منبر بنوایا اور بقایا سے منبر نبوی کی تبرکًا اور تیمنًا کنگھیان بناکر رکھین اور سن چھہ سو چون
آتشزدگی مین منبر جل گیا تھا وہ منبر خلفاے عباسیہ کا بنوایا ہوا تھا اور بعضے ارباب
یہ لکھتے ہین کہ وہ منبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بنوایا ہوا تھا لیکن صحیح قول اول ہے
اعلم بعد اسکے تمام بادشاہان اسلام اوسکو کچھ کچھ اپنے اپنے وقت مین تغیر دیتے چلے آئے سلاطین
روم سلطان مراد خان بن سلیم خان تک کہ اوسنے سن نوسو اٹھانوے مین منبر عمدہ

ملک روم سے منوایا تھا اور قبہ اسکا بہت خوش گا اور مادہ تاریخ اوس کا بعضے فضلا
روم نے یون پایا تھا منبر اعظم سلطان مراد مترجم غفر اللہ لہ کہتا ہے کہ بعد سلطان مراد خان
پھر کسی نے منبر شریف مین تغیر نہین دی سواے ترمیم کے چنانچہ اس زمانے مین کہ سلطان
عبد المجید خان ابن سلطان محمود خان انار اللہ برہانہما و غفر اللہ لہما نے سر سے
مسجد نبوی بنوادی اور سن بارہ سو ستتر مین عمارت اوس کی تمام ہوئی منبر شریف
کو ویسا ہی باقی رکھا شاید کچھ ترمیم کا اتفاق واقع ہوا ہو **فصل** اب رہے اسطوانات
مسجد نبوی انہ جملہ اون کے جتنے ستونون کے تبرکا اور تیمنا زیارت کرتے چلے آتے
ہین وہ آٹھ ہین ایک وہ اسطوانہ جو محراب نبوی کے متصل امام کے مقام سے داہنی طرف
ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے پہلے اوسی جگہ خطبہ شریف ادا فرماتے تھے
اور وہ لکڑی جو حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فراق مین روئی تھی اسی جگہ تھی اور اکثر
علما کے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسطوانہ مخلق اسی کا نام ہے اور مخلق اسواسطے کہتے
ہین کہ وہ ستون کبھی کسی چیز سے ملوث ہو گیا تھا اوسپر خلوق[1] ملوا دینے کا اتفاق
ہوا تھا اور بعضے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اوسی جگہ کو نفل پڑھنے کے واسطے اختیار فرماتے
تھے دوسرا اسطوانہ عائشہ رضی اللہ عنہا اوس کو اسطوانہ القرعہ اور اسطوانہ المہاجرین
بھی کہتے ہین اور کلام مطری سے کہ اس بلدہ عظیمہ کا مورخ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسطوانہ
مخلق بھی اسطوانہ ہے اور یہ اسطوانہ حجرہ شریفہ کی طرف سے تیسرا ہے اسی طرح منبر شریف
کی طرف سے بھی اور درمیان روضہ مطہرہ کے واقع ہوا ہے سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے
بعد تحویل قبلہ کے ایک مدت تک اسی ستون کی طرف نماز ادا فرمائی بعد اسکے جب ان اخبار
محراب نبوی ہے نقل فرمایا اور بڑے بڑے مہاجرین جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور امثال اون کے رضی اللہ عنہم اجمعین
اس ستون کی طرف نماز پڑھتے اور یہین جا بیٹھا کرتے اور طبرانی حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری مسجد مین

[1] خلوق ایک خوشبو کا نام مشہور ہے عرب مین ۱۲ منہ روضہ مطہرہ لطیفہ جو ضمن ریاض الجنۃ ۱۲ —

ایک جگہ ہے اس ستون کے آگے اوسکی خوبی اگر آدمی جانتے لیتے تو بغیر قرعہ ڈالے کسی جگہ نماز پڑھنا میسر ہوتا ہو جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ روایت کی ایک اولاد صحابہ رضوان اللہ علیہم نے کہا کہ وہ جگہ کہان ہے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا اوسکی تعیین واقع نہین ہوئی کہ لوگ اون کی حضوری سے باہر آئے عبداللہ بن زبیر ام المومنین کے بھانجے تھے وہین حاضر رہے ایک جماعت اس امید پر کہ وہ حضرت ام رضی اللہ عنہا سے پوچھین گے۔ اور ہمکو خبر دین گے مسجد مین حاضر رہے بعد دیر کے حضرت عبداللہ بن زبیر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے باہر آئے اور اسی کے متصل داہنی طرف نماز پڑھنے لگے لوگون نے جانا کہ جسکی حضرت سرور انبیا صلے اللہ وسلم نے خبر دی ہے یہ وہی جگہ ہے اور دعا اس اسطوانہ کی پاس مستجاب ہے تیسرا توبہ ہے کہ حجرۂ منیفہ کی طرف سے دوسرا ستون ہے اور منبر شریف کی طرف سے چوتھا اسطوانۂ عائشہ کے حجرے کی طرف کہتے ہین کہ درمیان اس اسطوانہ کے اور درمیان قبر کے بیس گز کا فاصلہ ہے واللہ اعلم اور اوسکو اسطوانہ ابی لبابہ بھی کہتے کہ وہ شخص نقبائے انصار تھے اونھون نے اپنے تئین اوس ستون سے باندھا تھا کہ توبہ اون کا قبول ہوا اور اصل قصہ کی یہ ہے کہ ابو لبابہ رضی اللہ عنہ صاحب عہد بنی قریظہ تھے جسوقت کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوس گروہ نابہبود کا محاصرہ کیا وہ بمشورہ ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نیچے اوترے تاکہ موافق فرمودہ ابو لبابہ عمل کرین لڑکے اور عورتین یہودیون کی اُن کے پاؤن پر گرے اور گریہ وزاری اور گڑگڑانے کہ اُن سبکو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مین لے جاکر عذر خواہی کرے ابو لبابہ نے قبول کیا کہ مین ایسا کرون گا اور اپنے کلام کے درمیان مین ایک دیسی کی کہ وہ دلالت کرتی تھی اسبات پر کہ انجام کار تمہارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ذبح اور قتل ہے یعنے اپنے ہاتھ سے اپنی حلق کی طرف اشارہ کیا یہ بات ابو لبابہ سے ازراہ بشریت اُن کے جزع اور فزع دیکھکر سرزد ہوئی بعد اس کے جانا کہ مجھ خدا اور رسول کے حق مین خیانت ہوئی اس عمل کی مذمت مین اور اس تقصیر کے عذر

واسطے اپنے تئین ایک بھاری بیڑی کے ساتھ جو اوسی اسطوانہ کی جگہ پر تھی بھاری زنجیر سے باندھا
اور اوس روز سے برابر اوسی حال پر رہے اور تضرع کیا کیے بیٹے اون کے آکر نماز
کے واسطے حاجت کے وقت کھول دیا کرتے تھے بھوک کی شدت اور رونے پیٹنے کی
کثرت سے قوت سامعہ اون کے کام سے باقی رہی اور نزدیک تھا کہ قوت باصرہ بھی
جاتی رہے اللہ تعالیٰ نے آیہ کریمہ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ الآیہ
انکی شان میں نازل فرمائی حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ میں اس
قید سے نہ نکلونگا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں
گے اور کھانا پینا کچھ نہ کھاؤنگا اسی میں یا مرجاؤنگا یا میرا گناہ بخشا جائیگا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ پہلے میرے پاس آتا تو میں اوس کے واسطے
استغفار بجا لاتا لیکن جب اوس نے اپنے تئین خدا کی درگاہ میں باندھا تو جب تک
خدا تعالیٰ کا حکم نہ پہونچیگا میں نہیں کھول سکتا یہانتک کہ ایک صبح کو اونکی قبول
توبہ کی آیہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نازل ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف
لاکر اون کو کھول دیا پھر اونھون نے عہد کیا کہ کبھی دار بنو قریظہ میں قدم نہ رکھونگا جہانکہ
خدا اور رسول کے حق میں خیانت واقع ہوئی اور بعضے روایات سے بعضے اور صحابہ کا بھی
بعضے تقصیرات سے بندھنا ثابت ہوتا ہے اور ابن زبالہ محمد بن کعب سے روایت کرتے ہیں
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوافل کو اسی اسطوانہ توبہ کے پاس پڑھتے اور بعد نماز صبح
کے بھی آپ اسی جگہ جلوہ فرما ہوتے اور اسی ستون کے گرد ضعفا اور مساکین اصحاب اور
مولفۃ القلوب اور اصحاب صفہ اور مہمان لوگ اور جن لوگون کو سوا اس مسجد کے اور کوئی
جگہ سونے کی نہ ملتی بیٹھے رہا کرتے حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا کر اون
فقرا اور مساکین کے درمیان جلوہ افروز ہوتے اور جس قدر قرآن رات کو نازل ہوتا
اون لوگون کو سناتے اور تعلیم احکام فرماتے اور اون لوگون سے باتیں کرتے

۱ اے ایمان والون چوری نہ کرو اللہ سے اور رسول سے ۱۲

اور اون کی باتین تھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی ہٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ اَرْسَلْتَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ
اَلْفُقَرَآءِ وَمُحِبًّا لِلضُّعَفَآءِ وَالْمَسَاکِیْنِ آفتاب نکلنے کے وقت اغنیاء صحابہ رضوان اللہ
اجمعین حاضر ہوتے تھے اور مجلس شریف مین جگہ بیٹھنے کی نہین پاتے تھے بہ قصد تالیف
دل مبارک حضرت سرور دین و دنیا علیہ الصلوۃ والسلام کا اون آنے والون کی طرف
بھی کھینچتا تھا فرمان آیا وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ
یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ الآیۃ اور کبھی اعتکاف کے واسطے سواے اسطوانہ کے سریر اور فرش وغیرہ
رکھا اور بچھایا جاتا تھا کہ آپ اوس سے تکیہ لگا کر بیٹھے تھے چوتھا اسطوانۃ السریر کہ
شریف سے ملا ہوا ہے اور اسطوانہ توبہ سے مشرق کی جانب اور شاید سریر اور حصیر وغیرہ
اسطوانہ کے پاس بچھتا تھا اور کبھی اسطوانہ کے پاس لیکن اسطوانۃ السریر اسی اسطوانہ کو
کہتے ہین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسجد شریف مین
اعتکاف کرتے تھے اور روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سر مبارک جناب رسالت
کنگھی کرتی تھین اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک سریر تھا شاخون خرما کا
کبھی وہ بھی محل اعتکاف مین درمیان اسطوان اور قنادیل کے بچھتا تھا اور اکثر شب کو
پر راحت فرماتے تھے اور اون کو پاے مبارک کے نیچے ڈال لیتے تھے پانچوان اسطوانہ
محرس اوس کو اسطوانہ علی ابن ابی طالب بھی کہتے ہین اسواسطے کہ اونکے نماز پڑھنے
اکثر اوقات مین یہی تھی اور یہ بھی ہے کہ وہ راتون کو اسی جگہ بیٹھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی پاسبانی کرتے تھے مطری کہتے ہین کہ اون کے بیٹھنے کی جگہ اوس در کے مقابلہ مین ہے
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے گھر سے مسجد شریف مین تشریف
لاتے چھٹا اسطوانہ الوفود پیچھے ہے اسطوانۃ المحرس کی شمال کی طرف سے اور وفود جمع
وفد کی ہے اور وافد اوس جماعت کو کہتے ہین جو ایک جگہ سے دوسری جگہ آوین جس
وقت وفود عرب اطراف و نواح سے حضور سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا مین اسلام لاتے

ف اور حضور پر رحمت بھیج اوس نبی کریم پر جسکو تو نے بھیجا رحمت واسطے سارے عالم کے رحم کرنیوالا فقیرون پر اور مدد کرنیوالا
ناتوانون کا ۱۲ ف اور تھام رکھ آپکو انکے ساتھ جو پکارتے ہین اپنے رب کو صبح و شام طالب ہین اوسکے منہ کے ۱۲

تعلیم شرائع و احکام کو حاضر ہوتے تو آپ اکثر اسی اسطوانہ کے پاس جلوہ فرما ہو کر اپنی زیارت
جمال جہاں آرا سے انکو مشرف فرماتے اور عظمائے صحابہ آپ کے گرد دائرہ بنا کر بیٹھتے ساتواں
اسطوانہ مربعۃ القبر اسکو مقام جبرئیل بھی کہتے ہیں اسواسطے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام
اکثر اوقات اسی جگہ وحی لیکر آیا کرتے تھے اور درمیان اس اسطوانہ کے اور اسطوانہ [illegible]
ایک اسطوانہ اور ہے شباک سے ملا ہوا اور دروازہ دولت سرائے حضرت فاطمہ رضی
اللہ عنہا اسی جگہ تھا سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ شریف سے برآمد ہوتے
وقت یہاں کھڑے ہو جاتے اور حضرت علی اور حضرت فاطمۃ الزہرا اور حضرت
حسن اور حضرت حسین علیہم السلام کی طرف خطاب کرکے فرماتے تھے السلام علیکم اہل البیت
انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا[1] سید علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ ہم
زمانے میں اس اسطوانہ اور اسطوانۃ السریر کے ساتھ تبرک حاصل کرنے سے بسبب گھر جانے
شباک کے ظاہرین محروم ہیں شاید مراد سید علیہ الرحمۃ کے گرد داگرد نہ بیٹھ سکتا ہوگا ورنہ
ظاہر ہے کہ نصف اسطوانۃ السریر جانب مغرب سے داخل مسجد ہے اسکے پاس نماز ادا کرنا اور بیٹھنا
ملتا ہے اسی طرح حال اسطوانۃ الوفود کا ہے پس تخصیص کی وجہ معلوم نہیں ہوتی اتنی توجیہ
البتہ ہو سکتی ہے کہ چونکہ اعتکاف حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسطوانۃ السریر کے پاس
اوس جانب کو تھا جو داخل شباک ہے تو گویا اوس جہت سے تبرک حاصل کرنے سے محرومی ہے
واللہ اعلم آٹھواں اسطوانہ تہجد وجہ اس نام کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محراب
تہجد جو آج بھی متعین اور موجود ہے اسی اسطوانہ میں ہے اور یہ اسطوانہ حضرت فاطمہ زہرا
سلام اللہ علیہا کے حجرۂ مبارک کے پیچھے شمال کی طرف واقع ہے روایت ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ ہر شب حصیر بچھا کر نماز تہجد ادا فرمایا کرتے تھے صحابہ نے آپکا اتباع
کیا آپ نے اجتماع صحابہ اور کثرت و ازدحام ملاحظہ فرما کر حکم دیا کہ حصیر کو لپیٹ کر اٹھا
لیا یعنی صبح کو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ یہاں ہر شب نماز ادا فرماتے
تھے ہم لوگ بھی آپ کا اتباع کرتے تھے اور اس سعادت سے مشرف ہوتے تھے

[1] اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اے گھر والو ستھرا کرے تمکو ایک ستھرائی ۱۲

فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں اس بات سے کہ کہیں تم پر یہ نماز فرض ہو جائے اور تم سے اوس کے بجا لانے
کی طاقت نہ ہو یہ احوال ہو اون اسطوانات کا جو نسبت سارے اسطوانات مسجد شریف کے فضل
شرف رکھتے ہیں ورنہ سارے اساطین بلکہ ساری مسجد نبوی فاضل اور متبرک ہے اور کو
اسطوانہ ایسا نہیں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اوس جگہ نماز نہ پڑھی ہو صحیح بخاری
میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کبار صحابہ کو میں دیکھتا تھا کہ مغرب کے وقت ہر ایک
ایک ایک اسطوانہ کے پاس مبادرت کرتا تھا اور روضۃ من ریاض الجنۃ میں بعضے اسطوانات
پر اون کا نام بھی لکھا ہے چنانچہ اسطوان ابی بکر رض و عمر رض و عثمان رض و علی
و اسطوان سعید بن زید و بنی عباس مترجم کہتا ہے عفی اللہ عنہ کہ یہ بات حضرت
شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ہوگی اور اب اس زمانے میں کہ سنہ بارہ سو اسی
چند اسطوانات پر نام لکھا ہے چنانچہ اسطوانۂ عائشہ و اسطوانۂ ابولبابہ و اسطوانۃ السریر
سوا ان کے شاید چار اسطوان پر اور لکھا ہے

فصل بیان صفہ اور اصحاب صفہ میں قاضی
عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ صفہ بضم صاد مہملہ و فا نام تھا ایک سایہ دار جگہ تھی پیچھے
مسجد نبوی کے کہ فقرا و مساکین صحابہ رض وہاں رہتے تھے اوسی طرف اون کو منسوب کر کے
اصحاب صفہ کہتے ہیں ذہبی نقل کرتے ہیں کہ تحویل قبلہ سے پہلے قبلہ مسجد کے شمال کی جانب
تھا تحویل پانے کے بعد احاطہ قبلہ اول کو اپنے حال پر چھوڑ دیا تاکہ فقرا و مساکین وہاں
اور اصحاب صفہ کبھی بسبب اختیار تزوج یا موت یا مسافرت وغیرہ کے کم ہو جاتے تھے اور کبھی
زیادہ اور حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں سو عدد سے زیادہ اسمای شریفہ اصحاب صفہ کے ذکر کیے
اور خوابگاہ و نکارات کو بھی وہی مسجد شریف تھی سوا اوس کے اور جگہ نہیں رکھتے تھے
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہ حکم الٰہی جل سلطانہ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم
اون کے ساتھ ایک مجالست خاص رکھتے تھے اور محبت خاص رکھتے تھے اکثر اوقات ایسا
تھا کہ اصحاب صفہ بھوک کی شدت سے اور کمال درماندگی سے آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے دروازہ شریف پر پڑ جایا کرتے تھے اور ایسا حال ہوتا تھا کہ آنے والے جانتے تھے

صبح اور شام رکھ آپ کو اون کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو ۱۲

کہ شاید یہ لوگ دیوانے ہین اور آن حضرت علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات اون کے پاس قدم رنجہ فرماتے اور تسلی اور تشفی اونکو دیتے اور ارشاد کرتے کہ تم لوگ میرے ساتھ ہو اور فرماتے کہ اگر تم لوگ اپنی قدر و منزلت جو حق تعالےٰ و تقدس کے نزدیک ٹھہری ہوئی ہے جان لو تو اس سے زیادہ فقر و فاقہ کو دوست رکھو اور کبھی کبھی ایک ایک دو دو کو اون مین سے اغنیاے صحابہ کو حوالہ فرماتے تاکہ اون کی مہمان داری کرین اور جو کچھ باقی رہتے تھے اونکو اپنے ساتھ شریک کر لیتے تھے اور صدقات جتنے آتے تھے اونھین کو عطا فرماتے تھے اور ہدایا مین بھی اونکا حصہ لگاتے تھے اور اصحاب صفہ کو لقب اضیاف المسلمین تھا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ وہ بھی منجملہ اصحاب صفہ ہین روایت کرتے ہین کہ مین نے ستر آدمی اصحاب صفہ سے دیکھے کہ اون مین سے کسی کے پاس سوا ایک ازار کے وہ بھی آدھی ساق تک اور کچھ پہننے کو نہ تھا سجدے مین جاتے وقت اوسکو گردسے سمیٹ لیتے تھے تاکہ کشف عورت نہ ہو جائے آور بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ مین شدت گرسنگی سے پتھر اپنے پیٹ پر باندھتا اور بیہوش پڑا رہتا یہانتک کہ ایک روز اوسی حال مین مین رہ گذر پر بیٹھا تھا ابوبکر صدیق اوس طرف سے گذرے مین نے اون کو سنا کر ایک آیہ قرآن بھی پڑھی تاکہ مجھپر رحم کھائے اونھون نے التفات بھی نہ کیا بعد اون کے ابو القاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اودھر سے تشریف فرما ہوئے میرا حال دیکھکر تبسم فرمایا اور فرمایا اَبَا ہُرَیرَۃَ مین نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ فرمایا ادھر آ مین آپ کے پیچھے پیچھے حجرۂ مبارک تک پہونچا کوئی شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک قدح بھر کر دودھ ہدیہ لایا تھا آپ نے فرمایا کہ اصحاب صفہ کو بلا لا مین نے اپنے دل مین کہا کہ یہ دودھ کتنا ہے کہ جو اصحاب صفہ بلائے گئے ہین مجھی کو فقط عنایت کرتے تو مین اسکو پی لیتا اور تھوڑی دیر آرام پاتا ولیکن چونکہ اطاعت خدا اور رسول سے سر نہ پھیرنا چاہیے امتثالًا لامر النبی علیہ السلام مین اصحاب صفہ کو حضور مین بلا لایا وہ سب آکر دولتسرا مین آبیٹھے فرمایا اَبَا ہُرَیرَہ مین نے عرض کیا

سلہ واسطے بجا لانے حکم نبی علیہ السلام کے ۱۲—

لبیک یا رسول اللہ فرمایا دودھ کے قدح اوٹھا کر ان اصحاب کو دے میں نے قدح ان اصحاب کو دیا ہر شخص نے اون میں سے خوب سیر ہوکر پیا اور دودھ کچھ کم نہوا جب وہ سب کے سیر ہونے کے میں قدح اوٹھا کر آپ کے حضور میں لایا آپ نے تبسم فرمایا اور اب فقط ہم اور تم رہے ہیں میں نے عرض کیا صدقت یا رسول اللہ فرمایا بیٹھ جا پی اس کو چنانچہ جو پی لے میں نے پیٹ کر پیا اور باقی حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں کیا آپ نے خلاف شکر حق تعالیٰ و تبارک پڑھا اور دودھ قدح میں باقی تھا وہ سکو نوش فرمایا اور قضیہ تکثیر طعام بھی جو اصحاب صفہ کے واسطے ظہور میں آیا تھا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوا ہے اور روایات متعدہ میں آیا ہے کہ ہر ایک انصاری اپنے درخت خرما سے ایک ایک خوشہ لاتے تھے اور سب خوشوں کو ایک رسی میں باندھ کر مسجد کے بیچ میں لٹکاتے تھے اور اصحاب صفہ کو اوسکے نیچے بٹھا کر خوشوں کو لکڑی سے جھاڑتے تھے تاکہ سب تکلف کھائیں ایک روز ایک شخص نے خراب خرمے کا ایک خوشہ لاکر لٹکایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر صاحب اس صدقہ کا اس سے اچھے خرمے لاتا تو کیا ہوتا لیکن یہ شخص نہ چاہا کہ قیامت کے دن اس سے بہتر خرمے کھائے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عن اصحابہ اجمعین۔ **فصل** بیان حجرات شریفہ میں حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف کی بنا ڈالنے کے وقت دو حجروں کی بنا ڈالی تھی کیونکہ اس زمانے تک دو ہی زوجہ مطہرہ ایک حضرت سودہ بنت زمعہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما تھیں بعد اسکے جتنی ازواج مطہرات آتی گئیں اون کے واسطے ایک ایک حجرہ منیفہ طیار ہوتا گیا قریب مسجد شریف کے کئی حارثہ بن نعمان کے تھے انھوں نے تھوڑے دنوں کے بعد وہ سب گھر پیشکش جناب عالیان آپ علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کئے اور آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اکثر بیوت معروف و یار موب کے شاخہا سے خرمائے تھے کہ گل سے ڈھنکے ہوئے اور در دازون کے پردے پڑے ہوئے اور جتنے گھر تھے مسجد شریف سے جانب قبلہ اور مشرق اور شام

۱؎ حاضر ہوں یا رسول اللہ ۱۲ ۲؎ یعنے آپ نے سچ فرمایا یا رسول اللہ ۱۲

جانب شرقی میں کوئی گھر نہ تھا اور بیچ گھر کی اینٹ کے بنے تھے اور ہر گھر کے اندر ایک
حجرہ تھا اتنا چھوٹا حجرہ تھا کہ اوسکے اوپر کھال کی تھی اور اکثر حجرات شریفہ کے دروازے مسجد
شریف کی جانب تھے اور لمبی ہی چھتوں کی ایک گز آدم اور ایک سے زیادہ تھی اور حضرت
جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا حجرہ شریفہ اسی جگہ تھا جہاں اب انکی قبر شریف
کی صورت بنی ہوئی ہے اور درمیان حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے اور درمیان
دولت سرائے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہا کی طرف منسوب ہے ایک کھڑکی تھی کہ اوسکو خوخہ کہتے ہین اکثر اوقات علیہ حضرت
علیہ الصلاۃ والسلام اسی طرف سے برآمد ہوتے اور ہر دفعہ کہ برآمد ہوتے حضرت جناب
ولایت مآب اور جناب سیدہ اور جناب حسنین رضی اللہ عنہم کی خیر و عافیت پوچھتے اور
شریف لیجاتے ایک دفعہ آدمی رات کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اوس طرف سے تشریف لائین
اون کے اور حضرت سیدہ کے درمیان اوسی خوخہ کسی قسم کی گفتگو آگئی حضرت سیدہ رضی
اللہ عنہا نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کرکے اوسی خوخہ کو بند کروا دیا طبرانی ابی
ثعلبہ سے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کسی سفر سے تشریف
لاتے تو پہلے مسجد شریف مین داخل ہوکر دو رکعت نماز ادا فرماتے بعد اوس کے حضرت
سیدہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین تشریف لیجاتے اور انکا پوچھتے بعد اوسکے حجرات
ازواج مطہرات مین رونق افروز ہوتے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے گھر مین تشریف لائے
ہم نے کھانا آپ کے واسطے تیار کیا اور اُم ایمن نے ہمارے واسطے تھوڑا سا دودھ
بھیجا تھا وہ بھی حاضر تھا آپ نے طعام نوش فرمایا اور دودھ پیا مین نے آپ کے
دستِ مبارک دھلائے آپ نے دستِ مبارک چہرۂ مبارک اور محاسن شریف
پر پھیرے اور دعا کی اوسکے بعد سجدے مین چلے گئے اور رونا شروع کیا ہم لوگ
ہیبت سے کچھ دریافت نہ کر سکے اس مین حسین علیہ السلام آپ کی پشتِ مبارک پر گر کر
رونے لگا آپ اوسکا رونا ملاحظہ فرما کر اپنا رونا بھول گئے اور اسکی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے

بابی انت و امی[1] یا حسینؑ کیون روتا ہے اوس نے عرض کیا ای باپ ہم نے آپ کو اب
روتے کبھی نہین دیکھا آج آپ کیون روتے ہین فرمایا ای فرزند مین آج تمھارے جمال
بشرت آل کو دیکھکر ایسا مسرور ہوا تھا کہ کبھی نہین ہوا جبرئیل نے اللہ تعالی کی طرف
سے میرے پاس آکر خبر پہونچائی کہ میری امت تمکو غربت اور کربت کی حالت مین شہید
کریگی یہ خبر سنکر مین نے دعا کی کہ الٰہی دنیا مین یہ رنج و محنت اونپر ہے تو بارے آخرت
ان کی بخیر کرنا **فصل** ابتداے حال مین بعضے صحابہ کے گھرون کے دروازے اور راستے
مسجد شریف کی طرف سے تھے آخر الامر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم سے سب دروازون
کے بند کرنے کا امر فرمایا سواے دروازہ حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کے اور
صحیحین مین طرق متعددہ سے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام مرض مین کہ وہ
زمانے کئی دن باقی تھے منبر شریف پر جلوہ فرماکر خطبہ بلیغہ پڑھا اور فرمایا کہ حضرت
رب العزت نے ایک بندے کو اپنے بندون مین سے مخیر کیا اس بات مین کہ اگر چاہے دنیا
مین رہے اور چاہے جوار قدس کی طرف نقل کرے بندے نے یہی اختیار کیا کہ اپنے مولی
کے پاس جائے جتنے اصحاب حاضر تھے اون مین سے کسی کی سمجھ مین نہ آیا کہ آپ کس بندے کا
ذکر فرماتے ہین سواے حضرت خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے کہ وہ سنتے ہی رو دیے اور سمجھ گئے کہ یہ اپنے حال سے خبر دیتے ہین اور آپ کا سفر آخرت
قریب پہونچا بعد اسکے حضرت علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ سب آدمیون سے زیادہ
احسان کرنے والا مجھپر صحبت اور مال مین ابو بکر رضؓ ہے اگر مین سوا خدا کے کسی اور کو خلیل
اپنا ٹھہراتا تو ابو بکر رضؓ کو ٹھہراتا ولیکن اخوت اسلام باقی ہے جتنے دروازے مسجد کی طرف
ہین بند کر دو سواے دروازے ابو بکر رضؓ کے اور بعضے احادیث مین آیا ہے کہ کوئی خوخہ
مسجد مین نہ چھوڑو سواے خوخہ ابو بکر رضؓ کے اور خوخہ اوس طاق کو کہتے ہین کہ جو گھر مین
کے واسطے رکھتے ہین اگر خوخہ ہائین کے طرف واقع ہو تو اوس طرف سے آنا جانا
ہو سکتا ہے اور خوخہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی قبیل سے تھا کہ اکثر اوسی طرف

[1] باپ ماں فدا ہوں آپ پر یا حسینؑ ۱۲

مسجد شریف مین حاضر ہوتے اسی واسطے اور احادیث مین اوسپر اطلاق باب کا بھی واقع ہوا
ہے الا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ مسجد کی طرف واقع تھا علماے
سنت وجماعت کو اس حدیث سے تمسک ہے فضل ابو بکر مین ساری صحابہ کرام پر علی الخصوص
جبکہ یہ امتیاز اونکو آخر حیات آن سرور علیہ الصلاۃ والسلام مین حاصل ہوا ہو یا نقل کر
نقل کرتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو اپنے گھر مین ایک سوراخ
رکھون کہ آپ کو برآمد ہوتے وقت دولتسرا سے دیکھ لیا کرون آپ نے فرمایا کہ ایک سوئی
کے ناکے کے برابر جا ہو تو روا نہ رکھونگا اس درمیان مین بعضے لوگون نے آپس مین کہا
کہ اپنے دوست کا دروازہ کھول دیا اور سبکا دروازہ بند کر دیا آپ نے فرمایا کہ یہ بات مین نے
اپنی طرف سے نہین کی بلکہ حق تعالی نے حکم دیا ہے اور مجھکو اس مین کچھ اختیار نہین اور فرمایا
کہ ابو بکر رضہ کے دروازہ پر ایک نور دیکھتا ہون اور دوسرون کے دروازون پر ظلمت بعضے
علماے باب تاویل مین آکر ادعا کیا ہے کہ اس حدیث سے ظاہر مراد نہین بلکہ باب سے مراد
باب خلافت ہے اور سبھون کے دروازہ بند کرنے سے کنایہ ہے منع طلب خلافت سے
ورنہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کوئی گھر مسجد نبوی کے برابر نہ تھا بلکہ ایک گھر اونکا عوالی
مدینہ مین تھا اور دوسرا بقیع مین یہ بات اس بعض کے بے تکلف نہین یہ جو کہتا ہے کہ کوئی گھر
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا متصل مسجد نبوی کے نہ تھا اوسکی تحقیق یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ
عنہ کے گھر متعدد تھے بہ تعداد زوجات اور وہ گھر جسکے دروازے کھولنے کا حکم دیا گیا تھا قریب
تھا مسجد نبوی سے باب السلام اور باب الرحمۃ کے درمیان میں کہ ایک وقت مین اوس گھر کو حضرت
حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ چار ہزار درہم کو بیچ کر وہ مال ایک قوم پر کہ اون کے
پاس کہین سے آئی تھی انفاق کر دیا شیخ ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری مین نقل کرتے
ہین کہ اس باب مین احادیث اور بھی منقول ہین کہ ظاہر اُن احادیث کا مخالف ہے مضمون مذکور
کا از جملہ اون احادیث کے ایک حدیث سعد بن وقاص کی ہے وہ کہتے ہین کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے سب دروازے بند کرنے کا حکم دیا سواے دروازے علی ابن ابی طالب کے

---

۱ یعنی مدینہ منورہ کے اونچائی کی طرف کہ وہ سمت جنوب مین واقع ہے ۱۲

اور مخرج اس حدیث کے احمد اور نسائی ہیں اور اسناد اس حدیث کے قوی ہیں طبرانی اوسط
میں ثقات سے نقل کرتے ہیں کہ سارے صحابہ کرام جمع ہو کر آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ
کہ آپ نے سب کے دروازے بند کر دئے اور علی کا دروازہ کھلا رکھا فرمایا نہ میں نے بند کیا نہ
کھولا خدا نے بند کیا اور خدا نے کھولا مجھکو حکم دیا گیا ہے کہ میں سب کے دروازے بند کرواؤں
سوائے دروازے علی کے اور بھی امام احمد و نسائی بہ نقل ثقات ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہیں کہ سب دروازوں کے بند کرنے کا حکم ہوا سوائے دروازۂ علی ابن ابی طالب
رضی اللہ عنہ کے کہ اون کے گھر کا دروازہ مسجد ہی کی طرف تھا اور دوسری راہ نہ تھی
کہ حالتِ جنابت میں بھی اسی راہ سے آتے جاتے تھے اور امام احمد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے
روایت لاتے ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ ہم لوگ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں
بہترین مردم بعد سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ابو بکر رض کو جانتے تھے اون کے
عمر بن خطاب کو اور مواہب لدنیہ میں حدیث بخاری عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے
لاتا ہے کہ کہا اونھوں نے کہ تھے ہم افضل جانتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
میں ابو بکر رض کو پھر اُن کے عمر کو پھر اون کے بعد عثمان کو اور دوسری روایت میں
کہ برابر نہیں کرتے تھے ہم اِن تین شخصون سے کسی کو انتہیٰ اور سید علیہ الرحمۃ نے
ابو بکر رض و عمر رض اللہ عنہما کو کہا ہے اور اتنا زیادہ کیا کہ کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما نے کہ اللہ تعالے نے تین فضیلتیں علی بن ابی طالب رض کو دی ہیں اگر اُن فضائل میں
ایک فضیلت بھی مجھ میں ہوتی تو میں اپنے تئیں دنیا و ما فیہا سے بہتر جانتا ایک تو یہ کہ نبی علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے اپنی صاحبزادی اونکو نکاح میں دی اور اُن سے اولاد ہوئی دوسرے
یہ کہ سب کے دروازے بند کروانے کا حکم ہوا سوا اون کے دروازے کے تیسرے یہ کہ خیبر کے
دن جھنڈا اون کے ہاتھ میں دیا گیا اور نسائی روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ
سے لوگون نے پوچھا کہ عثمان اور علی کے حق میں تم کیا کہتے ہو اونھون نے یہی جواب
کہا کہ علی سے کچھ نہ پوچھو اور اونکا کسی سے قیاس نہ کرو دیکھو کہ اونکی قدر و منزلت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کتنی ہے ہم سب کے دروازوں کو بند کروانے کا حکم دیا سوا دروازے علی کے

شیخ ابن حجر کہتے ہین کہ ہر ایک اُون احادیث سے ثبت اور قبول کے لایق ہے علی الخصوص جبکہ
بعضے طرق کے بعض سے تائید اور تقویت ہوئی ہو اور بھی ابن حجر کہتے ہین کہ ابن جوزی نے
اِس حدیث کو جو شان علی مرتضی سلام اللہ علیہ مین واقع ہوئی موضوعات مین لکھا ہے
اور اوس کے بعض طرق پر کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخالف اوس حدیث صحیح کے ہے جو
باب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مین وارد ہے غالبًا رافضیون نے اوسکو اوس کے معارضہ
مین وضع کی ہو اور بھی شیخ ابن حجر کہتے ہین کہ ابن جوزی نے اس باب مین غلط فاحش
کی ہو کہ اِس حدیث کو فقط توہم معارضے سے وضعی ٹھہرائی اس حدیث کے طرق بہتا ہین
بعضے اُن طرق سے صحت اور حسن کے درجے کو پہونچے ہین اور یہ حدیث حدیث ابو بکر رضہ کے
ساتھ معارض نہین ہے جمع اور توفیق اُن دونون حدیثون کے درمیان مین ثابت ہو اور
بزار اپنی مسند مین اسکو لایا ہے اور کہا ہے کہ حدیث علی رضہ روایات اہلِ کوفے سے ہو اور حدیث
ابی بکر رضہ روایات اہلِ مدینہ سے اور حاصل وجہ توفیق کا یہ ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سدّ ابواب کا حکم دیا تو باب علی رضی اللہ عنہ کو اوس سے مستثنیٰ کیا ہوگا اسواسطے کہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ مسجد ہی کی طرف تھا اور سوا اوس کے کوئی راہ آنے
جانے کی نہ تھی اور مؤید اس کلام کا وہ ہے جو ترمذی حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ
سے لاتے ہین کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سلام اللہ علیہ سے فرمایا کہ جنابت
کی حالت مین کوئی شخص اس مسجد مین در آوے مگر مین اور تو اسوقت سارے دروازے بند
کر دے سوا باب علی کے اور دوسرے وقت کھڑکیون اور روزنون کے بند کرنے کا حکم دیا اوس
وقت استثنا کیا ابی بکر رضہ کا سارے اصحاب مین اِس واسطے کہ اون کا کوئی ایسا دروازہ
نہ تھا جسکی راہِ مسجد کی طرف ہو جیسا حضرت علی رضہ کا تھا اون کا فقط ایک دریچہ تھا مسجد کی
کی طرف جیسا کہ علماے سیر اور احادیث نے اسکی تحقیق کی ہے اور طحاوی نے مشکل الآثار
اور کلابادی نے معانی الاخبار مین اسی توجیہ کے ساتھ توفیق مین تصریح کی ہے یہانتک
تمام ہوا کلام شیخ ابن حجر کا شرح صحیح بخاری مین سید علیہ الرحمتہ کہتے ہین کہ جو چیز دلالت
کرتی ہے اس بات پر کہ قضیہ فتح باب علی مرتضی مقدم ہے یہ ہو کہ ابن زبالہ نقل کرتے ہین

کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب اصحاب کے دروازون کے بند کرنے کا حکم
کیا اور دروازہ علی رضی اللہ عنہ کے تو سیدنا حمزہ بن عبد المطلب حضور حضرت رسالت صلی اللہ
علیہ وسلم مین حاضر ہوئے اور آنکھون سے اون کے آنسو جاری تھے اور کہتے تھے کہ یا رسول
اللہ آپ نے اپنے چچا کو باہر نکالا اور چچا کے بیٹے کو اندر بلایا فرمایا اے چچا مین مامور ہون
اس امر مین اختیار نہین پس اس روایت مین ذکر سید الشہدا سے معلوم ہوا کہ قضیہ فتح باب
علی رضی اللہ عنہ سابق ہے اسواسطے کہ قضیہ فتح خوخہ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے مرض موت مین واقع ہوا اور شہادت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی غزوہ
احد مین ہوئی اور سید علیہ الرحمۃ نے قضیہ فتح باب علی کو بہت سے احادیث سے بہت طرح سے
ثابت کیا ہے از جملہ اون احادیث کے یہ ہے کہ ابن زبالہ اور یحیی ایک صحابی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت لاتے ہین کہ سب اصحاب کرام مسجد شریف مین بیٹھے تھے کہ
ناگاہ ایک منادی نے ندا دی یا ایھا الناس سدوا ابوابکم[1] یہ ندا سنکر سب کے سب چوکنا ہو گئے
لیکن کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھا نہین پھر دوسری بار ندا آئی یا ایھا الناس سدوا ابوابکم قبل ان
ینزل العذاب[2] آدمی سب نکلکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے علی مرتضی حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کھڑے ہوگئے تو علی مرتضی کی طرف آپ نے متوجہ ہوکر فرمایا
کیون کھڑا ہے جا اپنے گھر مین بیٹھ اور اپنے گھر کے دروازے کو بدستور رکھ اس بات کے سبب
سے لوگون کے دلون مین کچھ در پیچ سا آیا اور آپس مین کچھ گفتگو کرنے لگے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو غصہ آیا اور آپ منبر پر تشریف لے گئے اور بعد حمد وثنائے الہی جل وعلا وشانہ
ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی نے موسی کی طرف وحی بھیجی کہ تو ایک مسجد بنا کہ موصوف ہو ساتھ
طہارت اور اوس مین کوئی نہ رہے سوا تیرے اور ہارون کے اور سوا ہارون کے دونون
بیٹون کے کہ شبر اور شبیر ہین اسی طرح اللہ تعالے نے وحی کی مجھ کو کہ مین ایک مسجد طاہر
بناؤن اور اوس مین کوئی ساکن نہو سوا میرے اور علی کے اور علی کے دونون بیٹون

[1] اے آدمیون بند کرو اپنے دروازے ۱۲

[2] اے آدمیون اپنے دروازے بند کرو عذاب اوترنے سے پہلے ۱۲

کہ بعض اونچے نیچے ہین پس مین نے مدینے مین آن کر مسجد بنائی اور حجرو مینے کے آنے مین اور
اور مسجد کے بنانے مین کچھ اختیار نہ تھا مین نہین کرتا مگر وہ کام جسکا حکم آتا ہے اور نہین جاتا مگر
وہ جو بیجے اللہ مجھے بتاتا ہے پس مین ناقے پر سوار ہوا اور باہر آیا اور قبائل انصار میرے
آگے آتے تاکہ مین اون کے یہان اوترون اور مین اون کے کہنے سے نہین اوترا اور کہا
کہ میرے ناقے کو رو کو نہین وہ مامور ہی جہان بیٹھ جائے گی مین وہین اوترون گا اور
وہین میرے رہنے کی جگہ ہوگی قسم ہے خدا کی دروازون کو مین نے بند کیا ہے نہ مین نے
کھلا ہے اور علی رضہ کو اندر مین نہین لایا اوسکو خدا اندر لایا ہے مین اس مین کیا کرون اور
حق یہ ہے کہ حدیث ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بسبب صحت کے قبول کرنا واجب ہے اور حدیث علی
رضی اللہ عنہ کا بسبب کثرت طرق کے انکار نہین ہو سکتا پس ہو سکتا ہے کہ دونون قصے
حق ہون اور وجہ توفیق وہی ہے جو پہلے مذکور ہو چکی جیسا کہ شیخ ابن حجر نے علماے حدیث
سے نقل کیا ہے و باللہ التوفیق و بیدہ ازمۃ التحقیق ۱۲ **باب ساتوان بیان تغیرات**
اور زیادات مین جو بعد رحلت فرمانے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد نبوی مین ائمہ
اور امرا اور سلاطین سے ظہور مین آئی اور ذکر اون کے اوضاع اور احوال مین بسبیل اختصار
اور اجمال پر مسجد نبوی مین پہلے زیادتی اور بڑھاو حضرت امیر المومنین امام المتقین سیدنا عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے مین واقع ہوئی اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یا فرصت نہین ہوئی یا اون کے نظر شریف مین مصلحت نہ تھی
کہ مسجد نبوی کو تغیر دیتے اون کے وقت مین اتنی بات البتہ ہوئی کہ بعضے ستون جو گر گئے
تھے اونکی جگہ پر اور ستون اوسی جنس کی شاخون خرما سے ٹھہرائے اور حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے چونکہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسباب مین اشارہ پا چکے تھے سن سترہ
ہجری مین قبلہ اور مغرب کی طرف مسجد نبوی کو بڑھایا اور مشرق کی جانب ویسا ہی چھوڑا
کیونکہ اس طرف حجرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن تھے اور اسقدر بڑھایا کہ طول مسجد کا
قبلہ سے شامی النگ تک ایک سو چالیس گز کا ہوا اور عرض اوس کا جانب مشرق سے
جہت غربی تک ایک سو بیس گز کا ٹھہرا اور فرمایا کہ حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے مجھسے فرمایا تھا

کہ تو مسجد کو بڑھاتا اسواسطے مین نے بڑھائی اور نہین تو یہ بات مین نہ ہرگز نہ کرتا اگر
تو بیون پر تنگی کرتی اور بنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی از جنس بناے حضرت پیغمبر صلی
علیہ وسلم تھی یعنے اونھون نے بھی کچی اینٹون اور خرما کی شاخون اور لکڑیون سے
کی نقل ہے کہ دار عباس رضی اللہ مسجد شریف نبوی کے پاس تھا عمر رضی اللہ عنہ نے ان
کہا کہ مسجد مسلمانون پر تنگی کرتی ہے اور مین چاہتا ہون کہ وسیع ہو جائے ایک طرف
اس کے حجرات امہات المومنین ہین اور دوسری طرف کو تمھارا گھر ہے حجرات امہات
المومنین کھودنے کی تو میری مجال نہین رہا تمھارا گھر اوس کو یا تم بیچ ڈالو اور
جو قیمت کہو مین بیت المال سے ادا کرون یا اسکی عوض مین جو مکان مدینے مین جس
تمکو پسند آوے تم کہو مین تم ہین دلوا دون یا اس گھر کو مسلمانون پر تصدق کر دو پھر
ان تین شقون سے ایک شق تمکو اختیار کرنا چاہیے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا لا واللہ
ان تین شقون سے کوئی شق اختیار نہ کرونگا یہ وہ جگہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
وسلم نے میرے واسطے جدا کی اور اختیار فرمائی ناچار حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو
مخاصمت کے واسطے حکم دیا اونھون نے ایک حدیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے
عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پڑھی وہ حدیث یہ ہے کہ سُنا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کو کہ فرماتے تھے کہ حق تعالے نے داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ تو میرے
واسطے ایک گھر بنا ایسا کہ میری یاد اوس گھر مین کرین داؤد علیہ السلام نے جگہ
بیت المقدس کی بنا ڈالی ناگاہ بناے عمارت کا خط ایک طرف سے ایک اسرائیلی
گھر پر آیا داؤد علیہ السلام نے صاحب خانہ سے کہا کہ اس گھر کو تو ہمارے ہاتھ
اوس نے قبول نہ کیا اور کسی قیمت پر نہ مانا داؤد علیہ السلام نے اپنے دل مین یہ ٹھانا
کہ اس گھر کو اس اسرائیلی سے جس طرح بنے لے لیا چاہیے اللہ تعالے نے وحی بھیجی کہ
داؤد علیہ السلام مین نے تجھے حکم دیا تھا کہ تو ایک گھر بنا اوس مین میری عبادت
کرین تو آدمیون کے گھر غصب کرتا ہے تیری عقوبت یہ ہے کہ تو اس گھر کو نہ بنا داؤد
علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوندا میری اولاد مین سے کسی کو توفیق عنایت

کہ اس بنا کو تمام کرے پس بعد داؤد علیہ السلام کے بیٹے سلیمان علیہ السلام نے اوس بنا کو تمام کیا جسوقت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث پڑھی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اوس گھر کی بابت کچھ تعرض نہ کیا بعد اسکے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے آپ اس گھر کو مسلمانون کیواسطے تصدق کیا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوس جگہ کو مسجد مین داخل کر لیا اور ایک گھر اور جعفر بن ابی طالب کا اوسی گھر کے پاس تھا نصف اوس گھر کا ایک لاکھ درہم خرید کرکے مسجد شریف مین داخل کیا دوسرا نصف اوسکا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت مین مسجد مین داخل ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باہر مسجد شریف مین شرقی الگ پر ایک چبوترہ کہ اوسکا نام بطحا رکھا تھا بنایا تاکہ جسکا جی شعر پڑھنے کو یا کوئی با آواز بلند کرنے کو چاہے تو وہان جائے اور مسجد شریف مین آواز بلند نہ کرے اور شعر نہ پڑھے ایک روز دو آدمی آواز بلند سے مسجد شریف مین باتین کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھو تو یہ کون لوگ ہین لوگون نے عرض کیا کہ طائف کے ہین فرمایا اگر غریب الوطن اور مسافر نہوتے تو اپنی سزا کو پہنچتے یہ مسجد پیغمبر ہے اسمین آواز بلند کرنا جائز نہین اور حضرت سعید بن مسیب[1] رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ حسان بن ثابت کی طرف گذرے وہ مسجد مین بیٹھے شعر پڑھ رہے تھے حضرت نے اون کی طرف غصے کی نگاہ سے دیکھا حسان بن ثابت نے کہا کہ تم کیا دیکھتے ہو اے امیر المومنین مین اوس شخص کے سامنے شعر پڑھا ہے جو تم سے بہتر تھا یعنی سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم ابو ہریرہ وہان حاضر تھے حسان نے اودھر منھ کرکے کہا کہ اے ابو ہریرہ مین تجھکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہون کہ تو نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو سُنا ہے کہ فرماتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ حَسَّانًا بِرُوْحِ الْقُدُسِ[2] ابو ہریرہ رضی عنہ نے کہا اَللّٰھُمَّ نَعَمْ یعنے ہان ایسے ہی فرماتے تھے جیسا تو کہتا ہے ✦ ✦

---

[1] حضرت سعید بن مسیب کبار تابعین سے ہین ۱۲

[2] یعنے اے اللہ میرے تائید کر حسان کے ساتھ روح القدس کے ۱۲ ب

فائدہ مسجد مین شعر پڑھنا جو حرام ہے تو شعر جاہلیت اور اہل بطالت ہے
مشتمل ہو کذب اور زور پر روایت کیا ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
حدیث لاتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابت کے
مسجد مین منبر رکھتے تھے کہ اوسپر کھڑے ہو کر کفار کی ہجو پڑھے اور کلام
یہان پر یہ حدیث ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلشِّعرُ کلام
حَسَنُہٗ حَسَنٌ وَقَبِیحُہٗ قَبِیحٌ[1] دوسری مرتبہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسجد
کو بڑھایا اور زیادت اس بنا کی زیادہ ہوئی زیادت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ نے دیوارین اور ستون منقش پتھر کے اور چھت ساج کی لکڑی
سے بنائی اور پہلی اور دوسری بنا کو ہدم کر کے ستونون کو لوہے اور شیشے کے
سے مستحکم کیا اور اکثر زیادت جو واقع ہوئی تو جانب شامی کی طرف اور
قبلہ اور مغرب کی طرف کم اور جانب شرقی کو بسبب حجرات ازواج مطہرات
کے اپنے حال پر چھوڑا اوس طرف کچھ زیادتی اور کمی نہین کی اور ابتدا
عثمان رضی اللہ عنہ کی ماہ ربیع الاول سن اونتیس ہجری مین واقع ہوئی
اتمام اوسکا اول محرم سن تیس مین ہوا پس سب مدت عمارت دس مہینے ہوئی
اور بعضے کہتے ہین کہ عمارت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آخر سال خلافت
پینتالیس ہجری مین واقع ہوئی لیکن مشہور قول اول ہے اور صحیح مسلم مین ہے
کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو لوگون مین اصحاب کے
کچھ انکار پیدا ہوا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم
سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ مَنْ بَنَی مَسْجِدًا لِلّٰہِ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیتًا فِی الْجَنَّۃِ[2] اور شاید آدمیون
مین انکار ہدم کرنے بنائے اول اور منقش پتھرون کے لگانے کی جہت سے پیدا ہوا
نہ اصل زیادت سے جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ہوا

---

[1] حاصل یہ ہے کہ اچھا اوسکا اچھا ہے اور برا اوسکا برا ہے۔

[2] یعنے جو بناوے واسطے اللہ کے واسطے مسجد تو اللہ بناتا ہے اوسکے واسطے گھر جنت مین ۱۲

اس اسلئے کہ اصل زیادت کی اجازت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقع ہوئی اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مین آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس میری مسجد کو صنعا تک بناوین تو وہ میری ہی مسجد ہے نقل کرتے ہین کہ جب سن چوبیس ہجری مین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر بیٹھے تو اونھون نے مسجد کی تنگی سے جو جمعہ کے روز واقع ہوتی تھی شکایت کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسباب مین اصحاب کرام سے جو اہل فتویٰ اور اصحاب رائے تھے مشاورت کی اجماع منعقد ہوا حضرت نے منبر پر چڑھ کر اس مضمون مین خطبہ پڑھا اور اس باب مین حدیث نبوی اور قول سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور اجماع صحابہ کو تمسک کیا کہ شبہات لوگو کے اوہان سے اوٹھ گئے پھر عمال کو طلب کیا اور بنائی مسجد شروع کی اور آپ خود بھی کام کرتے تھے اور باوجود صائم الدہر اور قائم اللیل ہونے کے مسجد سے باہر نہ نکلتے تھے ابن شیبہ روایت کرتے ہین کہ کعب احبار رضے اللہ عنہ بنائے عثمان کے وقت کہتے تھے کہ کاشکے یہ بنا تمام نہ ہوا ایک طرف نہ سے بنے تو دوسری طرف سے گرے لوگون نے کہا کہ یا ابا اسحٰق تم ایسی بات کیون کہتے ہو آخر تم ہم سے یہ حدیث نقل نہین کرتے تھے کہ ایک نماز اس مسجد مین افضل ہے ہزار نماز سے دوسری مسجد مین سوا مسجد الحرام کے اونھون نے کہا ہان مین کیون نہین کہتا تھا اور اب بھی اوسی بات پر ہون مگر اس عمارت کی بنا کی جہت سے آسمان سے ایک فتنہ نازل ہوا ہے کہ درمیان اوس فتنے کے اور درمیان زمین کے ایک بالشت فرق باقی ہے اور زمین پر گرنا اوس فتنے کا اس عمارت کے اتمام پر موقوف ہے ادھر یہ عمارت تمام ہوئی ادھر فتنہ نازل ہوا لوگو نے پوچھا وہ فتنہ کیا ہے اونھون نے کہا اس شیخ یعنے عثمان بن عفان کا قتل ہوجانا ہے ایک شخص نے پوچھا کہ عثمان رضہ کا قتل مثل قتل عمر ہے اونھون نے کہا نہین بلکہ اوس سے سو ہزار مرتبہ زیادہ نئے بعد اوس کے عدن سے روم تک قتل ہی قتل اور ہلاک ہی ہلاک ہوگا شاید حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ

بلکہ اشارہ اس بات کی طرف کیا کہ بعضے لوگون کے دلون مین پہلے سے حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ کی طرف سے کچھ عداوت تھی اور ہدم بناے مسجد سے اور زیادہ
اور وہ لوگ فتنہ انگیزی کرنے کو تمام مسجد شریف کے منتظر تھے بعد اس
جیسا فتنہ اونھون نے اوٹھایا ظاہر ہے اور آخر عہد امارت مروانیہ مین جو فتنہ
اور قتال و کشت و خون کثرت سے ظاہر ہوا اوس کا بھی سبب قوی قتل حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ تھا اور اونھین کا ارادہ انتقام چنانچہ سابق بیان واقعہ
ہے جو یزید کے زمانے مین واقع ہوا اور ہوا اوس کے اور وقائع سے اوس
طرف اشارہ پا سکتے ہین تیسری مرتبہ مسجد نبوی مین تغیر اور زیادت ولید
بن عبد الملک کے بن مروان کے ہاتھ سے واقع ہوئی پہلے اوس سے کسی
خلفا و امرا نے عمارت عثمانیہ مین داخل نہین کیا تھا اور اس وقت مین ولید کی
طرف سے عامل مدینہ عمر بن عبد العزیز تھے اون کو ولید نے لکھا کہ مسجد شریف کے گرد
جس کسی کا وہ واقع ہو اوسے مول لے لے اور جو شخص بیچنے سے انکار کرے
تو اوس کا گھر گرا دے اور بدل مین اوس کے کچھ مال دے اگر مال
نہ لے تو گھر بھی چھین لے اور مال فقرا کو دے دے اور حجرات
ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مسجد مین داخل کر دے عمر
عبد العزیز نے موافق اوس کے لکھنے کے عمل کیا اور حجرات امہات المومنین
ہدم کر کے داخل مسجد شریف کیا نقل کرتے ہین کہ جس روز یہ حکم ولید کا مدینہ
مطہرہ مین آیا اور حجرات مطہرات کا ہدم واقع ہوا اوس روز مدینہ مین ایک قیامت
برپا تھی اور کوئی ایسا نہ تھا کہ ہدم حجرات کو دیکھ کر روتا نہ تھا حضرت سعید بن مسیب
کہتے تھے کہ کاش حجرات رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے حال پر رکھتے تو اچھا
ہوتا کہ پچھلے آنے والے دیکھتے اور عبرت لیتے کہ سلطان کونین مکان سید انس و جان
صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات دنیا کس طرح سے کاٹی ہے اور کیا زہد اختیار
کیا ابن زبالہ بعضے اہل علم سے روایت کرتے ہین کہ جب ولید بن عبد الملک حج کو

تو بعد اتمام مناسک حج کے ولید بن عبد الملک آیا ایک روز مسجد شریف کے منبر پر خطبہ پڑھتا
تھا اثنائے خطبہ خوانی مین اوس کی نظر حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہم کے
جمال باکمال پر پڑی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین بیٹھے تھے اور اپنے
جمال جہان آرا کو آئینہ مین مشاہدہ فرماتے تھے جب ولید منبر پر سے اوترا تو عمر بن
عبد العزیز کو بلا کر بہت خفگی کی دی کہ تو نے ان لوگون کو اب تک یہان کیون چھوڑ
رکھا ہے اور نکال کیون نہین یا مین نہین چاہتا کہ اسکے بعد مین پھر ان کو یہان
دیکھون گھر ان سے مول لیکر مسجد مین داخل کر دے حضرت فاطمہ بنت حسین علیہ السلام
اور حسن بن حسن علیہ السلام اور اولاد اونکی سلام اللہ علیہم اجمعین گھر کے اندر تھے
اونھون نے باہر نکلنے سے انکار کیا ولید نے حکم دیا کہ اگر نہ نکلین تو گھر اون پر گرا دو
اور بغیر اون کے اجازت گھر سے اسباب باہر نکالنے لگے اور گھر کو ویران کرنے لگے
تو بمجبوری ضرورت باہر نکلے اور روز روشن مین مخدرات اہل بیت کرام مدینہ کے
باہر گئے اور ایک جگہ اپنی سکونت کے واسطے اختیار کی اور بعضی روایات سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ولید کے آنے سے پہلے اوسی حکم سے عمر بن عبد العزیز
کے ہاتھ سے واقع ہوا ساٹھ ہزار دینار گھر کے بدل مین اون کو دیتے تھے حضرت امام
حسن بن امام حسن سلام اللہ علیہما نے قسم کھائی کہ یہ دینار ہرگز نہ لون گا یہ قضیہ عمر
بن عبد العزیز نے ولید کو لکھا اوس نے حکم بھیجا کہ بہتر ہے وہ دینار نہ لین گھر اون سے
چھین لو اور اونکو باہر نکال دو اور بیت المال مین داخل کر دو یہی نزاع حضرت ام المومنین
حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر واقع ہوئی جس مین اولاد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ رہتی تھی جب اولاد حضرت عمر رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم گھر سے باہر نہ نکلین گے اور
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر کی عوض کچھ نہ لین گے تو حجاج بن یوسف جو
اوسوقت مدینہ منورہ مین تھا اوس نے حکم دیا کہ گھر ان پر گرا دو لیکن اس قضیہ کو
ولید نے سنکر عمر بن عبد العزیز کو لکھا کہ اولاد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی دلجوئی کر اور
اونکو راضی رکھ اور قیمت گھر کی اونکے دے اور اگر نہ لین تو اون کا اکرام کر اور چھوڑ

تھوڑی سی زمین اون کے گھر کی اون کے تحت تصرف مین رہنے دے اور مسجد کی طرف
اون کا دروازہ بھی باقی رکھا اور زمانہ ولید مین طول مسجد دوسو گز اور عرض ایک
سو گز کا ہوا اور ولید نے مسجد شریف کی عمارت مین نہایت تکلف اور تصنع کیا
کہ چھتین اور دیوارین اور ستون مُطَلّا اور مرصع جواہر سے کئے اور انواع طرح
نقش و نگار سے اوسکو بھر دیا اور اوس نے حکم بھیجا قیصر روم کو کہ جتنے صناع
اوستاد کار ہاتھ لگین روانہ کرے قیصر روم نے حسب الحکم چالیس اوستاد کار
اور چالیس قبطی مسجد بنانے کو اور اونکے ساتھ اسّی ہزار دینار اور زنجیرین نقرہ
اور قندیلین اور ایک روایت مین ہے کہ چالیس ہزار مثقال طلا اور زنجیرین جواہر
سے مرصع پیشکش کئے اور علامت محراب جواب تک مساجد مین متعارف ہوا وہی
ہے اور اوس سے پہلے نہ تھی روایت کرتے ہین کہ ایک شخص نے عمال روم سے چاہا
کہ معاذ اللہ حجرۂ مبارک پر پیشاب کرے بمجرد اس قصد کے ایسا زمین پر گرا کہ ریزہ
ریزہ ہو گیا بعضے اون مین سے اس حال کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے اور ایک
ملعون نے اون مین سے مسجد شریف کے قبلہ کی دیوار پر سؤر کی تصویر کھینچی عمر
نے اوس کی گردن مارنے کا حکم دیا موافق اون کے حکم کے عمل مین آیا اور
خبیث کو جہنم واصل کیا اور نقل کرتے ہین کہ جو کوئی شخص اون مین سے کسی
درخت کی صورت یا کوئی اور نقش خوب صورت کھینچتا تھا تو تین درہم اوس
اُجرت پر بہ طریق انعام کے زیادہ کرتے تھے ابن زبالہ نقل کرتے ہین کہ
ولید مدینے مین آیا عمارت مسجد شریف تمام ہو چکی تھی ایک روز بہ تماشا
عمارت مسجد مین ٹہلتا تھا اوسکی نظر مسجد کی سقف مقصورہ پر پڑی اوس کو
بہت پسند کیا اور تحسین اور آفرین کر کے کہا کہ ساری مسجد کی چھت تم نے ایسی
بنائی عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ ساری مسجد اگر ایسی بنتی تو خرچ بہت
پڑتا اور اس نے کہا کیا مضائقہ تھا جتنے خرچ مین بنتی بنوا لیتے عمر
بن عبد العزیز نے کہا یا امیر المومنین آپ کو معلوم ہے کہ دیوار قبلہ

کیا خرچ ہوا اوسکے نقش و نگار پر چالیس ہزار دینار صرف ہوا ہے ولید یہ بات سنکر پشیمان ہوا اور کہنے لگا کہ اتنا خرچ تو نے کیونکر کیا تو نے اپنے باپ کا عزا د سوچا تھا اور یہ بھی نقل کرتے ہین کہ اثنائے تماشائے مسجد مین حضرت عثمان علیہ السلام رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے سے اوس سے ملاقات ہوئی کہنے لگا کہ دیکھ تیرے باپ کی عمارت کیسی تھی اور ہماری عمارت کیسی ہے اون صاحبزادے والا مرتبت نے جواب دیا کہ ہان میرے باپ کی عمارت مسجد تھی اور تمھاری عمارت کنایس یہود و نصاری کی سی ہے اور ابتدائے عمارت ولید سنہ اٹھاسی ہجری مین ہوئی اور اتمام اکا نوے سنہ ہجری مین پس مدت عمارت کی تین سال ہوئے اور اس عمارت مین چارون گوشون مسجد شریف پر چار منارے تھے لیکن سلیمان بن عبدالملک حج کو آیا تو وہ منارہ جو نزدیک باب السلام کے تھا کھدوا ڈالا اور وجہ یہ ہوئی کہ باب السلام کے پاس دار مروان تھا اوس کے صحن مین اس منارے کا سایہ پڑتا تھا اور ظاہر کلام سمہودی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ولید کی عمارت سے پہلے منارے کی رسم نہ تھی اوسکا نے ایجاد کی ہے واللہ اعلم اور زمانۂ ولید مین نماز جنازہ مسجد شریف مین پڑھنے سے منع کرتے تھے چوتھی مرتبہ مہدی خلیفہ عباسی نے کچھ مسجد شریف مین بڑھایا وہ یہ کہ سنہ ایک سو اکسٹھ ہجری مین مسجد کی شامی النگ کی طرف اوس نے ستون اور بڑھائے اور رسم تکلف اور تزخرف جو عمارت ولید مین تھی باقی رکھی اور پہلے کسی شخص نے عمارت ولید پر زیادتی نہین کی تھی اور بعد مہدی کے پھر کسی نے زیادت نہین کی سوا اسکے کہ بعضون نے نقل کیا ہے کہ سن دو سو دو مین مامون خلیفہ نے کچھ زیادتیان عمارت مہدی مین کی ہین واللہ اعلم

فصل بیان حجرۂ مبارک مین جو مشتمل ہے قبور شریفہ پر پہلے پہل یہ ایک حجرہ تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین کھجور کی شاخون سے بنا ہوا موافق اور حجرات حضرت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے اس مین تھکم

الہی جل جلالہٗ سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم دفن کیے گئے تو حضرت عائشہ رضی
عنہا بھی اپنے گھر مین رہتی تھین اور اون کے اور قبر شریف کے درمیان مین
پردہ نہ تھا آخر کو جب حضرت کی قبر شریف کی خاک پاک اوٹھانے کو لوگ
دھڑک گھسنے لگے اور کچھ میالات باقی نہ رہا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
گھر کی دو قسمین کین اور ایک دیوار اپنے مسکن اور قبر شریف کے درمیان مین او
اور جب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہان دفن نہین ہوئے تھے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کبھی کبھی جس وضع سے کہ ہوتین حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ
کی قبر شریف پر اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر پر حاضر ہوتین اور جب
اور جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہان دفن ہوئے پھر قاعدہ یہ تھا کہ بغیر ستر کا
اور حجاب کمال کے قبور شریفہ کی زیارت کو نہ آتین اور بعد اسکے کہ حضرت عمر رضی
عنہ نے مسجد شریف مین زیادت کی حجرۂ شریفہ کو کچی اینٹون سے بنایا وہ حجرہ زما
ولید بن عبد الملک تک ظاہر رہا عمر بن عبد العزیز نے ولید کے حکم سے اوس کو منہدم
اور منقش پتھرون سے پھر بنایا اور اوس کے باہر ایک خطیرہ دوسرا بنا دیا اور اون
خطیرون مین سے کسی مین دروازہ نہ رکھا اور بعضے کہتے ہین کہ سمت شامی مین
دروازہ ہے لیکن مسدود اور تحقیق پہلا قول ہے اور عمرو سے روایت
ہین کہ انھون نے عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ اگر حجرۂ شریفہ کو اپنے حال
اور اوس کے گرد عمارت اوٹھاؤ تو احسن ہے عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ امیر المومنین
نے مجھ کو اسی طرح پر حکم دیا ہے سوا امتثال کے مجھے چارہ نہین اور محمد بن عبد العزیز سے
روایت کرتے ہین کہ حجرۂ مبارک کی نیو کھودنے کے وقت ایک پاؤن ظاہر ہوا
تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ پاؤن امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا تھا کہ تنگی مکان سے حجرۂ شریفہ کی
نیو مین آگیا تھا اسواسطے کہ قول اصح سے ثابت ہے کہ قبور شریفہ کی وضع اس نہج پر ہے کہ
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا محاذی سینہ مبارک جناب سرور کائنات علیہ اکمل التحیۃ والسلام
کے ہے اور سر مبارک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا محاذی سینہ مبارک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

نقشۂ مدینہ منورہ

پس اس تقدیر پر اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے باذن دیوار حجرۂ شریفہ کی نیو تک کھودی
گئی کیا عجب ہو اور بعد بناے عمر بن عبدالعزیز کے پھر آج تک کوئی حجرۂ قبور کے اندر داخل نہیں
ہوا سوا اسکے نقل کرتے ہین کہ سنہ پانسو اڑتالیس مین ایک آواز حجرۂ شریفہ کے اندر سے سنی
جس سے معلوم ہوا کہ شاید کچھ عمارت گر پڑی تھی تو ایک شخص تھے مشایخ صوفیہ سے کہ طہارت
نظافت اور ریاضت نفس مین مشہور چند روز اوسکو بھوکا رکھکر کہ نظافت اون مین اور
ہوجاے اونکی کمر مین رسی باندھکر چھت کے دریچے سے اندر اوتارا معلوم ہوا کہ کچھ
چھت سے گری تھی اوسکو جھاڑ دیا اور مکان مطہر کو اپنی محاسن سے پاک کرکے
دو جہان حاصل کیا اسی طرح اوسی تاریخ کے قریب کسی مصلحت کیواسطے کہ طہارت مقام
سے متعلق تھی ایک خوجہ کو بھی کہ حجرۂ شریفہ کی خدمت پر تعینات تھا ایک متولی عمارت
ساتھ اندر اوتارا وہ دونون مکان کی جاروب کشی سے ممتاز و سرفراز ہوئی اور سنہ
چھ سو چھ ہجری کی قریب جمال الدین اصفہانی نے ایک جالی صندل کی بناکر گرد حجرۂ شریف
کے نصب کی اور چھیتون مین ابن ابی الہیجا شریف نے ایک غلاف دیبا سفید کا جس
ریشمی پھول بنے تھے اور سورۂ یسین لکھی تھی اوسکو مستضی بامر خلیفۂ عباسی کی اجازت لیکر حجرۂ
پر پہنایا اوس تاریخ سے عادت بادشاہون کی یہی ہے کہ ابتداے جلوس مین ایک غلاف حجرۂ
کے واسطے بھیجا کئے چنانچہ اسبک سلاطین روم کا یہی طریقہ ہے اور سنہ چھ سو اٹھتر مین فلاؤن
کی سلطنت مین حظیرۂ مقدسہ پر قبۂ سبز مسجد شریف کی چھت سے اونچا تانبے کی جالیون سمیت جیسا
موجود ہے بنایا گیا اور پہلا اوس سے قبۂ شریف مسجد کی چھت سے آدھا قد آدم سے زیادہ اونچا نہ
اوسکے سنہ آٹھ سو اٹھاسی مین ملک قایتبا بادشاہ مصر نے مسجد نبوی کو پھر بنایا لیکن فرش مسجد
ویساہی خاک پاک کا رکھا کچھ پتھر وغیرہ نہین لگایا کہ اس خاک مین برکت اقدام سید انام علیہ الصلوٰۃ
والسلام ہے بعد اوسکے دسوین سیکڑے کے درمیان مین سلطان سلیمان رومی نے روضہ
بیچ روضۃ من ریاض الجنۃ کا فرش سنگ رخام سے کیا اور سوا اسکے اصل مسجد کو زیادات عثمانیہ ہی قبلہ

ل جمال الدین اصفہانی کے ہاتھ سے مدینۂ منورہ مین بہت سے کار خیر ظہور مین آئے اونکے نسبت مدایح اہل مدینہ مشہور
ہین اور قبر اونکی رباط عجم مین بقیع کی طرف واقع ہے ۱۲ ل ابن ابی الہیجا شریعت وزیر مصر تھا چنانچہ اوسکی
مسجد منبر کی طرف یعنی مساجد ناقورہ پر اسبک لگی ہے ۱۲ ل ایسا باغ ہے باغون جنت سے ۱۲

اور گرد روضۂ ہمین ریاض الجنۃ کے ایک دیوار سی کھینچ دی اور مقام تہجد حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا بنایا مترجم غفر اللہ لہ کہتا ہے کہ بعد اسکے اب بعد تین بارہ سے ہجری کے سلطان عبد المجید
خان رومی نے مسجد نبوی پھر نئے سرے سے بنوائی اور نہایت تکلف اور تصنع کیا کہ اوس
سے پہلے کبھی نہوا تھا ساری مسجد ذی قبا بنایا اور ہر قبے کو نیچے کی جا درون سے منقش طلا
اور سطح باطن ہر قبے کا نقوش عجیبہ سے کہ وہ اس سے کمال صنعت و دستکاری صناعان
روم پر معمور کیا ساری ستون مطلّا اور سارے دروازون کو خصوصاً باب السلام کو سونے
لادیا اور ساری مسجد مین کیا روضہ کیا غیر روضہ سنگ مرمر کا فرش بچھایا یہان تک کہ باب
جبرئیل کے باہر بھی سنگ مرمر ہی کا فرش کیا اور حرم شریف کے چار دروازے قدیم تھے اوس نے
ایک پانچوان دروازہ اور بنا دیا وہ باب مجیدی کر مشہور ہے اور پانچ منارون قدیم مین چار منارے
وضع قدیم پر رکھے اور ایک منارہ نئے وضع پر بنایا ہے نہایت خوبصورت کہ دیکھنے والے کا اوسکو
دیکھنے سے دل نہین بھرتا اور اوسکی طرف سے آنکھ نہین پھرتی اور روضۂ مین ریاض
الجنۃ کو زیادت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک برنجی کٹہرے کے لگا کر امتیاز دیا اور صحن مسجد
سوائے باغ کے کہ باغ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کر مشہور ہے کہ ایک کٹہرا سبز اوس کے گرد
لگا باقی رکھا اور جو چیز تھی از قبیل روشنی وغیرہ اوسکو وہان سے نکال ڈالا اور ساری مسجد
شریف مین قالین ریشمی منقش مکلف کا فرش بچھایا اور تمام مسجد مین جھاڑ و ہانڈی بکثرت آویزان
کردی کہ رات بھر کثرت روشنی سے دن کا گمان جاتا ہے اور سوا اسکے اور بہت سے تکلفات
کیے ہین کہ آدمی اونکو بغیر اودیکھے تصور سے خوب معلوم نہین کر سکتا اور حجرہ شریفہ مین سوا ترمیم
اور تجدید الوان کے کچھ اور ہاتھ نہین لگایا اللہ تعالی اسکی جزا دین اور اوسکی مغفرت کرے اور
اوسکے حق مین شفاعت قبول فرماوے تخمیناً بارہ سو برس کی مدت مین یہ عمارت تمام ہوئی اور
یہی تمام عمارت بارہ سو اٹھتر ہجری ہین حق یہ ہے کہ اس زمانۂ اخیر مین کہ لوگون کے ایمان مین
ضعف آگیا ہو ایسی مسجد جاہ و جلال کی بنی چاہیے رہتی جیسی اس نے بنائی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

فصل از جملہ حادثات عجیبہ کہ حقیقت مین از جملہ معجزات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنا چاہیے

[1] باب جبرئیل کے باہر ساکین و فقرا کے بیٹھنے کی جگہ ہے ۱۲

قصہ نقب حجرہ شریفہ ہے کہ سن پانسو ستاون ہجری مین واقع ہوا نقل کرتے ہین کہ سلطان
نور الدین شہید محمود بن زنگی نے کہ جمال الدین اصفہانی مذکور اوسکا وزیر تھا سرور انبیا
علیہ وسلم کو ایک رات مین تین مرتبہ خواب مین دیکھا کہ آپ دو شخصون کی طرف دیکھ کے اشارہ
ہین کہ مجکو ان دونون کے شر سے خلاصی دے سلطان نے فراست سے دریافت کیا کہ شاید کوئی
غریب کہ ایذا دہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے مدینہ منورہ مین حادث ہوا اور مجکو وہ
پوچھنا چاہیے پس سلطان اسیوقت بیس خواص مجلس اور بہت سامال متاع اپنے ساتھ
ساتھ اونٹون پر سوار ہوکر روانہ مدینہ مطہرہ ہوا سولہ دن کے عرصے مین شام سے مدینہ مین
اون دونون ملعونون کی تلاش مین مشغول ہوا اور حیلہ اونکے پکڑنے کا یہ نکالا کہ انعام
اکرام دینے کے واسطے تمام اہل شہر کے حاضر ہونے کا حکم دیا حسب الامر سارا شہر حاضر ہوا اور
ہر شخص کو مال بکثرت عطا کیا مگر ان حاضر ہونے والون مین کسی کو یہ شکل نا مطبوع ان دونون
ملعونون کے جنکو خواب مین دیکھا تھا نہ پایا تو پوچھا کہ سوا ان حاضر ہونے والون کے کوئی اور
بھی شہر مین باقی ہے جو حاضر نہین ہوا لوگون نے عرض کیا کہ کوئی ایسا نہین جو حاضر نہ
ہوا ہو مگر دو مغربی کہ نہایت صالح اور سخی اور جواد اور عفیف ہین شب روز اپنی جگہ پر عبادت
کرتے رہتے ہین اور کسی کے ساتھ اختلاط نہین رکھتے اور حجرے سے باہر بہت کم نکلتے ہین سلطان
نے حکم دیا کہ اونکو حاضر کرین لوگ اونکو حسب الحکم بلا لائے سلطان نے بمجرد دیکھنے کے پہچان لیا کہ یہ وہی دو
شخص ہین اوسی ہیئت کے جنکو سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب مین دکھایا ہے پوچھا کہ تم
یہان کس جگہ رہتے ہو کہا اس رباط مین جو حجرہ شریفہ کے پاس ہے سلطان اون دونو کو
اوسی جگہ چھوڑ اون کے حجرے مین گھس گیا دیکھا کہ دو قرآن طاق پر رکھے ہین اور کچھ
وعظ ونصیحت کی اور کچھ مال ایک طرف ڈھیر ہے کہ فقرای مدینہ منورہ پر صرف کیا کرتے
اور ایک چٹائی اونکے سونے کی جگہ پر پڑی ہے سلطان نے چٹائی کو اوٹھایا دیکھتا ہے کہ ایک
بڑی بھاری سرنگ حجرہ شریفہ کی طرف ان دونون ملعونون نے کھودی ہے اور ایک طرف
ایک کنوان کھودا ہے کہ سرنگ کی مٹی نکال کر اوس مین بھرتے ہین اور ایک روایت سے یہ
معلوم ہوتا ہے کہ چمڑے کے دو تھیلے اون ملعونون نے رکھے تھے اونہین مٹی بھر کر بقیع کے گرد

وہان آئے تھے آخر کو بعد تعذیبات شدیدہ کے حقیقت حال کھلی کہ وہ دونون ملعون نصرانی تھے
اور نصاریٰ نے اُن کو حجاج مغاربہ کے بھیس مین بہت سا مال ساتھ کرکے مدینہ منورہ مین بھیجا
تھا کہ کسی حیلے سے حجرۂ شریفہ کے اندر داخل ہوکر معاذ اللہ جسد مطہر کے ساتھ گستاخی سے پیش آئین
جس رات کو کہ سُرنگ کو قبر شریف کے پاس پہنچاتے ہین ابر و باران آیا اور رعد و برق اور
زلزلۂ عظیم پیدا ہوا کہ جسکی نہایت نہین اور اسی کی صبح کو سلطان سعید پہونچا ہے سلطان کو گریہ
اور حالت عظیم پیدا ہوئی اور نہایت رویا اور ان دونون ملعونون کی شباک حجرہ شریفہ کے
نیچے گردن ماردی اور آخر روز مین جلادیا اور گرد حجرۂ شریفہ کے ایک خندق کھودی کہ پانی
تک پہونچ گئی وہانسے سیسہ گلاکر نیو بھرلائے تاکہ وہان تک پھر کوئی نہ پہونچ سکے اور دوسرا
قصہ یہ ہے کہ ابن النجار تاریخ بغداد مین لکھتے ہین کہ بعضے اُمرای عبیدیہ کو کہ حکام مصر تھے اور ولایت
حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وتعظیما وتکریما اونکے تحت تصرف مین تھی اور اُن اشقیا کے
احوال تاریخ جاننے والون پر روشن ہین بعضے زندیقون نے صلاح دی کہ اگر جسد مطہر پیغمبر علیہ
الصلوۃ والسلام اور اجساد شریفہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو مصر مین نقل کرلائین تو یہانکے لوگون کی
منفعت عظیمہ کا موجب ہو اور ساری جہان کے لوگ بقصد زیارت قبور شریفہ یہین آیا کرین حاکم مصر
یہ مصلحت پسند کرکے اس خیال محال مین ایک مکان لق و دق اور خطیرۂ عظیمہ بنواکر تیار کیا اور
ایک شخص معتمد کو جسکا نام ابو الفتوح تھا نباشی قبور شریفہ کے واسطے مدینہ مطہرہ مین بھیجا اکابر مدینہ
منورہ کہ ابو الفتوح کے وصول سے پہلے اس حال سے مطلع ہوگئے تھے اول مجلس مین جو ابو الفتوح
کو دیکھا تو ایک قاری نے آیۂ کریمہ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ
الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ تک بڑی عظمت اور ہیبت سے پڑھی آدمیون مین ایک حرکت اور
ہیجان پیدا ہوا قریب تھا کہ ابو الفتاح کو اوسی مجلس مین مارڈالین لیکن چونکہ یہ بلاد
شریفہ اونھین اشرار کے تصرف مین تھے اسواسطے اوسکے قتل مین سرعت و تعجیل مناسب نہ ہو
ابو الفتاح کو بھی ایک خوف پیدا ہوا کہنے لگا کہ واللہ اگر مجھکو قتل کرڈالین تو مین راضی ہون اس سے

ل اور اگر توڑین قسمین اپنی پیچھے عہد اپنے سے ۱۲

کہ جو حجرہ شریف میں ہاتھ لگاؤں اور اپنی بات کو ایک ہوا ایسی تند ایسی چلی کہ زمین ہلتی تھی
اونٹ مع پالان اور گھوڑے مع زین گنبد کی طرح ڈھلکتے پھرتے تھے ابوالفتح بہ حال
نہایت ہیبت اور خوف میں آگیا اور بادشاہ کی طرف سے جو ایذا دلمیں تمنائے کرام رکھتا تھا اور
دل سے نکلگئی آخر کو وہ بھی بصدق ہمت سے سالم نکلگیا تنبیہ قضیہ خسف بعض ملاحدہ ہے تعجب طبری
تاریخ میں نقل کرتے ہیں کہ ایک قوم روافض حلب سے امیر مدینہ کے پاس آئے اور بہت سا مال
اور تحفے لائے اور غرض یہ ہے کہ حجرہ شریفہ میں دروازہ کرکے اجساد مطہرہ حضرت ابوبکر
اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو نکالڈالیں امیر مدینہ نے کہ بد مذہب اور طماع دنیا تھا
بات کو قبول کیا اور اوس فعل نامطبوع و قبیح کا اذن دیا اور دربان حرم شریف کو بلا کر حکم
کہدیا لوگ جس وقت آئیں کر دروازہ حرم شریف کھلوائیں کھولدینا اور جو فعل یہ کریں دیکھا
ہونا دربان کہتا ہے کہ جس وقت نماز عشا سے لوگ فارغ ہوگئے اور دروازہ حرم شریف بند
چالیس آدمی بھاوڑے اور کدال اور شمعیں ہاتھوں میں لیکر باب السلام پر آ کھڑے ہوئے اور
کھٹکھٹایا میں نے امیر کے حکم سے دروازہ کھولدیا اور میں ایک گوشے میں جا بیٹھا اور روتا تھا
کہ الٰہی یہ کیا قیامت قائم ہوا چاہتی ہے سبحان اللہ وہ شیاطین ہنوز منبر شریف تک نہ
پہنچنے پائے تھے کہ سب کے سب مع اسباب آلات جو ہمراہ لائے تھے اوس ستون کے پاس
جو زیادت عثمان کے قریب واقع ہے زمین میں دھنس گئے امیر مدینہ اونکا منتظر تھا جب بہت دیر
ہوئی امیر نے مجھے بلا کر اوس قوم کا حال پوچھا میں نے جو کچھ دیکھا تھا کہدیا امیر نے اس بات کا انکار
اور کہا تو دیوانہ ہے میں نے کہا امیر چلکے خود دیکھے اب تک خسف کا اثر باقی ہے اور طبری اس حکایت
کو ثقات کی طرف منسوب کرتے ہیں جو کہ بصدق و دیانت مشہور و معروف ہیں اور بعضی مورخان
نے بھی ذکر کیا ہے چنانچہ مسعودی میں مذکور ہے واللہ اعلم باب آٹھواں مسجد شریف اور
روضہ شریف ریاض الجنۃ اور منبر شریف کے فضائل اور خصوصیات اور مناقب میں اول
فضائل مسجد نبوی یہ حدیث ہے کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
صلوٰۃ فی مسجدی ہذا خیر من الف صلوٰۃ فیما سواہ من المساجد الا المسجد الحرام مسلم کی

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک نماز میری اس مسجد میں بہتر ہے ہزار نماز سے اور مسجدوں میں سوا مسجد الحرام کے

اسکے روایت کرتے ہیں مگر وہ ہزار اور زیادہ کرتے ہیں کہ فانّی آخر الانبیاء و مسجدی آخر المساجد ۱؎
ہیں اور روایت مسلم کی مشاہد ہے کہ ایک نماز مدینہ مطہرہ کی مسجد میں ہزار نماز کے برابر ہے اور
انبیا کی مساجد میں ادا کی جائیں سوا مسجد اقصیٰ میں کہ سلیمان علیہ السلام کی مسجد ہے اور مسجد الحرام کے
کہ مسجد ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام ہے چنانچہ اور احادیث میں استثنا کی تصریح آئی ہے طبرانی معجم
کبیر میں ثقات سے نقل کرتے ہیں کہ ارقم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے کہ بیت
المقدس جانے کی رخصت لیں آپ نے پوچھا کہ بیت المقدس کیوں جاتے ہو کیا قصد تجارت ہے انہوں
نے عرض کیا کہ قصد تجارت نہیں مگر اسواسطے کہ وہاں جا کر نماز پڑھوں فرمایا ایک نماز میری مسجد میں
ہزار نماز کے برابر ہے اوس مسجد میں اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ ایک نماز بیت المقدس میں ہزار
نماز کے برابر ہے اور مساجد میں پس فضل ایک نماز کا مسجد مدینہ میں اور مساجد کی نماز پر برابر ہزار
ہزار نماز کے ہوا مگر استثنا مسجد الحرام کا کہ فرمایا ہے الا المسجد الحرام احتمال رکھتا ہے کہ بیان مساوات
کے واسطے ہوگا درمیان مسجد مکہ اور مدینے کے یا واسطے بیان زیادتی کے مسجد مدینہ پر
یا واسطے کمی مسجد مکہ کے مسجد مدینہ سے بعضے علما نے احتمال اول کو ترجیح دی ہے یعنی مساوات
کو اور ایک روایت پر امام مالک اور ایک جماعت اونکے تابعین کی طرف گئے ہیں یا یہ معنی کہ ایک نماز
مسجد مدینہ میں ہزار نماز کے برابر ہے اور مساجد میں سوا مسجد الحرام کے اور مسجد الحرام کے ہزار نماز
سے کم کے برابر ہے ایک نماز مسجد نبوی کی اور اوس کم کی تعیین میں اختلاف ہے بعضے مالکیہ اس طرف
گئے ہیں کہ مسجد مدینہ کی ایک نماز سو نماز مسجد حرام کے برابر ہے اور بعضے دو سے تو سو نماز
مسجد حرام کے برابر کہتے ہیں اور ہر ایک نے اپنے اپنے دعوی کو ایک ایک طرح پر احادیث
سے مستنبط کیا ہے اور جمہور علما اس طرف گئے ہیں کہ استثنا سے مذکور بیان فضیلت مسجد
حرام کے واسطے ہے زیادتی ثواب میں مسجد مدینے پر اسواسطے کہ وارد ہوا ہے کہ
نماز مسجد مکہ کی مسجد مدینہ پر سو درجہ زائد ہے اور نماز مسجد مدینہ کی ہزار درجے زائد ہو
اور نماز مسجد مدینہ کی ہزار درجہ زائد ہے اور مساجد کی نماز پر تو نماز مسجد حرام کے
کی نماز پر سوائے مسجد مدینہ کے لاکھ درجہ زائد ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں تصریح کے ساتھ وارد ہے

۱؎ کیونکہ میں آخر الانبیا ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے ۱۲

کہ اَلصَّلٰوۃُ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَۃِ اَلْفِ صَلٰوۃٍ وَالصَّلٰوۃُ فِیْ مَسْجِدِیْ بِاَلْفِ صَلٰوۃٍ وَالصَّلٰوۃُ فِیْ بَیْتِ الْمَقْدِسِ بِخَمْسِمِائَۃِ صَلٰوۃٍ[1] اور یہ ورود عدد مرتبہ بعضے مساجد کا بعضے پر متفاوت اور مختلف ہوا غالب ہے کہ اوقات مختلفہ میں بحکم الٰہی ہوا ہوگا اور جاننا چاہیے کہ باب فضائل مدینہ مطہرہ میں پہلے اشارہ کر آئے ہیں کہ زیادتی مذکور رجوع کرتی ہے کثرت اعداد اور زیادتی کیفیت کی طرف اور ہو سکتا ہے کہ ایک عدد اقل کو باعتبار ثواب اور قبولیت پروردگار کے زیادتی ہو اور اکثر پر اور وارد ہونا عدد ناقص کا تحت زائد کے ساتھ منافی نہیں ہے اب جانو کہ جس بات پر آگاہ ہونا واجب ہے یہ ہے کہ یہ زیادت جو مسجد نبوی کو بہ نسبت اور مساجد کے مذکور ہوئی آیا مخصوص ہے اوتنی ہی مسجد کے ساتھ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں تھی یا شامل ہے ان زیادات کو بھی جو بعضے خلفا اور امرا کے زمانے میں بعد سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوئیں قول مختار موافق احادیث اور اعمال سلف کے اقوال جمہور علما کے یہ ہے کہ وہ مسجد شریف مع زیادات مسجد نبوی ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ لَوْ مُدَّ ھٰذَا الْمَسْجِدُ اِلٰی صَنْعَاءَ کَانَ مَسْجِدِیْ[2] اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ لَوْ مُدَّ مَسْجِدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی ذِی الْحُلَیْفَۃِ لَکَانَ مِنْہُ[3] اور بھی حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کھڑا ہونا نماز پڑھانے کو محراب زیادت میں دلیل قاطع ہے مساوات پر درمیان اصل مسجد اور زیادات کے ورنہ اس فضیلت کا حاصل کرنا ترک نہ کرتے اگرچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا افضل اور اعظم ہونا بہ نسبت سارے مقامات کے باقی ہے ابن تیمیہ کہتا ہے کہ اس باب میں سلف سے خلف تک کسی کا خلاف ظاہر نہیں ہے شاید مقصود ابن تیمیہ کا مبالغہ اور تاکید ہے قول مخالف کے نفی میں ورنہ اس بات میں کچھ شک نہیں کہ بعضے علما احکام کو اصل مسجد کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور امام نووی کی بعض کتب میں اسبات میں خلاف مذکور ہے اگرچہ محب طبری نقل کرتے ہیں کہ امام نووی نے اس قول سے رجوع کیا ہے وھو الصواب **فائدہ** اکثر علما کے نزدیک مضاعفت مذکورہ میں فرض ونفل دونوں برابر ہیں اور بعضے علماے حنفیہ اور اکثر مالکیہ اس حکم کو فرض کے ساتھ خاص کرتے ہیں ایک حدیث کی جہت سے کہ آپ نے فرمایا ہے

---

[1] میری ایک نماز مسجد الحرام لاکھ نماز کے برابر ہے اور ایک نماز میری مسجد میں ہزار رکعت کے برابر ہے اور ایک نماز بیت المقدس میں پانسو رکعت کے برابر ہے ۱۲ [2] یعنی اگر بڑھائی جائے یہ مسجد صنعا تک تو وہ میری ہی مسجد ہوگی ۱۲ [3] اگر بڑھائی جائے مسجد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذوالحلیفہ تک تو اوسی مسجد سے ہوگی ۱۲

اَفضَلُ صَلٰوۃِ الْمَرْءِ فِیْ بَیْتِہٖ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃَ لیکن ظاہر ہوچکا ہے کہ بغیر مضاعفت کے فضیلت پائی جاسکتی
ہے اور ساتھ اسکے ہوسکتا ہے کہ نماز نفل کے اور مدینے کے گھروں میں مضاعف ہو اون
نمازوں سے جو اور بلاد کے گھروں میں ادا کی جاتی ہے جیسا کہ شیخ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے
اور جیسا مضاعفت میں نماز کا حال ہے اسی طرح ساری خیرات اور ساری عبادات بھی یہی حکم
رکھتی ہیں چنانچہ بیہقی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلصَّلٰوۃُ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ
وَالْجُمُعَۃُ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ جُمُعَۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اور یہ بات بھی جانی گیا ہے
کہ مضاعفت مذکورہ کے معنے یہ ہیں کہ ثواب کثیر ہاتھ لگتا ہے نہ یہ کہ ایک نماز مسجد نبوی یا مسجد
الحرام میں پڑھکر اس گمان سے کہ ہزار نماز یا لاکھ نماز میرے ذمہ سے ساقط ہوگئیں
پھر نماز پڑھنا چھوڑ دے وھٰذا ظاہر اور ایک عالم نے کہا ہے کہ میں نے ایک نماز مسجد
الحرام کا حساب کیا تھا پچپن برس چھ مہینے بیس روز کے نماز کے برابر ہوتی ہے
قطع نظر اوس تضاعف سے جو مساجد ثلثہ کے سوا اور جگہ میں ایک حسنہ کے دس
لکھے جاتے ہیں اور قطع نظر اوس تضاعف کے جو جماعت اور مسواک وغیرہ پر مترتب ہیں
ورنہ گنتی اوس حد کو پہونچ جائے جسکا شمار مشکل ہو فسبحان اللہ ذی الفضل العظیم والصلٰوۃ
علی النبی ورسولہ الکبیر الکریم اور ازجملہ انکے وہ حدیث ہے کہ احمد طبرانی نے بنقل ثقات
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِیْ اَرْبَعِیْنَ
صَلٰوۃً اور زیادہ کیا طبرانی نے لَا تَفُوْتُہٗ صَلٰوۃٌ کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ الْعَذَابِ
وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ یعنے آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں ادا کرے
بغیر اسبات کے کہ کوئی نماز درمیان ان میں سے فوت نہ ہوئی ہو اوسکی جزا یہ ہے کہ وہ بندہ

لہ بہتر نماز آدمیوں کی وہ ہے جو اپنے گھر میں پڑھے مگر نماز فرض ۱۲ حاصل یعنے ایک نماز میری اس مسجد میں افضل ہے ہزار نماز
سے اور جگہ سوا مسجد الحرام کے اور جمعہ میری اس مسجد میں افضل ہے ہزار جمعوں سے اور جگہ سوا مسجد الحرام کے اور مہینا رمضان کا
اس میری مسجد میں افضل ہے ہزار مہینے رمضان سے اور جگہ سوا مسجد الحرام کے ۱۲ حاصل یعنے جو شخص پڑھے میری مسجد میں چالیس
نماز کہ نہ فوت ہوا ان میں سے کوئی نماز تو لکھی جاتی ہے اوسکے واسطے برائت آگ سے اور برائت عذاب سے اور برائت نفاق سے

دوزخ کی آگ سے اور عذاب آخرت سے اور علت نفاق سے بری ہو جاتا ہے اور شاید
چالیس عدد کی تعیین مین یہ ہے کہ عدد معین موجب استقامت اور سبب کمال ہو اور ثنا
کو اوسکا حاصل ہونا متعذر ہو اور جسکو حاصل ہو اوسکو برات نفاق سے بلاشبہ حاصل ہو
اور جسکو برات نفاق سے حاصل ہوگی اوسکو انشاء اللہ تعالی برات نار و عذاب بھی یقینی
ہو۔ از جملہ اوسکے وہ حدیث ہے جسکو بیہقی نے نقل کیا ہے اوسکا مضمون کرامت مشحون
کہ جو شخص اپنے گھر سے طہارت کرکے میری مسجد مین نماز پڑھنے کے قصد سے نکلے اوسکا ثواب
مین حج کا ثواب لکھا جاتا ہے اور دوسری حدیث یہ ہے کہ جو شخص میری مسجد مین نیک بات سیکھے
یا نیک بات سکھانے کو آئے وہ شخص بمنزلہ مجاہدین فی سبیل اللہ ہے اور جو شخص بہ این قصد
آئے بلکہ غرض اوسکی فقط مصاحبت خلق ہو اور قصہ کہانی کہنا تو وہ مانند اوس شخص کے
اپنے محبوب کو اور دون کے ہاتھ مین دیکھے فصل فضائل روضۃ من ریاض الجنۃ مین جو احادیث
وارد ہوئے ہین از جملہ اون کے وہ حدیث ہے جو صحیحین مین آئی ہے کہ ما بین بیتی و منبری
روضۃ من ریاض الجنۃ اور بعضی روایات مین ہے ما بین قبری و منبری اور روایت
کیا ہے بخاری نے و منبری علی حوضی اور بعضی روایات مین ہے وان منبری علی ترعۃ من
ترع الجنۃ ترع کے معنے بعضون کے نزدیک دروازہ ہین اور بعضون کے نزدیک درجہ
اور بعضون کے نزدیک وہ باغچہ جو بلندی پر واقع ہو ایک روز حضرت سرور انبیا صلی اللہ
علیہ وسلم منبر شریف پر کھڑے تھے ارشاد فرمایا کہ اسوقت میرا قدم ایک ترعہ پر ہے ترع جنت سے
اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ میرا منبر میرے حوض پر ہے اور دوسری حدیث مین آیا
ہے کہ اسوقت مین کھڑا ہون اپنے حوض کے عقر پر اور عقر اوس جگہ کو کہتے ہین جہان سے حوض
مین پانی داخل ہو اور منبر کے پاس جھوٹی قسم کھانے مین سخت وعید وارد ہوئی ہے فرمایا
کہ جو شخص میرے منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائے تاکہ مسلمانون کا حق تلف کرے وہ اپنی جگہ
دوزخ مین آمادہ کرے اور دوسری حدیث مین آیا ہے فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین

ـــــــــــــــ

۱ یعنے درمیان میرے گھر اور میرے منبر کے ایک باغچہ ہے باغون جنت سے ۱۲ ۲ درمیان میری قبر اور میرے منبر کے
۳ تحقیق میرا منبر اوپر ایک باغچہ کے ہے باغون جنت سے ۱۲ ۴ پس اوسپر لعنت ہے خدا کی اور فرشتون
اور سارے آدمیون کی ۱۲

اور جبکہ یہ جگہ حقیقۃً بہشت کی ہوئی تو بموجب آیۂ کریمہ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْہَا لَغْوًا وَّلَا کِذّٰبًا [1] اور جگہ
جو کچھ پایا جانا وارد دنیا میں ممنوع اور حرام ہوگا جیسا دار آخرت میں لغو وہاں منتفی ہے اور
بعضی احادیث میں آیا ہو کہ مَا بَیْنَ حُجْرَتِیْ وَمُصَلَّایَ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ [2] بعضے لوگ
مصلا کو واسطے مسجد نبوی پر حمل کرتے ہیں جو منبر شریف سے حجرہ مبارک کے پاس تک ہے اور بعضی
مصلائے عید پر جو شہر پناہ مدینہ منورہ کے باہر مکہ معظمہ کی راہ کی طرف واقع ہے لہذا
نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو سنکر مسجد اور مصلائے
عید کے درمیان میں اپنے واسطے ایک گھر بنایا تھا اس روایت کے موافق ساری مسجد نبوی
ساتھ اون زیادات کے جو غرب کی جانب واقع ہوئے ہیں رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ ٹھہرے
گی اور خصوصیت اوتنی جگہ کی جو درمیان حجرے اور منبر کے واقع ہے باقی نرہیگی اور ان
احادیث کی تاویل اور تحقیق میں وجوہ متعددہ علماء سے منقول ہیں بعضوں نے کہا ہے کہ منبر
کا حوض پر ہونا کنایہ ہے اس بات سے کہ اوسکے پاس اعمال نیک کرنا اور اوس سے برکت
حاصل کرنا سبب ورود ہو حوض نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور موجب ہے ثواب کا اوسکے زلال
جان افزا سے بعضے دوسروں نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ جو منبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا
میں تھا اور آپ نے اوسکو مشرف فرمایا ہے قیامت کے دن اوسکا بعینہ اعادہ فرماوینگے اور
کنارِ حوض کوثر پر کہ ترعہ جنت عبارت اوس سے ہے قائم کریں تَعْظِیْمًا لِنَبِیِّہٖ وَتَنْوِیْہًا لِشَانِہٖ [3]
صلی اللہ علیہ وسلم اور کچھ لوگ اس بات کی طرف گئے ہیں کہ سبب قبر میں حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اوس منبر سے دی ہیں جو اللہ تعالی آخرت میں آپ کے واسطے حوض کوثر پر
رکھیگا نہ اس منبر سے جو مسجد شریف میں ہو یہ قول سوق لفظ حدیث سے نہایت بعید ہو آپکے
فرماتے ہیں درمیان میری حجرے اور درمیان میرے منبر کے ایک روضہ ہو ریاض جنت سے اور
میرا منبر میرے حوض پر ہے ظاہر اور یقینا اس کلام سے وہی منبر ہے جو روضۂ مقدسہ کی حد
باندھنے کو ذکر فرمایا ہے اسی نہج پر حدیث روضہ میں بھی مختلف نہج جیسے آئی ہیں بعضوں نے کہا ہو

---

[1] نہیں سنینگے بیچ اون کے بیہودہ اور نہ جھٹلانا ۱۲ [2] درمیان میری حجرے اور میرے مصلے کے ایک باغچہ ہو باغچۂ جنت سے ۱۲ [3] یعنے اپنے نبی کی تعظیم اور شان بڑھانے کے واسطے رحمت کاملہ الہی کی اوپر اوسکے اور سلام ۱۲

یکہ اتنی زمین نزول رحمت اور حصول سعادت میں مشابہ ہر روضہ جنت کے ساتھ دیکر تحقیق
میں روضہ جنت ہو چنانچہ تسمیہ مساجد سے ساتھ ریاض جنت کے حدیث اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ
فَارْتَعُوْا میں اشارہ اوس بات کی طرف ہوتا ہی خصوصًا زمانِ سعادت نشان حضرت علیہ
الصلوٰۃ والسلام میں کہ آپ کی مجلس جنت آثار سے ثمرات علوم اور انوار اذکار لوگ حاصل
کرتے تھے اور بعضے اسبات کی طرف گئے ہیں کہ اس سے مقصود بیان شرف عبادت ہے اس
مکان عظیم میں کہ موصل ہے روضہ رضوان کی طرف چنانچہ کہتے ہیں اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ
وَالْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّہَاتِ باعتبار اسبات کے خدا کی راہ میں تلوار مارنا اور اپنی ماں
کی خدمت بجالانا ریاض الجنۃ میں پونہچاتا ہے یہ دونوں قول نہایت ضعیف اور بعید ہیں
اسواسطے کہ ریاض جنت کے ساتھ مشابہ ہوتا اور نزول رحمت ٹھہرنا اور روضہ جنت کیطرف
موصل ہونا تمام مساجد کو شامل ہے خصوصیت مسجد نبوی کی کیا ہے اور اگر اللہ تعالے کی رحمت
خاص پر اور اس روضہ خاص پر جنت سے حمل کریں تو باوجود اس کے بھی اتنک تکلف سے خالی
نہیں اور تحقیق یہ ہے کہ امام اپنی حقیقت پر محمول ہے اور درمیان حجرہ شریف اور منبر شریف
کے حقیقت میں ایک روضہ ہے ریاض جنت سے اس معنی کر کہ قیامت کے دن اوتنی زمین
کو جنت فردوس میں نقل کریجاوینگے اور اوس کو ساری کی طرح سے معدوم اور
فنا نہ کرینگے جیسا کہ ابن فرحون اور ابن جوزی نے امام مالک سے نقل کی ہے اور اسپر
پر ایک جماعت علما کا اتفاق بھی ذکر کیا ہے اور شیخ ابن حجر عسقلانی اور اکثر علما نے
حدیث نے اس قول کو ترجیح دی ہے ابن ابی حمزہ کہ کبار علما مالکیہ سے ہیں فرماتے ہیں
کہ احتمال رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنا ٹکڑا زمین پاک کا ریاض جنت سے دنیا میں بھیجا ہو
جیسا حال حجر اسود اور مقام ابراہیم میں واقع ہوا ہے اور بعد قیام قیامت کے پھر اوسکو اپنے مقام
اصلی پر لیجاوینگے اور نزول رحمت اور استحقاق جنت اس مقام عظیم المرتبت کو لازم ہوتا ہے
حقیقت میں جامع ہیں تمامہ ان معانی کو جو اور لوگوں نے کہیں ہیں علاوہ اس کے اس
معنے سے ایک سر اور بھی ظاہر ہوتا ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے رتبہ خلیل ابراہیم کو ایک شہر جنت

لہ جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے اور جنت ماؤں کے پاؤں کے نیچے ہے ۱۲ ۔۔۔

عنایت کرکے امتیاز دیا ہے اگر حضرت حبیبیہ محمدیہ کو اعطاے روضہ من ریاض الجنت سے خاص کیا ہو تو کیا تعجب ہے اور اگر بچشم ظاہر مثل اور دنیا کی زمینوں کے معلوم ہو تو چندان عجیب نہیں اسواسطے کہ آدمی اوراک حقائق اشیاے آخرت اس حیات فانی مین بنی کثافت طبیعت کی جہت سے کما ینبغی کر نہیں سکتا اور وہ جو بعضون نے فقط فرید ثواب اور فضیلت پر عبادت پر حمل کیا ہے اوسکی نفی اون احادیث سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہے جو شان اُحد اور عَیر مین وارد ہین کہ اُحد جبال جنت سے ہے اور عَیر جبال دوزخ سے ہیں کوئی عاقل احتمال عبادت کی طرف نہیں گیا ہو کہ وہان عبادت کرنا موصل ہے جنات نعیم کی طرف اور عَیر کے قریب جانا درکات جہنم تک پہونچاتا ہے بلکہ آخرت مین جبل اُحد دروازہ جنت پر ہوگا اور عَیر دروازہ دوزخ پر اگر تم کہو کہ جیسا تم نے تحقیق کی تو اس صورت مین حقیقت مین روضہ من ریاض الجنۃ ہے تو چاہیے کہ بھوک اور پیاس وغیرہ کہ لوازم دنیا سے ہے نہ لوازم جنت سے اوس مین نہو جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان لک الا تجوع فیہا ولا تعریٰ تو اسکا جواب یہ ہے کہ جنت سے الگ کرنے کے بعد اس بقعۂ شریفہ سے لوازم جنت منفک ہو گئے جو جیسا منفک ہو گئے حجر اسود اور مقام ابراہیم سے کہ اونمین بھی لوازم جنت نہیں پائے جاتے اگر کوئی کہے کہ ایسے امور بغیر سماع اور خبر ثابت نہیں ہوتے رکن مقام کی شان مین تو دلائل صریحہ وارد ہوئے اوسپر بطور تعبد کے ہمکو ایمان لانا واجب ہوا اور روضہ کے اخبار ایسے نہیں ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ دلیل تو عبارت ہے خبر سرورانبیا محمد صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پس جسطرح رکن اور مقام کی حقیقت خبر پیغمبر صادق سے معلوم ہوئی ہے اوسی طرح روضہ شریفہ اور منبر شریف کا بھی حال ظاہر ہوا ہے اور اگر کسی قسم کی تاویل کرو تو وہ تاویل دونو جگہ ممکن ہے اور اگر حقیقت پر جاؤ تو دونون جگہ ثابت ہو پس فرق کرنے کی کیا وجہ ہے واللہ ولی التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق وہو بما قیل انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰؤ حقیق

باب نوان

ذکر بنای مسجد قبا اور ان مساجد نبویہ مین جو اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین صلوٰۃ کاملۃ مکملۃ

اللہ اوسی کی طاقت سے توفیق ہے اور اوسکے ہاتھ مین ہین باگین تحقیق کے وہ ہے ساتھ اوسکے جو احاطہ کرنے علوم کے جسپر چاہے اپنے بندے سے لائق ہے ۱۲

تم کو چاہیے ہی کہ تم اس عمل کو اپنے اوپر لازم کرو اور بعض علما اس طرف گئے ہیں کہ مراد اس مسجد مذکور فی القرآن سے مسجد اعظم نبوی ہی اور اس قول کی موید بعض احادیث بھی ثابت ہوئے ہیں اور حق یہ ہی کہ اس آیۂ کریمہ کا مفہوم دونوں مسجدون پر صادق ہی اسواسطے کہ دونونکی بنا اول ہی دن سے تقویٰ پر ہی پس ہوسکتا ہی کہ دونون مراد ہون جیسا کہ بعضے علماے حدیث نے اس طرف اشارہ کیا ہے واللہ اعلم امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ کچھ لوگ زمرۂ اصحاب کرام سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے آپ نے ارشاد فرمایا جاؤ مسجد تقویٰ کی طرف اور پیچھے پیچھے اون کے آپ بھی تشریف لیچلے اس ہیئت پر کہ دونون دستِ مبارک حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی کندھون پر رکھے ہوئے تھے یہ خبر اس بات کی تائید کرتی ہے کہ مسجد قبا ہی کا نام مسجد تقویٰ ہی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمَسْجِدُ الَّذِیْ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ ہُوَ مَسْجِدُ قُبَا قَالَ اللّٰہُ جَلَّ ثَنَاؤُہٗ فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ۔ صحیحین مین روایت لاتے ہین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار اور پیادہ مسجد قبا کی زیارت کو تشریف لیجایا کرتے تھے اور دو رکعت نماز اس مین پڑھتے تھے اور دوسری روایت سے صحیح بخاری مین آیا ہے کہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کے روز سوار اور پیادہ مسجد قبا کو تشریف لیجاتے تھے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی اتباع سنت کی راہ سے یون ہی کیا کرتے تھے اور ابن شیبہ دوشنبے کو روز تشریف لیجانے کی بھی روایت لاتے ہین اور محمد منکدر سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان کی سترھوین کو صبح کے وقت قبا کو تشریف لیجاتے تھے نقل کرتے ہین کہ ایک روز حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ مسجد قبا کی زیارت کو آئے اور کسی کو وہان نہ دیکھا فرمایا کہ قسم ہے اُس خدا کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو مین نے دیکھا ہی کہ اس مسجد کے بنانے کے وقت آپ مع اصحاب کرام پتھر ڈھوتے تھے واللہ اگر یہ مسجد کسی کنارے پر عالم کے کنارون سے واقع ہوتی تو اسکی طلب مین ہم کشتیؤ اونٹونکی جگر تھکا دیتے

[1] یعنے وہ مسجد کہ جسکی بنیاد تقویٰ پر ہے پہلے دن سے وہ مسجد قبا ہے ۱۲

پھر شاخین خرما کی طلب کرکے اوسکی جھاڑو بنا کے خس و خاشاک جو مسجد مین پڑا تھا پاک کیا
نے عرض کیا یا امیر المومنین کیا ہم اس خدمت کو کافی نہین ہین ہمکو ارشاد فرمائیے ہم جھاڑین
واللہ تم لوگ کافی نہین ہو اور ابن زبالہ زید ابن اسلم سے نقل کرتے ہین کہ فرمایا الحمد للہ الذی
قُرِّبَ مِنَّا مَسْجِدُ قُبَاءٍ وَلَوْ كَانَ بِأُفُقٍ مِنَ الْآفَاقِ لَضَرَبْنَا إِلَيْهِ أَكْبَادَ الْإِبِلِ باسناد و
طرق متعددہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت
سعد رضی اللہ عنہ نے کہ دو رکعت نماز ادا کرنی مسجد قبا مین مجکو محبوب تر ہے دو بار آنا
بیت المقدس کرنے سے اور فرمایا اگر تم لوگ جان لو کہ اس مسجد مین اللہ تعالی نے کیا رکھا
ہے تو کتنی سعی اوسکی زیارت مین کرو اور اسیطرح بشہادت صحیح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
کے قول سے بھی ثابت ہوا ہے اور بھی خبر مین آیا ہے کہ مَنْ صَلَّى فِي الْمَسَاجِدِ الْأَرْبَعَةِ غُفِرَ لَهُ
ذُنُوبُهُ اور مراد مساجد اربعہ سے مسجد حرام اور مسجد نبوی اور مسجد اقصی و مسجد قبا ہے اور
ترمذی مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلصَّلٰوةُ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ كَعُمْرَةٍ اور
عمرہ کے مثل ہونے مین بہت سی احادیث وارد ہوئی ہین اور بعض طرق مین چار رکعت کی
آئی ہے اور وہ چبوترہ صحن مسجد مین ہے کہتے ہین کہ ناقہ مبارک کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور مؤرخ
لکھتے ہین کہ سواے کلام ابن جبیر کے اس بات کی کچھ اصل مین نے نہین پائی لیکن لوگون مین
مشہور ہے کہ طول اور عرض مسجد کا چھیاسٹھ گز کہا ہے اور علما کہتے ہین کہ اوسمین مناری بھی
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بڑھائی ہے اور عمر بن عبد العزیز نے مسجد شریف نبوی کی
طرح اس مسجد کی بنا مین بھی تزئین و تکلف کیا تھا اور جب وہ طول زمان کی جہت سے
گر گئی تو بعد اوسکے امرا و ملوک آفاق قرناً بعد قرن اوس کی تجدید کرتے رہے اور اوس
مسجد شریف مین جسکا تبرک زیارت کرنا لازم ہے وہ سعد بن خیثمہ کا گھر ہے کہ مسجد کے قبلہ
مین واقع تھا اور پہلے مسجد کا دروازہ بھی اس گھر کے صحن کی طرف سے تھا اوسکو بند کردیا
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلای شریف تیسرے ستون کے پاس ہے اگر پہلی راہ سے داخل

ل یعنی شکر ہے خدا کا کہ نزدیک کیا ہم سے مسجد قبا کو اور اگر ہوتی کنارہ پر کسی کنارون سے تو ہم مارتے اوسکی طلب مین اونٹون کے جگر
ش یعنی جو شخص نماز ادا کرے کسی مسجد مین مساجد اربعہ سے تو بخشے جاتے ہین اوسکے گناہ اوسکے نماز مسجد قبا مین مثل عمرہ کے ہے

اور مسجد کے مغربی کونے کے قبلے مین ایک جگہ ہے اوسکا نام مسجد علی ہے محمودی کہتے ہین کہ شاید
یہ مسجد وہی دار سعد بن خیثمہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس مین آرام فرمایا اور وضو
کیا اور نماز پڑھی ہے اور بیر اریس بھی قریب قبا کے ہے چنانچہ اس کا بیان ذکر آبار متبرکہ کے ساتھ
آوسے گا اب ذکر مسجد قبا کے ساتھ ذکر مسجد ضرار کا بھی کہ ضد مسجد قبا ہے تفننا کیا جاتا ہی
سُننا چاہیے کہ چند منافقین نے باغراض فاسدہ کہ اہل نفاق کو لازم ہین بمقابلہ مسجد
قبا مسجد ضرار بنوائی اور آیہ وَالَّذِینَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا الایہ اُس باب مین نازل
ہوئی بیہقی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہین کہ ابو عامر اون منافقین کے شریک
تھا اوس نے اون سے کہا کہ تم لوگ ایک مسجد بناؤ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حیلہ
اور نفاق کرتے رہو اسنے مین مین قیصر روم کے پاس جاکر اوس سے ایک لشکر عظیم لاکر محمد
کو اور اون کے اصحاب کو یہان سے نکالون اس مین وہ منافقین مسجد ضرار تیار کرکے سرور
انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی ملازمت مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ ہم نے ایک مسجد بنائی
ہی اگر آپ مع اپنے اصحاب کے اوس مین نماز پڑھین تو موجب برکت اور سعادت اوس زمین کا
ہو اللہ تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی بھیجی لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى
التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ الی قولہ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ اور بعضے
نقل کرتے ہین کہ جس زمین پر مسجد قبا بنی ہے ایک عورت کے ملک مین تھی اوس عورت کا نام لبنیہ
تھا اور اوسکے پاس ایک گدھا تھا وہ اُسی جگہ بندھتا تھا اون منافقین نے کہا کہ یہ کبھی نہین
ہوسکتا کہ ہم گدھے بندھنے کی جگہ پر نماز پڑھین ہم اپنی نماز پڑھنے کے واسطے ایک مسجد
اور بنادینگے یہان تک کہ ابو عامر پھر آوسے اور ہمارا امام بنے اور یہ ابو عامر کافر تھا
کہ خدا اور رسول سے بھاگا تھا اور اہل مکہ کے ساتھ ساز کرکے شام کو گیا وہان جاکر دین
نصرانی اختیار کیا اور اُسی دین پر واصل جہنم ہوا آخر کو خدا اور رسول کے حکم سے مسجد
ضرار مین آگ لگائی گئی اور ویران کی گئی اور طبرانی نے ایک عالم سے نقل کی ہے

ت مت کھڑا ہو بیچ اوسکے کبھی البتہ وہ مسجد کہ بنیاد رکھی گئی ہے اوپر پرہیزگاری کے پہلے دن سے لائق ہے یہ کہ کھڑا ہو تو بیچ
اوسکے الی قولہ اور اللہ نہین ہدایت کرتا قوم ظالمون کو ۱۲

کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے مسجد ضرار کو جعفر منصور کے زمانے میں دیکھا تھا اوس سے دھوان نکلتا تھا
اب اوس مسجد کا نام و نشان باقی نہیں معلوم نہیں کہ کس جگہ پر تھی فقط اتنا معلوم ہے کہ حوالی
قبا مین تھی واللہ اعلم بالصواب اور مسجد جمعہ اوسکو مسجد وادی اور مسجد عاتکہ بھی کہتے ہین
یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے جمعہ کے روز بحکم الٰہی
سلطانہ بلدۂ طیبۂ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو قبیلۂ بنی سالم بن عوف تک پونہچے
کہ نماز جمعہ کا وقت آگیا آپ نے نماز جمعہ وہین ادا فرمائی اول اول جو مدینۂ منورہ مین
لاکر جمعہ قایم فرمایا یہ تھا اور قریب اوس مسجد کے ایک وادی ہے جسکی غرب کی جانب بنی
بن عوف کے گھر تھے اور ابتک اون گھرون کے نشان باقی ہین اور عتبان بن مالک کا گھر
اسی وادی مین تھا جنکا قصہ صحیح بخاری مین آیا ہے کہ انھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
حضور مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری بصارت مین ضعف آگیا ہے اور جب
پانی برسنے اور سیل آنے کے وقت مسجد قبیلہ مین جماعت کے ساتھ نماز ادا نہین کرسکتا ہون
اگر میرے گھر مین آپ رونق افروز ہوجیے اور ایک جگہ کھڑے ہوکر نماز ادا فرمایئے تو مین اوسی جگہ نماز
پڑھا کرون اور بعضے علماے سیر نے لکھا ہے کہ بنی سالم کی دو مسجدین تھین اور مسجد جمعہ اون
مسجدون مین چھوٹی تھی شاید بڑی مسجد وہ ہوگی جسکا ذکر حدیث مذکور مین آچکا ہے و
اور عمارت قدیم اس مسجد کی گر گئی تھی قریب نو سو سن کے کسی عجمی نے اوس کی تجدید کی
چھت خاک کی بھی اور طول اوسکا قبلہ سے شام کی جانب بیس گز ہے اور عرض اوسکا شرق
غرب کی جانب ساڑھے سولہ گز اور مسجد فضیخ اب اوسکو لوگ مسجد شمس کہتے ہین وہ ایک چھوٹی
سی مسجد ہے مسجد قبا کے قریب پورب کی طرف اونچی زمین پر بغیر چھت کے مربع کالے پتھر سے
بنی ہوئی طول اور عرض اوسکا برابر ہے گیارہ گز جس زمانے مین سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم
نے بنی نضیر کا محاصرہ کیا تھا اوسی مسجد کی قریب قبۂ مبارک نصب کیا گیا تھا اور اوس
جگہ کی جگہ پر چھ روز تک آپ نے نماز پڑھی تھی بعد اوس کے اوسی جگہ مسجد بنا دی گئی
ابن شیبہ اور ابن زبالہ خبر دیتے ہین کہ ابو ایوب ایک جماعت انصار کے ساتھ اس

ــــــــــــــــ

لــه فضیخ بفتح فا و کسر ضاد معجمہ بعد اوس کے شناۃ تحتانیہ و خاے معجمہ ۱۲

یعنی فضیخ کو کہ ایک قسم ہے اقسام شربات سے استعمال کرتے تھے جب آیۂ حرمت خمر نازل ہوئی
تو یہ خبر پاکر مشکیزون کے منہ کھول دیئے اور جسقدر اوسمین فضیخ تھی گرا دی اس جہت سے اوسکو
مسجد فضیخ کہتے ہین اور بعضے علما نے کہا ہے کہ یہ قصہ شاید مسجد کی بنا سے پہلے کا ہے اثبات
تحریم کا علم بعد اوسکے حاصل ہوا اور امام احمد اپنی مسند مین عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہین کہ اسی جگہ پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین ایک کوزہ فضیخ لائے تھے اوس کو توڑ
فرمایا اسی جہت سے اوسکو مسجد فضیخ کہتے ہین اور بعضے علما اس حدیث کو ضعیف کہتے ہین واللہ اعلم
اور شیخ مجدالدین فیروز آبادی کہتے ہین کہ اس مسجد کے مسجد شمس کہلانے کی وجہ معلوم نہین
ہوئی سوا اسبات کے کہ بہ نسبت اور مکانون کے جو اوسکے قریب واقع ہین اوس کا مکان
اونچا ہے اور طلوع شمس اوسپر پہلے ہوتا ہے اور کہا ہے کہ یہ گمان نکرنا چاہیئے کہ یہ وہ جگہ ہے
جہان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے اعادۂ شمس ہوا اسواسطے کہ وہ قصہ صہبا مین واقع
ہوا جو بلادِ خیبر مین ہے چنانچہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اوسکی تصریح کی ہے اور جاننا چاہیئے
کہ یہ حدیث اعادۂ شمس ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے باسناد حسن ثابت ہوئی ہے
اور اوسکے ثبوت کے طرق متعددہ ہین اور طحاوی نے اس حدیث کا صحیح ہونا ثابت کیا ہے اور
ابن جوزی نے اوسکو موضوعات مین لکھے ہین اور شیخ ابن حجر فتح الباری مین کہتے ہین کہ ابن
جوزی رح نے خطا کی ہے اس بات مین جو اوسکو موضوعات مین ٹھہراتے ہین اور مسجد قریظہ
یہ مسجد سارے باغون کی انتہا پر حرۂ شرقیہ کے پاس مسجد شمس کے شرق کی جانب واقع
ہے جسوقت مین کہ حضرت سرورِ انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کا محاصرہ کیا تھا تو آپ اسی
مسجد کی جگہ پر فروکش ہوئے تھے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اوسکے جوار مین ایک عورت
کا گھر تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین نماز پڑھی تھی ولید بن عبدالملک نے اس مسجد کی
بنا کے وقت اوس گھر کو بھی مسجد مین داخل کردیا اور وہ جگہ مسجد کے شمال کی طرف پچھان کے
کونے پر واقع ہے اور عمارت قدیم مین اوس جگہ ایک منارہ تھا مسجد قبا کے منارے کی وضع
پر بعد طولِ زمان کے وہ منارہ گر گیا سنہ سات سونکے قریب تک اوسکا کچھ اثر باقی تھا بعد
اوسکے اوس جگہ ایک چبوترہ ڈیڑھ قدِ آدم کا اونچا بنا دیا گیا کہ اب تک موجود ہے

اور عمارت قدیم اس مسجد کی عمارت مسجد کی وضع پر تھی کہ اس مین چھت اور ستون اور منارہ وغیرہ
تھے اب ایک چار دیواری ہے قبلے سے شام کی طرف چالیس گز کی ہوگی اور شرق
غرب کی طرف تینتالیس گز کی اور قصہ محاصرۂ بنی قریظہ یہ ہے کہ جب سرور انبیا صلی اللہ
علیہ وسلم غزوۂ خندق سے فراغت پاکر مدینۂ منورہ کو پھر آئے تو ہنوز آپ غسلخانہ مین تھے اور
طرف سر مبارک مین شانہ کیا تھا چاہتے تھے کہ غسل کامل کرکے مشقت و کلفت کو جسم شریف سے
دور کرین کہ یکایک حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک گھوڑے پر سوار زرہ پہنے گرد آلودہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازۂ شریف پر پہنچے اور عرض کیا کہ ابتک ملائکہ نے ہتھیار نہین
کھولے اللہ تعالیٰ تقدس کا حکم ہے کہ آپ سوار ہو جیے اور بنو قریظہ پر دوڑ مار دیجیے اور مین اس
قوم پر جاتا ہون کہ اونکو شکست اور ذلیل کرون جبرئیل علیہ السلام یہ خبر پہنچا کر چلے
گئے ہین کہ ملائکہ کے گھوڑ دوڑ سے کوچہ و بازار مین غبار بلند ہوگیا تھا اور کوئی دکھائی نہین دیتا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال مؤذن رضی اللہ عنہ کو منادی کرنے کا حکم دیا کہ جو شخص
تعالیٰ کے حکم کا مطیع اور سامع ہے اوسکو چاہیے کہ نماز بنی قریظہ مین جاکر پڑھے اور حضرت
علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جھنڈا خاص عنایت فرماکر مقدمۃ الجیش کیا اور اوس قوم ناپاک کو
پچیس دن تک محاصرے مین رکھا کہ وہ عاجز آگئے اور اونکے دل مین رعب پڑ گیا آخرکار سعد
بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم سے کہ اوس قوم کے حلیف تھے اوتر آئے کہ سعد بن معاذ جو حکم
دینگے اوسپر راضی رہین سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے غزوۂ خندق مین ایک تیر لگا تھا کہ اوسکے
زخم سے خون جاری تھا حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
کو بلوایا اور خون جو اونکے زخم سے جاری تھا بند ہوگیا جب سعد بن معاذ مجلس شریف مین
حاضر ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ سے فرمایا کہ قُوْمُوْا لِسَیِّدِکُمْ[1] بعضے علما اس
حدیث سے استدلال کرتے ہین مشروعیت قیام پر آنے والے کی تعظیم کے واسطے اور محققین کہتے
ہین کہ یہ قیام تعظیم کے واسطے نہ تھا کہ مسجد کے داخل ہونے والے کی تعظیم کرین بلکہ اس واسطے تھا
کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اتنی طاقت نہ تھی کہ آپ ہی بغیر کسی کی اعانت سواری سے اوتر سکین

[1] کھڑے ہوجاؤ اپنے سردار کے واسطے ١٢

تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اٹھو اور اونکو اتار لاؤ اور اسی سبب سے یہ حکم خاص اوسی جماعت کی نسبت صادر ہوا نہ ساری حاضرین کو اور گویا کہ یہ تمہید تھی اس بات کی کہ جس بات پر حکم سعد جاری ہوا وسکا امتثال کرین بعد وسکے فرمایا سعد بن معاذ بنی قریظہ کے باب مین تو کیا حکم دیتا ہے انھون نے یہ عرض کیا کہ مین یہ حکم دیتا ہون کہ اونکے مردون کو قتل کیجیے اور اونکے اموال کو مسلمانون پر بانٹ دیجیے اور اونکی جورو لڑکون کو لونڈی غلام بنا لیجیے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شان مین فرمایا کہ تحقیق سعد نے وہ حکم دیا جو ساتھ پردہ آسمان سے نازل ہوا پس چھ سو یہودیون کی اور ایک روایت پر کم اور زیادہ کی گردن ماردی گئی اور سِرّ انا الفتحو و المقتول تجلی اسم الٰہی یحیٖی و یمیت سے ظاہر ہوئی نعوذ باللہ من غضب اللہ اور مسجد مشربہ ام ابراہیم یہ مسجد بنی قریظہ سے شمال کی طرف ہے حرۂ شرقیہ کے نزدیک نخلستان کے درمیان مین ایک فقط چار دیواری ہے بے چھت کے قبلہ سے شام کی طرف گیارہ گز ہے اور مشرق سے مغرب کی طرف چودہ گز یہ ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس جگہ نماز پڑھی ہے اور مشربہ کہتے ہین بستان کو اور ام ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہ ہین والدہ حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اونکا ایک باغ یہان تھا اور شاید کہ ابراہیم بھی یہین پیدا ہوئے اور یہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کچھ صدقات تھے کہ فقرا پر وقف فرما دیے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا نہایت خوبصورت تھین اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اونکو بہت چاہتے تھے پہلے اونکو حارثہ بن نعمان کے گھر مین رکھا آخر کو اس جہت سے کہ ہمکو اونکی نسبت ایک غیرت پیدا ہوئی اونکو عوالی مدینہ منورہ مین جہان یہ مسجد ہے اوٹھا لے گئے اور اونکی دیکھنے کے کبھی کبھی وہین تشریف لیجانے لگے یہ بات مجھپر پہلے سے بھی زیادہ گران ہوئی آخر کو اللہ تعالیٰ نے اونکو ایک لڑکا دیا اور ہم اس نعمت سے محروم رہے اور قصہ حضرت ماریہ قبطیہ کا جو باعث نزول آیہ کریمہ یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک[1] الایہ ہوا مشہور ہے اور مسجد بنی ظفر اوس مسجد کو اب مسجد بغلہ کہتے ہین اور عوام الناس اوسکو سفرہ پیغمبر کہتے ہین

[1] اے نبی کیون حرام کرتا ہے اوس چیز کو کہ حلال کیا ہے خدا نے واسطے تیرے ۱۲

اور بقیع سے پورب کی طرف واقع ہے اوس قبے کی راہ سے جو قبۂ حضرت فاطمہ بنت اسد
امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ کا مشہور ہے اور ثبوت کو پونہچا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے چند صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو ساتھ لے کر محلہ بنی ظفر مین تشریف لاکر تا ناد از
ایک پتھر پر جلوہ فرما ہوے اور ایک قاری کو حکم دیا کہ قرآن پڑھ وہ قاری جب آیۂ
اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيدًا تک پونہچا تو سرور انبیا صلی اللہ
علیہ وسلم رونے لگے اور فرمایا خداوندا مین گواہ اون لوگون کا ہون جنکے درمیان
ہون اور جن لوگون کو مین نے نہین دیکھا اونکو مین کیا جانون اور بعضے علما کہ تاریخ
ہین کہ جس عورت کو حمل نہوتا ہو اوس پتھر پر جاکر بیٹھا وین اللہ تعالیٰ اوسکی تاثیر سے
حاملہ ہو جانے کی عنایت فرماتا ہے اور اوس پتھر کی یہ خاصیت مذکورہ اہل مدینہ متقد
اور متاخرین کے نزدیک حد شہرت کو پونہچی ہے مسطری کہتے ہین کہ حرّہ مین بہت سے
کہ اوپر آثار ہین کہتے ہین کہ وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کے نشان ہین
ایک پتھر پر کہنی کا سا نشان ہے کہتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسپر تکیہ لگایا
اور اپنی کہنی شریف اوسپر رکھی تھی اور ایک پتھر پر کچھ انگلیون کا سا نشان ہے
ان سب کی زیارت کرتے ہین اور اسی محراب مین ایک پتھر ہے اوسپر لکھا ہے خلد اللہ
الامام ابی جعفر المنصور المستنصر باللہ امیر المومنین عمر وسنۃ ثلثین وستمائۃ اور مسجد الاجابہ
مسجد بقیع سے شمال کی طرف ایک اونچی زمین پر واقع ہے قبلے سے شام کیجانب قریب
کے ہے اور مشرق سے مغرب کی طرف چھتیس گز ہے اور اوسکا نام مسجد بنی معاویہ بھی ہے
مین آیا ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالیہ کی طرف تشریف لاتے تھے
گذر اسی مسجد کی طرف سے ہوا آپ نے اوس مین دو رکعت نماز ادا فرمائی اور جتنے صحابہ آپکے
رکاب تھے اونھون نے بھی پڑھی بعد نماز آپ نے دعا کی نہایت طویل جب وہان سے
تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے پروردگار عالم سے تین دعائین کین ایک یہ کہ میری امت

سلہ پس کیو نکر ہوگا جب لاوینگے ہم ہر امت سے ایک گواہی دینے والا اور لادینگے تیرے تین اوپر اون لوگون کے
سلہ یعنی اسکے مسجد کے قبلے کی طرف واقع ہے ١٢ سلہ بنی معاویہ ایک قبیلہ ہے انصار کا ١٢

قحط کر کے ہلاک نکر دوسری یہ کہ عذاب غرق انپر مسلط نفرما تیسری یہ کہ میری امت آپس مین
قتال نکرے انمین سے دو دعائین پہلی قبول فرمائین تیسری سے منع کیا اور فرمایا کہ ہلاک
اور فنا تیری امت کا تلوار سے ہوگا یہی اجابت دعوتین وجہ تسمیہ اس مسجد کی ہین اور موطا
امام مالک مین بجائے اسکے کہ ہلاک امت غرق سے نہو یہ ہے کہ کافرونکا انپر غلبہ نہو اور سعد
بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھکر کھڑے
ہوگئے اور دعا کی اور محمد بن طلحہ سے منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی
جگہ محراب سے داہنی طرف دو گز کے فرق سے تھی اور بڑے ذوق اور شوق اور لذت کی بات
اوس مسجد مین یہ ہے کہ جب مسجد سے عبادت و دعا وغیرہ سے فراغت حاصل کر کے باہر نکلو تو
نظر قبہ مبارک پر پڑتی ہے اوسکا قرار دل و محبت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے حق تعالی اس مترجم
حقیر اللہ لہ کو پھر وہان پونہچائے اور وہی لذت پھر عنایت کرے اور سب مسلمانون کے نصیب
یہی جا ہر آمین اور مسجد طریق السافلہ پورب کی طرف سے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت
کو جاتی ہوئے یہ مسجد راہ مین پڑتی ہے اور انہین مسجد مسجد ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ کر مشہور
ہی بیہقی شعب الایمان مین عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک روز
مین مسجد نبوی کے ایک گوشے مین پڑا تھا کہ ناگاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس دروازے سے
جو اوس گوشے کے متصل تھا برآمد ہو کر باہر کو تشریف لے چلے مین بھی اٹھکر پیچھے پیچھے ہولیا
پس آپ نے ایک باغ مین داخل ہو کر وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی بعد اسکے آپ سجدہ کر
مین گئے اور سجدہ نہایت طویل کیا یہانتک کہ مین نے خیال کیا کہ شاید آپ نے اس جہان فانی
سے کوچ فرمایا رونے لگا بعد اسکے آپنے سر مبارک اٹھایا اور مجھ سے میرے رونے کی وجہ
پوچھی مین نے اپنے رونے کی وجہ جو تھی عرض کی فرمایا میرے پاس جبرئیل آیا اور میرے رب
کے پاس سے پیغام لایا کہ جو شخص تجھپر درود بھیجے مین اوسپر درود بھیجون اور جو تجھپر سلام بھیجے
مین اوسپر سلام بھیجون اور ایک روایت مین ہی کہ جو تجھپر ایک درود بھیجے مین دس نیکیان
اوسکے واسطے لکھون اور ایک روایت مین ہی مین اوسپر دس درود بھیجون پس مین نے اس
نعمت پر اپنے پروردگار کا سجدہ شکر ادا کیا بیہقی حاکم سے نقل کرتے ہین کہ یہ حدیث صحیح ہے

اور سجدۂ شکر کے ثبوت مین اس حدیث سے زیادہ کوئی حدیث صحیح وارد نہین ہوئی
امام احمد حنبل رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور
ذکر سجدۂ شکر کا بغیر نماز کے کیا ہے اور یہ مسجد چھوٹی ہے طول و عرض مین آٹھ گز ہو اور مسجد
کے دروازے سے نکلتے ہوسے داہنے ہاتھ کو مزار حضرت عقیل رضی اللہ عنہ اور امہات المؤمنین
رضی اللہ عنہن سے پچھان کی طرف واقع ہو شاید بعض علما کو اس مسجد کے باب مین کوئی سند
علیہ ہاتھ نہین لگی اسواسطے کہ بعضون نے کہا ہے کہ شاید یہ وہ جگہ ہے جو بقیع مین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا مصلاے عید تھا اور سمہودی بعضے دلائل پر نظر کرکے کہتے ہین کہ ظاہر یہ ہے کہ
مسجد ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ہے جسمین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوس
تشریف لا کر نماز پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے اگر لوگون کے جماؤ کا خوف ہوتا تو مین اکثر
اس مین نماز پڑھا کرتا واللہ اعلم یہان تک ذکر تھا اون مساجد کا جو مسجد قبا سے لیکر جہت شرق
اور شمالی مین مدینہ مطہرہ تک واقع ہین اب اُن مساجد کا ذکر آتا ہے جو جانب غربی مدینہ
مطہرہ مین جہت شمالی تک واقع ہین واللہ الموفق مصلے عید یہ مسجد مدینے کے باہر ہے
کی طرف دروازۂ مصری کے قریب اوس راہ پر جدھر سے قافلہ مکۂ معظمہ سے آتا ہے راوی
کہتے ہین کہ پہلے نماز عید حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینے مین تشریف لانے کے بعد دوسرے
سال ہجرت مین پڑھی ہو اور ابن زبالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین
کہ پہلے پہل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز عید فطر و عید اضحیٰ اوس جگہ ادا فرمائی جو
حکیم بن العداء کے قریب ہو اور بعضے ارباب تاریخ نقل کرتے ہین کہ وہ جگہ باب السلام سے
ہزار گز کے فاصلے پر واقع ہے اور اب وہ ایک مسجد ہے مصلا کر مشہور اور سمہودی ان
علامات پر نظر کرکے کہتے ہین کہ وہ جگہ وہ ہو جہان ایک مسجد بنی ہو مشہور بہ مسجد علی اگلے
مین مدینہ کا بازار وہین تھا اور دار حکیم بن العداء بھی اسی جگہ تھا واللہ اعلم اور ایک
اور مسجد ہے کہ اوسکو مسجد ابوبکر کہتے ہین وہ گر گئی تھی شیخ اکرام مدینہ نے اوس کی تجدید
نہایت ایک صاف اور ستھرا مکان بنایا اور گرد اسکے ایک رباط بھی تعمیر کی اور نہر عام
کی اسی مسجد کے قریب ایک باغیچہ تھا قدیم عریضہ کر مشہور اوس کا ابتک کچھ نشان باقی ہے

اور مسجد علی اس مسجد کی تجدید کسی عجمی نے کی ہو اور یہ مسجد بڑی ہو بڑا سا صحن ہو کھتی ہے کہتے ہیں کہ زمان محاصرہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہاں وہ لقبیلہ سے نکل کر اسی جگہ سکونت اختیار فرمائی تھی اور نماز عید بھی اسی جگہ ادا فرمائی تھی اور سمہودی اسی مسجد کو مصلاے عید سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نماز عید اس جگہ اتباعاً لسنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ادا کی ہو اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں مصلاے عید میں کچھ عمارت نہ تھی بلکہ اوسکی عمارت سے نہی فرمائی تھی اور آپ نے خطبۂ عید منبر پر نہیں پڑھا پہلے جسنے خطبۂ عید پڑھنے کو منبر رکھا وہ مروان بن حکم تھا چنانچہ شیخ ابن حجر عسقلانی بعضے احادیث سے استشہاد کرتے ہیں اور ابن شیبہ نقل کرتے ہیں کہ پہلے جسنے منبر پر خطبہ پڑھا وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں اور ترمذی کی روایت میں آیا ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز استسقا مصلا میں تشریف لیجا کر ادا فرمائی اور منبر پر کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا اور بعضے علما نے کہا ہے کہ اتفاق اتحاد منبر صلوٰۃ استسقا میں شاید اسواسطے ہوا ہو کہ حضرت کے افعال شریفہ کو مثل تحویل ردا اور رفع یدین اور سوا اسکے جو نماز استسقا میں ہوا کرتا ہے سب آدمی دیکھیں اور احداث منبر خطبۂ عید کے واسطے اسپر قیاس کیا ہو سید علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ ظاہر یہ ہیں کہ بنا ان تینوں مساجد کی عمر بن عبد العزیز کے زمانے میں ہوئی ہو اور مصلاے شریف کے فضائل ہیں اور اس مضمون میں کہ اوسکے پاس دعا قبول ہوتی ہو اور بہت سے اخبار اور آثار وارد ہیں اور حدیث مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمُصَلَّایَ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ بھی اوسی قبیل سے ہے اسواسطے کہ ما بین ان دونوں مکانوں کے فضیلت یقینی ہو کیونکہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں اکثر رونق افزا ہوتے چنانچہ جب کبھی سفر سے تشریف لاتے مصلے میں قدم رنجہ فرماکر مستقبل قبلہ ہوکر دعا فرماتے اور بروایت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ نجاشی کی اسی جگہ پڑھی ہے اور مسجد فتح یہ مسجد اور جو مساجد کہ اوسکے پاس دکھن جہت قبلہ پر واقع ہیں سب کی سب مساجد فتح کہلاتی ہیں لیکن حقیقت میں مسجد فتح وہی ایک مسجد ہے جو کوہ سلع سے پچھاں کی طرف اونچی سے ہو اور شرقی اور شمال کی طرف اسکی سیڑھیاں ہیں

سلہ درمیان میرے گھر کے اور میرے مصلے کے ایک باغچہ ہے باغوں جنت سے ۱۲

اور اسکو مسجد الاحزاب اور مسجد اعلیٰ بھی کہتے ہیں امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں
بروایت ثقات حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے لاتے ہیں کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ
وسلم نے مسجد فتح میں تین روز دعا کی دوشنبہ و سہ شنبہ و چہارشنبہ کو پس چہارشنبہ کے روز بیچ
الصلوٰتین اجابت دعا کی بشارت پائی و سرور چہرہ کہ آثار فرح و سرور آپکے چہرہ مبارک
پر ظاہر ہوتے تھے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مشکل مجکو درپیش ہوئی میں
اسی وقت مسجد فتح میں جاکر دعا کی اللہ تعالیٰ اسلئے مجھے اجابت دعا کی بشارت پہونچائی دوسری
روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس جگہ پر جہاں
مسجد فتح بنی ہے تشریف لاکر کھڑے ہوئے اور دست مبارک اٹھاکر کفار قریش پر جو خندق
روز جمع ہوکر چڑھ آئے تھے بددعا کی اور وہاں نماز نہیں پڑھی دوسری مرتبہ پھر تشریف
لائے اور بددعا کی اور نماز بھی پڑھی اور ابن زبالہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے غزوۂ احزاب کے دن مسجد فتح میں فقط دعا کی اور خوف اعدا سے نماز ظہر و عصر و مغرب پڑھنے
کی فرصت نہیں پائی بعد مغرب کے سب نمازیں قضا کیں اور جاننا چاہیے کہ روز احزاب اور روز
ایسے ہی ہوا اس غزوہ کو غزوۂ احزاب بھی کہتے ہیں اور غزوۂ خندق بھی اور اس غزوہ کے بعد
کبھی کفار قریش کو مجال اسکی نہیں ہوئی کہ مدینے پر چڑھ آتے اور ہتیار و نہ جاتے اور اوس
دن جب مسلمانوں پر کام سخت ہوا تو حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر دعا
اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا سے تند و تیز بھیجی کفار اوسکی تاب نہ لاکر بھاگ گئے چنانچہ قرآن مجید سورۂ احزاب
میں تفصیل اسبات پر ناطق ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد اسکے قریش ہم
تمہارے ساتھ مقابلہ نہ کرسکیں گے اور تمہیر چڑھ کر نہ آدینگے اسی جہت سے اس مسجد کو
اور احزاب کہتے ہیں اور آثار فتح اور انوار قبولیت دعا اوس مسجد میں اور اوسکے گرد
میں ظاہر و باہر ہیں اور اوسکے داہنی طرف ایک وادی ہے اوسکا نام سیح[1] ہے اوس
کھجوروں کے درخت بہت ہیں اور بہت ہی فضا خوشگوار ہوا اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ
اپنے آبائے کرام رضی اللہ عنہم سے روایت لاتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد فتح میں داخل

[1] سیح بیاسے مثناۃ تحتانیہ ۱۲

کچھ دو قدم چلکر کھڑے ہو گئے اور دونون دست مبارک اٹھا کر دُعا کی اور دست مبارک وقتے
بلند کئے کہ ردائے مبارک شانۂ شریف سے زمین پر گر پڑی اور آپ ویسے ہی دُعا مین مشغول
اور روایات متعددہ سے ثابت ہوا ہی کہ اس مسجد مین آپ کی دُعا کرنے کی جگہ وہی ہوا
ابن ہر سید علیہ الرحمت کہتے ہین کہ اب چونکہ عمارت اس مسجد کی متغیر ہو گئی ہے
ان مسجد مین محراب کے مقابل کھڑا ہونا چاہیے ولیکن اس کے ساتھ اور روایات
اکثر ثابت کرتے ہین کہ آپ کا کھڑا ہونا مغرب کی طرف اقرب تھا اور اوپر تشریف
لے جانے کا اتفاق شمالی سیڑھیون کی طرف سے ہوا تھا نہ مشرقی کی جانب ہوا اور اس طرف
دو ہی قدم چلکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ ملتی ہے اور روایت کرتے
ہیں کہ اس مسجد مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دُعا کی تھی یہ ہے اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ ھَدَیْتَنِیْ مِنَ الضَّلَالَۃِ
فَلَا مُکْرِمَ لِمَنْ اَھَنْتَ وَلَا مُھِیْنَ لِمَنْ اَکْرَمْتَ وَلَا مُعِزَّ لِمَنْ اَذْلَلْتَ وَلَا مُذِلَّ لِمَنْ اَعْزَزْتَ
وَلَا نَاصِرَ لِمَنْ خَذَلْتَ وَلَا خَاذِلَ لِمَنْ نَصَرْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا رَازِقَ
لِمَنْ حَرَمْتَ وَلَا حَارِمَ لِمَنْ رَزَقْتَ وَلَا رَافِعَ لِمَنْ خَفَضْتَ وَلَا خَافِضَ لِمَنْ رَفَعْتَ وَلَا خَارِقَ
لِمَنْ سَتَرْتَ وَلَا سَاتِرَ لِمَنْ خَرَقْتَ وَلَا مُقَرِّبَ لِمَنْ بَاعَدْتَ وَلَا مُبَاعِدَ لِمَنْ قَرَّبْتَ
یَا صَرِیْخَ الْمَکْرُوْبِیْنَ وَیَا مُجِیْبَ الْمُضْطَرِّیْنَ اِکْشِفْ ھَمِّیْ وَغَمِّیْ وَکَرْبِیْ فَقَدْ تَرٰی حَالِیْ وَحَالَ
اَصْحَابِیْ پس جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ پروردگارِ عالم و تقدس نے آپ کی
دُعا قبول فرمائی اور آپ کو اور آپکے اصحاب کو ہول دشمن سے محفوظ رکھا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم یہ پیغام سنتے ہی دو زانون بیٹھ گئے اور دست مبارک پھیلا کر اور چشمان مبارک

له یعنی اے اللہ میرے تیرا شکر ہے کہ تونے مجھے گمراہی سے نکالا پس کوئی بڑھانے والا نہین ہے اسکا جسکو تونے گھٹایا اور
کوئی گھٹانے والا اسکا نہین ہو جسکو تونے بڑھایا اور کوئی عزت دینے والا نہین ہو جسکو تونے ذلت دی اور کوئی ذلت
دینے والا نہین ہے جسکو تونے عزت دی اور کوئی مدد کرنیوالا نہین ہو اسکا جسکو تونے شکست دی ہے اور شکست دینے والا
اسکا نہین ہے جسکی تونے مدد کی ہو اور کوئی دینے والا اس چیز کا نہین ہو جس چیز کو تونے منع کیا اور کوئی مانع نہین ہو اس چیز
کا کہ جو تونے دی اور کوئی رزق دینے والا نہین جسکو تونے محتاج کیا اور کوئی محتاج کرنیوالا نہین جسکو تونے رزق دیا اور
کوئی اونچا کرنیوالا نہین جسکو تونے نیچا کیا اور کوئی نیچا کرنیوالا نہین جسکو تونے اونچا کیا اور کوئی پردہ دری کرنیوالا نہین جسکی تونے
پردہ پوشی کی اور کوئی پردہ پوشی کرنیوالا نہین جسکی تونے پردہ دری کی اور کوئی نزدیک کرنیوالا نہین جسکو تونے دور کیا اور کوئی
دور کرنے والا نہین جسکو تونے نزدیک کیا اے فریادرس بیکسون کے اور قبول کرنیوالے بیچارون کی دور کر دے میرے غم و رنج و تکلیف کو تحقیق تو

پہنچ کر کے جناب باری میں عرض کیا شُکْرًا لِمَا رَحِمْتَنِیْ وَرَحِمْتَ اَصْحَابِیْ اور ابو نعیم طریق شافعی
سے لاتے ہیں کہ دعا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احزاب کے دن یہ تھی شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وَاَنَا اَشْہَدُ
بِمَا شَہِدَ اللّٰہُ بِہٖ وَاَسْتَوْدِعُ ہٰذِہِ الشَّہَادَۃَ وَہِیَ وَدِیْعَۃٌ عِنْدَ اللّٰہِ یُؤَدِّیْہَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ
اِنِّیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ قُدْسِکَ وَعَظَمَۃِ طَہَارَتِکَ وَبَرَکَۃِ جَلَالِکَ مِنْ کُلِّ اٰفَۃٍ وَّعَاہَۃٍ وَّمِنْ طَوَارِقِ
اللَّیْلِ وَالنَّہَارِ وَطَارِقِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِلَّا طَارِقًا یَّطْرُقُ بِخَیْرٍ اَللّٰہُمَّ اَنْتَ غِیَاثِیْ فَبِکَ اَغُوْثُ
وَاَنْتَ مَلَاذِیْ فَبِکَ اَلُوْذُ وَاَنْتَ عِیَاذِیْ فَبِکَ اَعُوْذُ اَعُوْذُ بِجَلَالِ وَجْہِکَ وَکَرَمِ جَلَالِکَ مِنْ
وَکَشْفِ سِتْرِکَ وَنِسْیَانِ ذِکْرِکَ وَالْاِنْصِرَافِ عَنْ شُکْرِکَ اَنَا فِیْ حِرْزِکَ وَکَنَفِکَ وَکَلَائِکَ
لَیْلِیْ وَنَہَارِیْ وَنَوْمِیْ وَقَرَارِیْ وَظَعْنِیْ وَاَسْفَارِیْ وَحَیَاتِیْ وَمَمَاتِیْ ذِکْرُکَ شِعَارِیْ وَثَنَاؤُکَ
دِثَارِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ تَنْزِیْہًا لِاِسْمِکَ وَتَعْظِیْمًا لِوَجْہِکَ وَتَکْرِیْمًا لِسُبُحَاتِ وَجْہِکَ اَجِرْنِیْ
مِنْ خِزْیِکَ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِکَ وَاضْرِبْ عَلَیَّ سُرَادِقَاتِ حِفْظِکَ وَقِنِیْ سَیِّئَاتِ عَذَابِکَ وَ
وَعُدْ لِیْ مِنْکَ بِخَیْرٍ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ تَعَالٰی الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ الْکَرِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ
عَلَی النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ نقل کرتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے
ہیں کہ ہارون رشید نے اونکے ساتھ کچھ برائی چاہی تھی یہ دعا پڑھی اللہ تعالے نے اوس کی
برکت سے شر و آفت اعدا سے اونکو بچا دیا اور معاذ بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد فتح اور جتنی مساجد اسکے نیچے واقع ہیں سب میں نماز پڑھی
پہلی مسجد جو جانب قبلہ میں قریب مسجد فتح کے واقع ہے مسجد سلمان فارسی کہلاتی ہے
اور جو اسکے نیچے ہے اسکو مسجد علی مرتضی کہتے ہیں اور جو پہاڑ کی جڑ میں قبلے کی جانب
سب مساجد سے چھوٹی ہے اسکو مسجد ابو بکر رضی کہتے ہیں وجہ نسبت ان مساجد کی ان
حضرات کی طرف خوب کھل کر نہیں معلوم ہوئی مگر ظاہر ہیں واللہ اعلم ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ غزوہ احزاب کے دن یہ حضرات انھیں جگہوں میں ٹھہرے ہوں گے
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے رونق افروز ہوکر نماز پڑھی ہوگی پہلے ان مسجد

سلہ یعنے میں شکر کرتا ہوں تیرا شکر کرنے کر جیسا کہ تو نے رحمت کی مجھ پر اور میرے اصحاب پر ۱۲

عمر بن عبدالعزیز نے بنایا بعد اُسکے طول زمان کی جہت سے جب یہ مساجد منہدم ہو گئیں سیف الدین حسین بن ابی الہیجا نے سنہ پانسو [illegible] میں اوپر والی مسجد کی تجدید کی بعد اُسکے سنہ پانسو [illegible] میں دو مسجدیں اور بنائی پھر تجدید بنائے ابن ابی الہیجا کے مسجد علی مرتضیٰ کو سنہ آٹھ سو چھبیس میں امیر زین الدین ضیغم منصوری نے نئے سرے سے بنایا لیکن اوس مسجد کی جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب تھی کسی نے تجدید نہ کی ویسی ہی خراب پڑی رہی آخر کو سنہ نو سو [illegible] میں بعضے آدمیوں کو اوس کی تجدید کی توفیق عنایت ہوئی اور نصف راہ پر مسجد کو جاتے ہوئے جبل سبلع کی گھاٹی میں مدینے سے جانے والے کے داہنے ہاتھ پر مسجد بنی حرام ہے بعضے روایات میں آیا ہے کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہان عید الاضحیٰ کی نماز پڑھی ہے عمر بن عبدالعزیز نے اوسکی بھی تجدید کی تھی اور بنا پر سقف و ستون بنائی تھی اب فقط ایک چار دیواری باقی رہ گئی ہے اور اوس گھاٹی کے قریب ایک غار ہے کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام غزوہ خندق میں اوسکو نور بخشی ہے بعضے اوقات وہاں شب باش بھی ہوئے ہیں طبرانی [illegible] وہ یہ روایت لاتے ہیں کہ ایک روز حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں آئے آپ کو حجرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن میں نہ پایا ناچار مدینہ کے کوچہ کی طرف جدھر اکثر اوقات آپ تشریف لیجایا کرتے تھے متوجہ ہوئے آخر لوگوں نے جبل ثواب کی طرف نشان دیا یہ جبل ثواب پر چڑھ گئے اور داہنے بائیں نگاہ کرنے لگے دیکھتے ہیں کہ ایک غار کے اندر آپ سجدے میں ہیں معاذ ہیبت سے وہان چڑھ نہ سکے نیچے اوتر آئے پھر چڑھ کر دیکھا تو ابھی تک آپنے سجدے سے سر مبارک نہیں اُٹھایا تھا ان کو گمان ہوا کہ شاید آپ نے اس جہان سے رحلت فرمائی پس آپنے سجدے سے سر مبارک اوٹھایا اور فرمایا کہ جبرئیل امین نے میرے پاس آکر کہا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ آپکو سلام ارشاد فرماتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تم کچھ جانتے ہو کہ تمہاری امت کے ساتھ کیا معاملہ ہم کرینگے میں نے کہا کہ

اللہ تو اعلم و توانا تر ہے مین کیا جانون پھر جبرئیل علیہ السلام نے آکر بشارت پہونچا
پروردگار عالم وتقدس فرماتا ہے کہ تم اپنا دل خوش رکھو کہ ہم تمھاری نیت کو ساتھ ہو
کرینگے جس سے تمھارا دل خوش رہے اور تمھاری آزاری کا سبب ہو مین یہ بشارت سنتے
سجدے مین سر رکھا اور اس نعمت عظمی کا شکرانہ ادا کیا اہل معارف حقیقی جانتے ہین کہ بندے کو
نزدیک کرین اون سب سے بہتر سجدہ ہے اور مسجد قبلتین یہ مسجد مساجد فتح سے پچھان
طرف آدھے میل کے فاصلے سے یا اس سے کم وادی عقیق اور بیر رومہ کے نزدیک
ہے محمد بن اخنس سے روایت کرتے ہین کہ ام مبشر ایک بی بی تھین بنی سلمہ سے حضرت
انبیا صلے اللہ علیہ وسلم اون کے یہان تشریف لے گئے وہ بی بی آپ کے واسطے کھانا
کرکے لاتین آپ نوش فرماتے تھے کہ لوگون نے آپ سے حال ارواح مومنین کا پوچھا
ہین مورد اس حدیث کا اون کا جواب ارواح مومنین کا فرین مین وارد ہوئی ہے یعنی
تشریف تھی جب ظہر کا وقت آیا تو یہان ایک مسجد تھی بنی سلمہ کی حضرت صلی اللہ علیہ و
اوسمین تشریف لاکر نماز مین مشغول ہوئے دو رکعت ادا کر چکے تھے کہ وحی آئی
کہ قبلہ بیت المقدس سے کعبے کی طرف پھر گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے اندر ہی
اور بیت المقدس کی طرف سے کعبے کی طرف منھ کر لیا اور دو رکعت اخیرہ کعبے کی طرف
کی اسی جہت سے اس مسجد کو مسجد قبلتین کہتے ہین اور ابن زبالہ محمد بن جابر سے روایت
ہین کہ ایک جماعت بنی سلمہ کی اپنی مسجد مین نماز پڑھتی تھی دو رکعت ادا کر چکی تھی کہ
تحویل قبلہ اونکو پہونچی وہ سب کے سب نماز ہی مین بیت المقدس کی طرف سے کعبے کی
پھر گئے اس روایت مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر تحویل قبلہ کے وقت
اس مسجد مین واقع نہین ہوا شیخ مجد الدین فیروز آبادی کہتے ہین کہ اس اسم کے ساتھ
مسجد قبا اولیٰ واحق ہے اسواسطے کہ صحیحین مین آیا ہے کہ تحویل قبلہ مسجد قبا مین واقع
تھی اور بعضے پہلے قول کو ترجیح دیتے ہین واللہ اعلم اور مسجد ذباب اب اس مسجد کو مسجد
کہتے ہین اور یہ مسجد مدینے سے شام کی راہ پر جانے والے کے داہنی طرف کو پڑتی
ایک پہاڑی پر جسکا نام ذباب ہے اصل بنا اسکی عمر بن عبد العزیز سے تھی اوسکے ستون

ہونے کے بعد سنہ آٹھ سو پینتالیس یا چھیالیس مین بعضے امراے مدینۂ مطہرہ نے اوسکی تجدید
کی اور درمیان اس مسجد کے اور مساجد فتح کے وہی جبل سلع فاصل ہو اسکی پچھان کی طرف
مساجد فتح واقع ہین اور پورب کی طرف یہ مسجد ایک اونچے مکان پر نہایت تفرح اور
عروج اور منور واقع ہے مدینۂ منورہ اور قبۂ مطہرہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ
وسلم بھی وہان سے نظر آتا ہے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبل ذباب
پر نماز پڑھی ہے اور ابن زبالہ کی روایت میں ہے کہ تبوک سے پھرتے ہوئے آپکا خیمہ بھی اوسپر نصب ہوا تھا روایت
ہے حارث بن عبد الرحمن سے کہ مروان بن الحکم کا ایک عامل تھا یمن کی زمین پر زباب نام
اوسکو اوسنے جبل ذباب پر سولی دی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہلا بھیجا کہ واے تجھپر
کہ جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی وہان تو نے اوس شخص کو ترا رسولی دی
بعد مروان کے اور بعد امراے بھی ایسا ہی کیا ہے آخر کو بعض سلف کے منع کرنے سے یہ بات
منع ہو گئی اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ مبارک جبل ذباب پر ایام خندق
مین منصوب ہوا تھا اور خندق واقعۂ احزاب مین سلع کے پچھان کی طرف شمال سے عبید
تک اور مساجد فتح سے ذباب تک کھودی گئی تھی چنانچہ تفصیل اسکی کتب سیر اور تواریخ مین
واقع ہے اب خندق کا نشان باقی نہین سوا اوس جگہ کے جس کی لوگ زیارت کو جاتے
ہین اور تبرک حاصل کرتے ہین اور بعضے علما اس مسجد کا ثنیۃ الوداع پر نشان دیتے ہین
شاید یہ امر اس جہت سے ہوگا کہ ثنیۃ الوداع اوس جگہ سے قریب ہے اور مسجد فتح یہ فاذ
سین و حامی جملہ یہ مسجد سید نا حمزہ کے مشہد مقدس سے شمال کی طرف جبل احد کی جڑ مین
واقع ہے کہتے ہین کہ آیہ کریمہ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجَالِسِ الآیۃ اسی
مسجد مین نازل ہوئی مطری کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد کے دن بعد
قتال کے نماز ظہر و عصر اسی جگہ پڑھی تھی اور ابن شیبہ نے بھی موافق اس کے نقل
کی ہے لیکن نماز خاص کی تعیین نہین کی واللہ اعلم اور مسجد عینین یہ مسجد مشہد سید الشہدا
سے قبلے کی طرف واقع ہے اور اس جبل کو الرماۃ کہتے ہین کہ احد کے دن

سلہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت کہا جاوے واسطے تمہارے کشادگی کرو بیچ مجلسون کے الخ

تیرانداز ان لشکر اسلام او سپر کر طرف ہوئے تھے آپ جہت طرف سے یہ مسجد گرگئی ہے
ہین کہ حضرت سید الشہدا رضی اللہ عنہ کے اسی جگہ برچھی لگی جابر رضی اللہ عنہ کی روایت
مین آیا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن نماز ظہر جبل عینین پہ پڑھی تھی
کے پاس اور یہی روایت آئی ہے کہ ہمرونا نبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے مع اصحاب کرام
مُتّصل وہان نماز پڑھی ہے اور مسجد الوادی یہ مسجد جبل عینین کے شامی کنارے پر واقع ہے
مطری کہتے ہین کہ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جگہ وہی ہے اور وہ
کہاکر پہلی جگہ سے آکر وہین گرپڑے تھے اور ابن شیبہ نقل کرتے ہین کہ سیدنا حمزہ رضی
اللہ عنہ بعد شہید ہوجانے کے بھی اسی جبل الرماۃ پر تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
حکم سے اونکی لاش مبارک کو بطن وادی سے اوٹھا کر جہان اون کی قبر شریف ہے لا
کر دفن کردیا اور بعضے علما اس مسجد کو مسجد عسکری بھی کہتے ہین واللہ اعلم اور مسجد السقیا
بقیہ مین محلہ رسکون تا فتادہ ایک کوئین کا نام ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ
بدر کو جاتے وہان لیا اوس جگہ نماز پڑھی ہے اور اہل مدینہ کے واسطے دعائے برکت کی ہے
اور بعضے علما نے اس مسجد کا ذکر نہین کیا ہے اور اوس کی جگہ مین متردد رہے ہین سمہودی
سمہودی کہتے ہین کہ اس جگہ عقیق کی فکر مجھے ہوئی یہان تک کہ زمین کے نیچے سے ایک
قبہ نکلی اور مقدار آدھہ گز کی ہر طرف سے اوس کی دیوار پیدا ہوئی تب لوگون نے
اوسکی تجدید بنا کی اور اس زمانے مین مسجد سقیا اوس مسجد کو کہتے ہین کہ جو کہ معظمہ
کی راہ پر سواد مدینے سے قریب واقع ہے حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ
علیہ وسلم کی زیارت کو جو لوگ کہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو آتے ہین اون کو
اسی مسجد کی زیارت حاصل ہوتی ہے اور یہ مسجد چھوٹی ہے تخمینا سات گز چوڑی سات
گز لمبی ہوگی واللہ اعلم یہ بائیس مساجد مشہورہ کا ذکر تمام ہوا انکی زیارت سے خلق
مشرف ہوتی ہے سوا ان مساجد کے اور بھی ہین غالب ہو کہ وہ چالیس سے زیادہ
مگر ان مین سوائے طرف کے کہ اس اس طرف واقع تھین اور کچھ معلوم نہین ہوا اور

عہ عزوہ کر لکن بہ بستی ملاحظہ نشان سپاہ ۱۲

بالفرض بعضے مواضع کے جہت کی تعیین بھی کیجاوے تو زیادہ تر اور طالبین کو سوا حیرت
اور تردد کے کچھ حاصل نہوا اسواسطے انکے ذکر مین تقصیر واقع ہوئی اور سید سمہودی
علیہ الرحمۃ نے اُن سبکا ذکر کیا ہے واللہ الموفق اللہم صل علی محمد وآلہ وصحبہ وسلم

باب نواں ان ذکر مین بعضے کنوون کے جنکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مشرف
فرمایا اور مشہور اور ماثور ہین کنوئین بھی مثل مساجد شریفہ کے بہت ہین لیکن بعضے گرگئے
ہین اور معدوم ہوگئے کہ اون کا کچھ نشان باقی نہین اور سید علیہ الرحمۃ اپنی تاریخ
مین بیس سے زیادہ ذکر کرتے ہین لیکن جتنے کنوون کی آپ زیارت ہوا کی ہے سات
ہین بعضے علمانے اونکو نظم کیا ہے اس طرح پر کہ **اشعار** اِذَا رُمْتَ آبَارَ النَّبِیِّ بِطَیْبَۃٍ
فَعِدَّتُہَا سَبْعٌ مَقَالًا بِلَا وَہَنٍ ۞ اَرِیْسٌ وَغَرْسٌ رُوْمَۃٌ وَبُضَاعَۃٌ ۞ کَذَا بُصَّۃٌ قُلْ بَیْرُحَاءُ مَعَ الْعِہْنِ
اس تخصیص کی جہت سے اون کنون کا ذکر مناسب ہوا۔ بیر اریس بروزن جلیس ایک یہودی
کی طرف سے منسوب ہے جسکا نام اریس تھا قریب مسجد قبا کے پچھان کی طرف واقع
ہے پانی اوسکا شیرین اور لطیف ہے روایات متعددہ مین آیا ہے کہ حضرت سید الانس
والجان صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن شریف اوس مین ڈالا ہے اور مٹھاس
اُسکی اُسی سے پیدا ہوئی ورنہ پہلے اوسکا پانی میٹھا نہ تھا بیہقی نقل کرتے ہین کہ حضرت
انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے قبا مین آکر لوگون سے اس کنوئین کا نشان پوچھا
ایک شخص اونکو اوسپر لے گیا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث نقل کی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنوے پر تشریف لاکر ایک ڈول پانی ایک شخص سے کہ اوس
کنوئین سے پانی نکال رہا تھا طلب فرماکر نوش فرمایا بعد اوسکے باقی پانی مین اپنا لعاب
دہن شریف اُس مین ڈال دیا بعد اوسکے آپ نے استنجا کیا پھر کنوئین پر تشریف لاکر
وضو کیا اور موزون پر مسح کیا اور نماز ادا فرمائی بعضے کہتے ہین کہ یہ قضیہ بیر غرس پر
واقع ہوا ہے واللہ اعلم اور جو کچھ بیر اریس کے باب مین صحت کو پہونچا ہے اور صحیحین مین آیا ہے یہ ہے

؎ جب تو قصد کرے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے کنوون کا مدینے مین پس شمار اونکا سات ہین بغیر شبہے کے بیر اریس
ہے اور غرس ہے اور رومہ اور بضاعہ ہے اور ایسا ہی بصہ کہ تو بیرحاء ساتھ بیر عہن کے کہہ۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اپنے گھر سے وضو کرکے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے قصد سے نکلا اور مین نے عہد کیا کہ آج حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے حضور ہی مین حاضر رہون پس مسجد شریف مین حاضر ہوا آپ کو نہ پایا لوگون نے کہا
کہ آپ اسی وقت برآمد ہوکر قبا کی طرف تشریف لے گئے ہین مین بھی پیچھے پیچھے چلا
آیا لوگون نے کہا کہ آپ بیر اریس پر رونق افروز ہین مین وہان حاضر ہوکر دروازہ
پر جا دیواری جو بیر اریس کے گرد ہے بیٹھ گیا یہان تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حوائج بشری سے فارغ ہوکر وضو کیا پس مین اندر داخل ہوا دیکھتا کیا ہون کہ آپ کنوئین
کی جگت پر ساقین مبارک کھول کر دونون پاے مبارک کنوئین مین لٹکاے ہوئے ہین
مین نے سلام کیا اور پھر آن کر مین دروازے پر بیٹھا اور اپنے دل مین نے کہا کہ آج
مین سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کا دربان رہون بعد ایک ساعت کے حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ نے آکر دروازہ ٹھونکا مین نے پوچھا کون ہے وہ بولے ابو بکر مین
نے ٹھہر جاؤ مین حضور مین عرض کرون پھر مینے حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابو بکر
رضی اللہ دروازے پر حاضر ہین اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہین فرمایا کھول دو
اور اونکو بشارت جنت کی دے مین نے ابو بکر رض کے پاس آکر اونکو بشارت جنت کی
دی پس ابو بکر رض اندر آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف بیٹھ کر اتنا
اونھون نے بھی کنوئین مین پانون لٹکا دیے پھر مین آکر دروازے پر بیٹھا اور اپنے بھائی
منتظر تھا کہ اوسکو گھر مین وضو کرتے چھوڑ آیا تھا اور اپنے جی مین کہتا تھا کہ کاش
وہ بھی آوے کہ آج پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا وقت خاص ہے کیسی بشارت
مستفیض ہو اس درمیان مین عمر بن خطاب رض نے دروازہ ٹھونکا مین نے کہا ٹھہر جاؤ مین
عرض کرون پس مین نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ عمر رض آئے ہین اور اندر آنے
کی اجازت چاہتے ہین فرمایا آدین اور اونکو جنت کی بشارت دی مین نے عمر رض کے
پاس آکر بشارت جنت کی اونکو دی پس عمر رض بھی اندر آئے اور بائین طرف حضرت کے
اوسی جگہ جاکر اوسی وضع سے پانون لٹکا کر بیٹھے پھر مین آکر دروازے پہ بیٹھا اس خیال

کہ جسکے سبب جانی آجائے بعد تھوڑی دیر کے عثمان بن عفان پہنچے اُن کی خبر مینے پہونچائی
فرمایا آنے دین اور بشارت دے اُنکو جنت کی ساتھ ایک بلا کے جو اُنکے سر پر آنے والی ہے
مین نے عثمان رضہ سے آکر کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمکو بشارت دیتے ہین جنت
کی ساتھ ایک بلا کے جو تمہارے سر پر آنے والی ہے عثمان رضہ اندر آئے اور دیکھا کہ جس
جگہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین تشریف رکھتے ہین جگہ کی تنگی ہے تو دوسری
طرف مقابل اُن کے بیٹھے اور صحیح بخاری مین وارد ہے کہ انگوٹھی سرورِ انبیا صلے
اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک مین تھی اور بعد آپ کے رحلت فرمانیکے حضرت ابوبکر و
عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھون مین رہی اور بعد اُن دونون صاحبون کے حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مین آئی ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کنوئین پر بیٹھے
تھے انگلی سے حسب عادت انکو ہاتھ مین پھرا رہے تھے کہ دفعۃً انگوٹھی شریف کنوئین
مین گر گئی تین روز اسکو ڈھونڈھوایا اور کنوئین کا پانی کھنچوائے لیکن ہاتھ نہ آئی نام
اوسکا بیر اریس ہے رواہ ابن ماجہ اور صحیح مسلم مین عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت لاتے
ہین کہ انگوٹھی شریف معیقیب کے ہاتھ سے کنوئین مین گری جو خادم تھے حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ کے اور دونون حدیثون کے مضمون کو موافق کرنا بارتکاب تاویل
و تجوز ممکن ہے واللہ اعلم انگوٹھی گرنے کا اتفاق بعد چھہ برس کے خلافت عثمان
سے ہوا اوسی روز سے اُنکی خلافت مین تزلزل آگیا خاتم سلیمان کا سا حال ہوا کہ
اوس کے گم ہونے کے وقت اون کے ملک مین خلل آگیا تھا ویسی ہی یہان بھی ہوا بعض
کہتے ہین وہ وہ بیر کنواں تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے صدقات مین سے اور وہان
پر انکا حصہ لگا تھا کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس پر اپنی نظر سے اونکے ساتھ
خاص کیا تھا اور مال اور بھی تھا کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار دینار
کو مول لیکر امہات المومنین رضی اللہ عنہن پر تصدق کیا تھا اور اوس مال کو بھی بیر اریس
پر بانٹے تھے واللہ اعلم اور بیر اریس مین سیڑھیان تھین کہ نیچے اوتر کر اوسمین غور کر سکتے
تھے سنہ سات سو چودہ ہجری مین اوس کنوئین کی تجدید ہوئی اب وہ مرجانے کی راہ ہی نہین ہے

اور اوسپر جو عمارت بنی ہوئی تھی مفقود ہے کہتے ہین کہ ایک غلام تھا کسی رومی کا خبیث النفس
منافق اوسکا ایک باغ تھا اوسنے بقصد مٹادینے آثار محمدی کے اوس کنوے پر جانے آنے
کی راہ بند کردی اور عمارت گرادی قاتلہ اللہ و دمرہ مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ یہ حال
بیر ارئیس کا شیخ علیہ الرحمۃ کے زمانے مین ہوگا اب جو اوسپر عمارت بنی ہے اور اوس کے گرد
ایک احاطہ بھی ہے اور یہ بات سنہ بارہ او ناسی کی کہتا ہون بیر غرس شیخ مجد الدین فیروزآبادی
لکھتے ہین کہ غرس بفتح غین معجمہ وسکون راے بر مثنے درخت بٹھلانے کے اور بعضون نے بضم
اوسکا وزن ہجے کے بھی ضبط کیا ہے اور کہتے ہین کہ مین نے بہت سے اہل مدینہ سے سنا
کہ غین کو مضموم پڑھتے ہین لیکن صواب وہی فتح پڑھنا ہے انتہی اور اب متعارف لوگون
مین ضم غین ہے وہ ایک کنواں ہے مسجد قبا سے شمال کیجانب پورب رخ کو قریب
ادھے میل کے اور غرس نام اون مواضع کا ہے جو اس کنوین کے گرد ہین اور یہ بہت
بڑا کنواں ہے دہ در دہ سے زیادہ اور کثیر الماء ہے اور پانی اسکا کچھ سبزی مائل ہے
اور اوس مین سیڑھیان بھی ہین کہ آدمی اندر اوتر سکتا ہے اور سنہ آٹھ سو بیاسی مین
اوسکی تجدید ہوئی ہے اور یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس
کنوے کے پانی سے وضو کیا ہے اور بقیہ وضو اوس مین ڈال دیا ہے اور ابن حبان انس
سے نقل کرتے ہین کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیر غرس سے پانی منگوایا کرتے تھے اور
فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے دیکھا ہے کہ اوس بیر کا پانی پیتے تھے
اور اوس سے وضو کرتے تھے اور ابراہیم بن اسمعیل بن مجمع سے روایت کرتے ہین کہ کہا
اونھون نے کہ ایک روز آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین آج رات کو تھا
گویا مین نے جنت کے کنوون مین سے ایک کنوے پر صبح کی ہے یعنی صبح کو ایک کنوے پر
پہونچا ہون کہ وہ کنواں بہشتی کنوؤن مین سے ہے پس صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے بیر غرس پر اور اوسکے پانی سے وضو کیا اور لعاب دہن اوس مین ڈالا اور تھوڑا سا
شہد کوئی شخص آپ کے واسطے ہدیہ لایا تھا اوسکو بھی آپ نے اوسی مین ڈال دیا اور
ابن ماجہ بسند جید روایت لاتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی

مجھکو بعد رحلت کے سات قربے پانی بیر کنوئے سے کہ بیر غرس ہے منگوا کر غسل دینا
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ حیات مین بھی اوس کنوئے کا پانی نوش فرمایا
کرتے تھے اور بھی روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
سے فرمایا تھا کہ جب مین اس عالم سے سفر کرون تو سات قربے پانی بیر غرس سے کہ جسکا
دہان کسی نے نہ کھولا ہو منگوا کر مجھے غسل دینا اور امام محمد باقر رضی اللہ عنہ وعن
آبائہ الکرام سے بھی منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وفات کے بیر غرس کے
پانی سے غسل دیا گیا اور آپ حیات مین بھی اوس کا پانی پیا کرتے تھے صلی اللہ
تعالیٰ علی آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم آور بیر رومہ بضم راے مہملہ وسکون واو اور
بعد واو کی جگہہ ہمزہ پڑھتے ہین ایک بڑا کنوان ہے مسجد قبلتین سے شمال کی طرف وادی
عقیق مین پانی اوسکا نہایت لطیف اور نہایت شیرین ہے کہ تعریف مین نہین آتا حدیث
شریف مین آیا ہے کہ نعم القلیب المزنی اور مزنی وہی رومہ ہے جسکا کنوان تھا اور حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ نے اوس سے خرید کرکے تصدق کردیا تھا نقل ہے کہ جب حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ نے حدیث نبوی سنی تو آدھا اوس کنوین کا سو اونٹ کے عوض
مین لیکر تصدق کردیا بعد اوسکے ہجوم خلایق کی جہت سے جو کنوین والے کو اپنے
حصے کا پانی کھینچنا مشکل ہوگیا اوس نے دوسرا آدھا بھی قدرے قلیل پر بیچ ڈالا اور
ابن شیبہ روایت زہری سے لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من یشتری
رومۃ فیشرب رواءً فی الجنۃ پس عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اوسکو اپنے مال
سے خرید کے تصدق کردیا اور بغوی بشیر اسلمی سے نقل کرتے ہین کہ جب مہاجرین مکہ
مدینہ مین بکثرت آئے اور میٹھا پانی اس شہر مین بہت کم تھا یہان تک کہ ایک
شخص تھا بنی غفار سے اوسکا ایک کنوان تھا چشمہ دار اوسکو بیر رومہ کہتے تھے وہ
قربہ پانی ایک مد کو بیچتا تھا ایک روز سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس شخص سے فرمایا

جسکا کنوان مزنی کا ہے ۱۲

مشہور ہوگیا بیر رومہ کو ہیے گار واکو تحقیق نہین ۱۲

کر تو اس کنوئے کو بعوض اوس چشمے کے جو تجھکو جنت مین ملے ہمارے ہاتھ بیچ ڈال
اوس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے اور میرے عیال کے واسطے اسکے سوا کوئی اور
وجہ معیشت نہین ہے عثمان رضی اللہ عنہ نے جو یہ خبر سُنی تو پینتیس ہزار درہم کو اوس سے
خرید کرکے مسلمانون پر وقف کر دیا ابن عبد البر نقل کرتے ہین کہ یہ کنوان ایک یہودی کا
تھا کہ اوسکا پانی مسلمانون کے ہاتھ بیچا کرتا تھا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اون لوگون کو اوسکے مول لینے کی ترغیب فرمائی اور اوسکے مول لینے والے کو جنت
کی بشارت دی پس امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے آدھا اوسکا بارہ ہزار درہم کو مول
لے لیا جب یہودی کو اپنے حصے کے تصرف مین دقت ہوئی تو اوس نے وہ آدھا بھی آٹھ ہزار
درہم کو بیچ ڈالا اور نسائی اور ترمذی روایت کرتے ہین کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ
عنہ نے ایام محاصرہ مین مفسدون سے فرمایا کہ تم کو مین خدا اور دین اسلام کی قسم دیکے
پوچھتا ہون کہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف لائے
اور مدینے مین سوا بیر رومہ کے اور پانی میٹھا نہ تھا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ جو شخص بیر رومہ کو مول لیوے اوس کو اللہ تعالے مثل اوس کے بہشت مین
عنایت کرے گا مین نے اوسکو مول لے لیا اور غنی اور فقیر اور مسافر پر اوسکو وقف
کر دیا اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو شخص جیش عسرہ کی تجہیز کرے
اوسکے واسطے جنت واجب ہو جاتی ہے مین نے اوسکی تجہیز کی یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ کی سنکر اون مفسدون نے کہا ہان ہم جانتے ہین اور اسیطرح کی روایت صحیح مین
بھی آئی ہے اور اس کنوین کا وجود جاہلیت کے وقت سے ہے منہدم ہو گیا تھا سنہ
سات سو [illegible] کے حدود مین اوسکی تجدید ہوئی اور یہ جو بعضی روایات مین آیا ہے کہ
من حفر بیر رومۃ فلہ الجنۃ اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت مین بھی اوس
کنوئین مین حفر و اصلاح کی حاجت تھی واللہ اعلم اور بیر بضاعہ بضم باے موحدہ
مشہور ہے اور بعضی حکایات کسر کی بھی کرتے ہین اور ضاد معجمہ اور بعضے صاد کہتے ہین

[illegible] جو شخص کھودے بیر رومہ کو پس واسطے اوسکے جنت ہے —

اور زمین وسکے مین محلہ ایک کنوان ہر باب شامی مدینہ منورہ کے نزدیک اوس کی وارث
سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کو جانے تو داہنے کو پڑتا ہے خبر مین آیا ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بیر بضاعہ پر تشریف لائے اور ایک ڈول مانگ کر اوس سے وضو کیا
اور باقی پانی مع اپنا لعاب دہن اوس کنوین مین ڈال دیا اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے زمانہ شریف مین جو شخص بیمار ہوتا اوسکو بیر بضاعہ کے پانی سے غسل دیتے اوس پانی
کی برکت سے اللہ تعالے شفاے عاجل عنایت کرتا اور حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی
اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ جو شخص بیمار ہوتا تھا اوسکو ہم تین روز بیر بضاعہ کے پانی
سے غسل دیتے تھے وہ صحت پاجاتا تھا اور ابوداؤد اور ترمذی اور احمد وغیرہم ابوسعید خدری
رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک روز لوگون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض
کیا کہ یا رسول اللہ بیر بضاعہ کا پانی آپ کے واسطے آتا ہے اور حال یہ کہ اوس کنوین
مین کتون کا گوشت اور حیض کے لتے اور نجاسات بھی پڑتی ہین آپ نے فرمایا کہ پانی پاک
ہے اوس کو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی اور نسائی بھی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ
عنہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک روز حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین مین
حاضر ہوا مین نے دیکھا کہ آپ بیر بضاعہ پر بیٹھے وضو کر رہے ہین مین نے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ آپ اس پانی سے وضو کرتے ہین اور حالانکہ اوس مین بہت سی نجس چیزین
ڈالی جاتی ہین فرمایا الماء لا ینجسہ شیء؎ اور سہل بن سعد روایت لاتے ہین کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن شریف بیر بضاعہ مین ڈالا اور اوس کنوئے کا پانی لوگون
کو دیا اور اوسکے واسطے خیر و برکت کی دعا کی اور ابی اسید صاحب بیر بضاعہ سے نقل کرتے
ہین اور وہ کہتے تھے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن شریف پڑنے کے بعد ہم
بیر بضاعہ کا پانی تبرکا پیتے تھے ایک بار میوہ ہمارے اوس بستان کا جس مین بیر بضاعہ
ہے کوئی کاٹ لے گیا مین نے اسکی شکایت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین
کی آپ نے فرمایا کہ وہ غول بیابانی ہے جو میوہ چرا لیجاتا ہے اسکے بعد اگر نقصان میرے

؎ یعنی پانی کو کوئی چیز نجس نہین کرتی ہے۔

میں پایا تو کہا بسم اللہ اجیبی رسول اللہ ابو اسید نے بحکم رسالت پناہی یہ کلمہ جو کہا تو
ادس غول بلیابانی نے بسنکر کہا کہ یا ابا اسید میرا گناہ معاف کر مجھے حضور جناب رسالت مآب صلی
اللہ علیہ وسلم میں نہ لیجائیں اسکے بعد کبھی اس بستان میں نہ آؤنگا اور میں تجھکو ایک
سکھاتا ہون کہ اوسکی برکت سے تجھے اور تیرے گھر والون کو کوئی رنج و مصیبت نہ پہنچے
اور وہ آیۃ الکرسی ہے ابو اسید نے یہ قصہ آکر حضور حضرت رسالت میں عرض کیا
فرمایا کہ جو کچھ اسنے کہا سچ کہا لیکن وہ جھوٹا ہے ہیثمی کہتے ہیں کہ اس حدیث کے رجال
ثقہ ہیں اور بعضے اس حدیث کو ضعیف بتاتے ہیں واللہ اعلم اور آپکا بیر بضاعہ بعضے آدمیون
کے باغ میں پڑگیا ہے اُسکی زیارت مشکل سے ہوتی ہے اور بیر بُصّہ بضم باے موحدہ و تخفیف
صاد محلہ جنت البقیع کے قریب ہے جو شخص بقیع کی طرف سے شہر پناہ کی نیچے مسجد قبا کے
کنوان اسکے بائیں کو پڑتا ہے ابن عدی حضرت ابو بکر سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
لائے ہیں کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے گھر تشریف لائے اور فرمایا تمھارے
کچھ تھوڑی سی سدر ہوگی کہ اوس سے ہم اپنا سر مبارک دھووین کہ آج جمعہ کا دن ہے ابو سعید
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا حاضر ہے اور میں نے لاکر عرض کی اور آپ کے
ساتھ بیر بصہ پر گیا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اپنا دھویا اور سر مبارک کا غسالہ
بیر بصہ میں ڈالدیا اور اس بیر بصہ میں سیڑھیاں ہیں اور پانی اسکا بہت قریب ہے
بیر حاء اس لفظ کو بہت طرح سے لوگون نے پڑھا ہے چنانچہ شراح حدیث نے اسکی تحقیق
کی ہے سب وجہون سے مشہور تر راے موقوف و حاے مقصورہ کے ساتھ ہے اور ایک جماعت
ایک لڑکا ہی یا ایک عورت کا یہ کنوان اون کی طرف سے منسوب ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ
ایک مکان کا نام ہے جس میں یہ کنوان واقع ہے اور یہ کنوان مسجد شریف نبوی سے شمال
کی طرف قلعے کی دیوار سے بہت قریب ہے یہان تک کہ اگر قلعے کی دیوار حائل نہو تو مسجد
سے اوس کنوین پر جانا بہت نزدیک پڑے کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر
وہان تشریف لاتے تھے اور اوس کے درختون کے سایے میں جلوہ فرما ہوتے تھے اور اسکا پانی

له بسم اللہ چل رسول اللہ کے پاس ۱۲

نوش فرماتے تھے اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ ابو طلحہ انصاری کے پاس اموال کثیرہ تھے نخل
سے اور سارے اموال مین سے محبوب تر اور معزز تر اون کے نزدیک بیرحا تھا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم اوس مین تشریف لایا کرتے تھے اور اوس کا پانی نوش فرمایا کرتے تھے
اور طلحہ نے اوسکو اپنے ذوی الارحام پر تصدق کر دیا تھا ابی اور حسان اون کے
ذوی الارحام مین تھے حسان نے اپنا حصہ حضرت معاویہ کے ہاتھ بیچ ڈالا اونسے لوگوں نے
کہا کہ تم نے صدقہ ابو طلحہ کو کیون بیچا اونھون نے کہا کہ مین کیون نہ بیچون کہ وہ ایک
صاع تمر کو بعوض ایک صاع دراہم کے خریدتا ہے حضرت معاویہ نے وہان پر اپنا ایک قصر بنایا جس جگہ
پہلے بنی جدیلہ کا قصر بنا ہوا تھا اور ابو جعفر منصور نے بھی وہان ایک قصر بنوایا تھا اب یہ کنوان ایک
پہلے سے باغیچے مین واقع ہے اوسمین ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہے اور اوسکا پانی شیرین ہو
اور ہوا وہان کی فرحت انگیز ہے اور بیر عہن بکسر عین مہملہ و سکون ہا عوالی مدینہ میں ہے
جنوب سے پورب کی طرف ایک شریف سے بستان کبیر مین و سمین زراعت اور اشجار بستہ ہین وہ
نہایت نظافت و لطافت رکھتی ہو سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم وہان تشریف فرما ہوتے ہین
اور آپ نے اوسکے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھی ہو اور ذکر باقی آبار و دیگر اموال صدقات آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور بیان باقی مساجد کا کہ بلاد متفرقہ مین آپ نے اون جگہون کو مشرف فرمایا ہو
اور عیون اور اودیہ وغیرہا جو اس بلدہ طیبہ سے متعلق ہین تواریخ مدینہ طیبہ مین مسطور و مذکور ہین
اختصار کی جہت سے بیان اونکے ذکر مین تقصیر واقع ہوئی اور جملہ عیون طاہرہ مدینہ مطہرہ کہ آجکل
جاری اور منبع یہ ہو عین زرقا ہو کہ قبا کے نخلستان سے نکلی ہو مروان بن حکم نے اوس زمانے مین کہ
مدینہ کا عامل تھا حضرت معاویہ کے حکم سے عین کو جاری کیا اور مدینہ منورہ مین لایا اور اوسکا پانی
نہایت شیرین اور لطیف ہو کہ اوسکا مزا بغیر چکھے معلوم نہین ہو سکتا اور از جملہ اودیہ جو مشہور اور متبرک
ہین وہ وادی عقیق ہے کہ احادیث نبوی مین اوسکے فضائل مذکور ہین اور اشعار عرب
مین اوس کا ذکر بے حد و حساب ہے چنانچہ اون مین سے کسی کا شعر یہ ہے شعر یا صاحبی ہذا
العقیق فقف بہ * متولہا ان کنت لست تولہ * اور شیخ عبد الہادی سعودی کہتے ہین کہ

بیت اے رفیق میرے یہی مقام ہے عقیق پس ٹھہر جا یہان حیران و شکستہ اگرچہ ہر گشتہ نہین ہے ۱۲

ہوا گیا رحوا ان ذکر بعضے مقامات متبرکہ میں ہو گئے اور مدینے کے راہ میں ماثور مشہور
ہیں علمائے سیر و تواریخ نے مساجد و مشاہد جو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
اوقات و اسفار میں مشہور رہا تو رہیں جمع کیا لیکن اب اون میں سے اکثر مجہول و منہدم ہو گئی
ہیں اون میں سے بعضے کا کچھ پتا اور نشان ملتا ہے کہ لوگ اون کی زیارت سے مشرف
ہوتے ہیں اور جو کچھ ان اوراق میں ثبت ہوتا ہے وہ ذکر ہے اون بعض مساجد کا
جو مدینے کی راہ میں واقع ہیں ایک مسجد ذی الحلیفہ ہے کہ جسے مناسک والے اوسکو
مسجد شجرہ بھی کہتے ہیں اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم
اون مدینے سے جانے وقت ایک مرتبہ عمرے کو دوسری مرتبہ حج کو ذی الحلیفہ میں
ایک درخت سمرہ کے سایے میں بیٹھے ہیں اور وہاں نماز بھی پڑھی ہے اور شب بھی رہے
اور اوس جگہ سے احرام باندھا ہے آپ میقات و محل احرام مدینہ والوں کا بھی یہی جگہ
ہے اور اوس جگہ ایک بڑی مسجد تھی کہ طول زمان کی جہت سے گر گئی سنہ آٹھ سو اسّی
میں اوسکی تجدید ہوئی اور اس مسجد میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھنے والے ستون
کی طرف تھی اور وہ درخت سمرہ بھی اوسی جگہ پر تھا مطری کہتے ہیں کہ اس بڑی مسجد سے
قبلہ کی طرف ایک چھوٹی مسجد اور ہے ایک تیر کے فاصلے سے شاید حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے اوس میں نماز پڑھی ہو سمہودی کہتے ہیں کہ اس چھوٹی مسجد کو مسجد المعرس کہتے
ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعضے غزوات سے پھرتے وقت اوس جگہ تعریس[۱] فرمائی اور نماز پڑھی ہے اور
بخاری صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ تشریف لیجانا آنجناب
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسجد الشجرہ کی راہ سے ہوا ہے اور تشریف لانا معرس کی راہ سے
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی جب اس جگہ پہونچا کرتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی تعریس فرمانے کی جگہ تلاش کرکے آپ بھی تعریس فرمایا کرتے تھے او مسجد الشریف
الروحا ایک جگہ ہے کہ اوس کے اور مدینہ منورہ کے درمیان میں اکتالیس میل کا فاصلہ ہو

۱؎ تعریس کے معنے مسافر کا آخر شب میں آنا آرام کرنے کو ۱۲

اور صحیح مسلم مین چھتیس میل لکھے ہین اور اوس سے آگے مدینہ منورہ کی جانب وادی سیالہ
اور اس شرف الروحا کے پاس ایک مسجد ہے کہ مدینے سے مکے کو جانے والے کے داہنے
طرف پڑتی ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوسمین نماز پڑھی ہے اور وادی سیالہ مین بعد زمان سعادت نشان آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی عمارتین بن گئی تھین اور چشمے وغیرہ جاری ہو گئے تھے اور نہایت آبادی
ہو گئی تھی والی مدینہ منورہ کی طرف سے وہان ایک حاکم رہتا تھا اور اوس وادی
کے اوپر ن کے بہت سے اشعار واخبار صفحہ روزگار پر اب تک باقی ہین اور اب تک اوس
جگہ بعضے آثار عمارت بھی پائے جاتے ہین اور قافلے کے گذرگاہ پر جو پرانی قبرین نظر آتی
ہین وہ اہل سیالہ کا قبرستان تھا سمہودی کہتے ہین کہ لوگ اون مقابر کو مقابر شہدا کہتے ہین
شاید مراد اہل بیت ہونگے جو ظلم سے شہید ہو گئے تھے چنانچہ بعضے اخبار سے معلوم ہوا
اور اس وادی کو وادی بنی سالم کہتے ہین اور بنی سالم ایک قبیلہ تھا حجاز کا اب اس
زمانے مین اوس دیار کا اور اوس دیار والون کا رسم و اسم بھی باقی نہ رہا اور سیالہ
والے سب جلا وطن ہو گئے اوس جگہ ایک پہاڑ ہے اسکو جبل ورقان کہتے ہین
عرق الظبیہ بھی بولتے ہین روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے غزوے
کہ غزوہ بدر تھا جب روحا مین عرق الظبیہ کے پاس پہونچے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اس
جبل ورقان کا نام کیا ہے اسکا نام حمت ہے بفتح حا و سکون میم بعد اوسکے آپ نے دعا
اور فرمایا اللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيهِ وَبَارِكْ لِأَهْلِهِ فِيهِ بعد اوسکے فرمایا تم جانتے ہو اس وادی
کا نام کیا ہے اسکا نام سجاسج ہے اور یہ وادی جنت کے اودیہ سے ہے مجھ سے پہلے
ستر پیغمبرون نے نماز پڑھی ہے اور موسیٰ بن عمران علی نبینا وعلیہ السلام ستر ہزار بنی اسرائیل
کے ساتھ یہان آکر اوترے تھے اور دو عبائے قطوانی پہنے ہوئے تھے اور ناقہ ورقا
پر سوار تھے اور قیامت قائم نہوگی جبتک کہ عیسیٰ بن مریم بھی بقصد حج یا عمرے کے اس
کی طرف سے گذرین اور ابو عبیدہ بکری کہتے ہین کہ مفرح بن نزار کی جو حضرت صلی اللہ

ﻃ اے اللہ برکت دے اسمین اور برکت دے اسکے رہنے والون کو اس مین ۱۲ منہ

اور دسّے ہین اسی روحا مین ہے اور وادی روحا مین ایک مسجد ہے پہاڑ کے کنارہ جو چلنے سے مکے جانے والے کے داہنے پڑتی ہے اوسکو مسجد الغزالہ کہتے ہین حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس مین نماز پڑھی ہے اور وہان پر ایک جگہ خاص ہے اوسکو تعریس کہتے ہین حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہان اوترا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اوترے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور وہان پر ایک درخت ہے جب حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہان اوترتے اور وضو کرتے بقیہ پانی اوس درخت کی جڑ مین ڈالتے اور فرماتے ہٰکذا رأیتُ رسولَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم اور جب راستہ اس مسجد تک پہونچے تو وہ راہ جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینۂ منورہ سے مکہ معظمہ کو تشریف لیگئے تھے بائین کو رہتا ہے زمانہ قدیم مین وہ راہ چلتی تھی اوسکو طریق الانبیا کہتے ہین واسطے کہ انبیا صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین جب حج کے واسطے مکہ معظمہ کا قصد کرتے تو اسی راہ سے تشریف لیجانے کا اتفاق ہوتا اور اوس راہ مین ایک کنوان ہے اوسکو بیر السقیا کہتے ہین ایک پہاڑ کے کنارے پر واقع ہے جسکا نام ہرشا ہے اب اس زمانے مین دوسری راہ جو اس راہ کے داہنی طرف ہے وہی جاری ہے اور علما سیر نے تو اور مدینے کی راہ مین بہت سے مساجد ومشاہد نبویہ ذکر کیے ہین لیکن اب سوا ان مساجد کے جو مذکور ہو چکین کسی مسجد کے آثار وعلامات باقی نہ رہے لیکن ارباب بصیرت پر جنکے دیدۂ دل نور ہدایت وعنایت سے منور ہین یہ بات پوشیدہ نہین کہ ان سب پہاڑون اور وادیون پر جمال محمدی اور ظہور کمال احمدی سے کسقدر نورانیت ظاہر وباہر ہے کہ جسکی انتہا نہین اور عجب حکایہ ہے کہ ان سب جگہون مین کوئی ذرہ ایسا نہین جسپر نظر مبارک نہ پڑی ہو اور وہ جمال جہان آرا سرور انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف نہ ہوا ہو بیت

ہر زمین کہ نسیمے ز زلف او زدہ است ٭ ہنوز از دم آن بوی عشق می آید ٭ مسجد بدر یا وادی کا نام ہے جہان پہلا غزوہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کا واقع ہوا اور وہان آج تک

---

[۱] یعنی یہ اوترنے کی جگہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۲

[۲] یعنی ایسا ہی مینے دیکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۱۲

اور شوکت مسلمین نے ترقی پائی اور کافرون کو خواری و ذلت حاصل ہوئی چنانچہ تفصیل اسکی
کتاب غزوات مین لکھی ہے وہان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک عریش[1] بنایا
بعد اوسکے اوس عریش کی جگہ پر ایک مسجد بنائی گئی کہ اب موجود ہے اور بدر کے مقامات
متبرکہ سے قبور شہدا ہین جو اس غزوۂ شریف مین شرف شہادت کو پہونچے اور
ایک عجیب غریب بات یہ ہے کہ قبور شہدا رضی اللہ عنہم کے اوپر سے ایک نقارے کی آواز
سنائی دیتی ہے اور اس بات کے راوی ثقات ہین بعضے علما یہ کہتے ہین کہ نقارے کی آواز
ہونا اس جگہ کچھ ایسا عجیب ہے کہ ہوا وہان پیچ کھا کر آواز پیدا کرتی ہے اور بعضے علما
کہتے ہین کہ شاید اسکے نیچے کوئی سر ہے کہ ہمکو معلوم نہین ہوتا واللہ اعلم بالصواب
سمہودی نے اپنی تاریخ مین مسجد مذکور کا ذکر نہین کیا اور از جملہ مساجد نبویہ جو کہ معلوم
ہین معلوم و متعین مین مسجد خلیص ہے بضم خاے معجمہ یہ جگہ مکہ معظمہ سے تین روز کے فاصلے
پر ہے وہان کھجورون کے درخت ہین اور ایک چشمہ پانی کا جاری ہے اور وہان پر ایک مسجد
تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین نماز پڑھی تھی اور سن نوسو اٹھانوے مین سلطان
روم نے اوس مسجد کی تجدید کی اور اوس چشمے کو مسجد کے صحن مین جاری کیا اور سمہودی
علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ خلیص مین ایک اور مسجد ہے جو عقبہ مین جو اصل قریہ سے تین میل پر
واقع ہے اور بھی سمہودی کہتے ہین کہ قدید بضم قاف مین بھی کہ خلیص سے مدینہ منورہ کی طرف
دوسری منزل راہ کے داہنی طرف ایک مسجد ہے اور خیمۂ ام معبد بھی قدید مین تھا جس مین
زمان ہجرت مین حضرت علیہ الصلاۃ والسلام مع حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف
لے گئے تھے اور ینبع سے رود صلا فزاری کے حق سے نکلا تھا اور مسجد سرف بفتح سین
مہملہ وکسر را اور ایک نسخے مین بفتح شین معجمہ اور کسر را ہے یہ ایک مسجد ہے تنعیم کی راہ سے مکہ
معظمہ سے ایک مرحلہ اور تین میل کے بعد پر حضرت میمونہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی قبر شریف
وہین ہے اور تزویج و زفاف بھی انکا وہین واقع ہوا تھا اور مسجد تنعیم تنعیم ایک جگہ کا نام ہے
کہ مکے معظمہ سے لوگ جاکر عمرے کا احرام وہین سے باندھ آتے ہین سمہودی کہتے ہین کہ

[1] عریش اوس جگہ کو کہتے ہین سکو خرمے وغیرہ کی شاخون سے ڈھانپ دیتے ہین ۱۲

وہان پر ایک درخت تھا اور چند کنوین اور ایک مسجد تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور
اب اس زمانے مین وہان مسجد مشہور مسجد عائشہ ہے رضی اللہ عنہا کہ اونھون نے حجۃ الوداع
مین حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے عمرے کا احرام اسی جگہ سے باندھا تھا اور یہ جگہ
مشہور ہے حاجت بیان کی نہین لکھی اور مسجد ذی طوی ذی طوی ایک کنوان ہے شہر مکہ
سے باہر کے مکانون کے پاس حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ مین
آنے کے وقت وہین اترتے تھے اور وہین شب باش ہوکر صبح کو مکہ معظمہ مین داخل ہوتے
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا برکہ غیط تھا نہ وہ مسجد جو اس زمانے مین ہے واللہ اعلم

باب بارھوان جنۃ البقیع کے بیان فضائل اور اون مقابر کے ذکر مین جو بقیع مین مشہور ہین

صحیح مسلم مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت لاتے ہین کہ جس رات
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین تشریف رکھتے تھے اخیر رات کو بقیع کی طرف تشریف
لے جاتے اور بقیع والون پر سلام کرتے تھے اور اون کی مغفرت اللہ تعالی سے چاہتے تھے اور
فرماتے تھے السلام علیکم دار قوم مؤمنین واتاکم ما توعدون وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون اللہم اغفر
لاہل بقیع الغرقد اور دوسری روایت مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہے کہ ایک
رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو دولتسرا سے برآمد ہوئے مین بھی غیرت کی جہت سے کہ شاید آپ
کسی اور بی بی کے گھر مین تشریف لیجاتے ہون پیچھے پیچھے ہولی یہان تک کہ آپ بقیع مین پہنچ کر
بہت دیر تک وہان کھڑے رہے اور تین مرتبہ دعا کے واسطے دست مبارک اٹھائے بعد
اسکے وہان سے پھرے مین بھی جلدی بھاگ کر آپ سے پہلے پہونچکر لیٹ رہی آپ نے اثر
اضطراب ملاحظہ فرماکر مجھ سے پوچھا کہ یا عائشہ خیر ہے اتنی گھبراہٹ اسوقت تم مین کیون ہے
مین نے کیفیت حال کی فرمایا وہ سیاہی جو مجھے اپنے آگے دکھائی دیتی تھی تمھین تھین مین نے
عرض کیا کہ ہان یا رسول اللہ پھر آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مارکر فرمایا کہ تجھکو اسکا بھی گمان
تھا کہ اللہ ورسول تجھپر حیف کرینگے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اللہ تعالی سے کچھ چھپا نہین

سلام علیکم گھر قوم مومنون کے اور دیا تمکو جس چیز کے تم وعدہ دیے گئے تھے اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہین الٰہی بخش دے بقیع غرقد والون کو ۱۲

مین تشریف فرمایا السلام علیکم اہل القبور اور بھی فرمایا آرام سے رہو تم اس جہان سے گذرنے
والے پیشتر گئے تم اون بلاؤن اور فتنون سے جو تمہارے بعد آنے والے ہین پیچھے انکے اصحاب
رضوان اللہ علیہم اجمعین کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ یہ لوگ جنھون نے اس جہان سے گذر گئے
تم سے بہتر ہین صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ ہمارے بھائی ہین جیسا یہ ایمان لائے
ہم بھی ایمان لائے ہین اور جیسا ان لوگون نے اللہ کی راہ مین اپنا مال صرف کیا ہم بھی راہ خدا مین
اپنا مال صرف کرتے ہین اور جیسا یہ لوگ اس جہان سے کوچ کر گئے ہین ہم بھی کوچ کر جا
وینگے پھر ان لوگون کو ہم پر زیادتی کیا ہے آپ نے فرمایا یہ لوگ اس جہان سے گذر گئے
اور اعمال حسنہ کے اجر سے کچھ دنیا مین متمتع نہین ہوئے اور نہین جانتا ہون مین کہ تم انکے بعد کیا
کروگے اور کیا فتنہ تمہارے درمیان مین اوٹھے گا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے
ہین کہ ایک روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مقبرے کی طرف تشریف لیگئے اور فرمایا السلام علیکم
دار قوم مومنین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون اور فرمایا ای کاش ہم اپنے بھائیون کو دیکھتے صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم لوگ آپکے بھائی نہین ہین فرمایا تم ہمارے
اصحاب ہو اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہین جو ہمارے بعد آوینگے اور وہ ابتک پیدا نہین ہوئے
ہین اور انکا فرط ہون حوض پر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جو لوگ آپ کی امت سے آپکے
بعد پیدا ہووینگے اور آپ نے اونکو نہین دیکھا آپ اونکو کیونکر پہچانینگے فرمایا تم دیکھتے
ہو پنج کلی اور پچکلیان گھوڑی ہون تو آیا وہ شخص اپنے گھوڑون مین ایک کو دوسرے سے
پہچان نہین سکتا امت میری قیامت کے دن سفید منھ اور سفید ہاتھ پاؤن پچکلیان گھوڑون کی سے
ہونگی اور یہ سفیدی منھ اور ہاتھ پاؤن کی اونکے آثار وضو سے ہوگی اور حدیث شریف
مین آیا ہے کہ مقبرہ بقیع سے ستر ہزار آدمی اوٹھکر بلا حساب جنت مین داخل ہونگے منھ انکے ایسے
روشن ہونگے جیسے چودھوین رات کا چاند اور وہ لوگ وہ ہین جو داغ نہین دیتے تھے اور فال بد
نہین مانتے تھے اور خدا تعالی پر توکل کرتے تھے اور دوسری روایت مین گنتی ایک لاکھ کی وارد
ہوئی اور آیا ہے اور ایسے مین زائد ہے کہ اور افسون نہین پڑھتے تھے اور داوات نہین کرتے تھے اور حضرت

لہ فرط جو شخص صلاح حوض کے واسطے آگے جائے ۱۲ ج

بعض جری نیرٹ نے نقل کرتے ہین کہ وہ ایک دن بقیع کی طرف سے مدینۂ منورہ کو جاتے تھے
اونکے ساتھ ایک شخص تھا اہل کتاب سے ابن راس جالوت نام اوسکی نظر بقیع پر جو پڑی تو کہنے لگا
یہی ہے یہی ہے مصعب نے اوسکو اپنے پاس بلا کر پوچھا کہ تو نے یہ کیا کہا اور اسکا کیا مطلب ہے
اوس شخص نے کہا کہ اس مقبرہ کا ذکر مین نے توریت مین پڑھا ہے اور ان دونون سنگستان کے درمیان
ہوگا معروف بہ تجل نام اسکا گفتہ ستر ہزار آدمی اوس سے اوٹھین گے بدر منیر کی شکل پر
ایسی ہی خبرین مقبرہ بنی سلمہ[1] کی شان مین بھی وارد ہین اور بقیع کے دفن ہونے والے
فضائل مین اور اسبات مین کہ وہان دفن ہونے کو حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم و
صحابۂ کرام علیہم الرضوان دوست رکھتے تھے اور اس بشارت مین کہ جو شخص وہان مرے اوسکی
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اوسکے شفیع اور شہید ہین احادیث اور آثار و اخبار بہت سے وارد
ہوئے ہین اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص سب سے پہلے زمین سے اوٹھیگا وہ
انبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہین بعد اون کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد اون کے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعد اونکے اہل بقیع بعد اونکے اہل مکہ اور بھی حدیث مین آیا ہے کہ
ابعد الحرمین یبعث من الامنین[2] آور ایک دوسری حدیث مین آیا ہے کہ وہ مقبرے
ہین کہ جنکی روشنی آسمان پر ایسی ہے جیسے آفتاب و مہتاب کی روشنی زمین پر ایک مقبرہ بقیع
ہے دوسرا مقبرہ عسقلان اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ توریت مین
ہے کہ مقبرۂ بقیع پر ملائکہ موکل ہین کہ جب بقیع مردون سے بھر جایا کرے تو کنارے پکڑ
کے تمام کو جنت مین جھکا کرین آور جاننا چاہیے کہ جتنے بقیع مین مدفون ہین وہ حصر
سے باہر ہین اکثر اصحاب جنت مآب رضی اللہ عنہم جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یا
آپکے بعد اس جہان فانی سے انتقال کر گئے ہین اور اس مقبرۂ شریفہ مین مدفون ہین اون کا
محل نہ کیا ہے قاضی عیاض رحمہ اللہ مدارک مین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے

[1] مقبرہ بنی سلمہ مدینہ منورہ سے مغرب کی طرف جبل سلع کے نیچے مساجد فتح کی راہ کے داہنے پر منزل بنی حرام کے نزدیک ہے جیسا کہ ذکر مساجد مین معلوم ہو چکا ہے اور اس زمانے مین وہ مقبرہ مندرس ہو گیا ہے اور اب مسجد کی [illegible] گنا جاتا ہے ۱۲
[2] جو شخص مریگا کسی حرم مین ان دونون حرمون مین سے قیامت کو اوٹھایا جایگا امن مین ۱۲

کم از دس ہزار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مدینۂ منورہ میں اس جہان فانی سے گذرے اور
ان مقدار کے قریب سادات اہل بیت نبوت سلام اللہ علیہم اور علماء و تابعین غیر سادات بھی
انتقال کیا ہے اور غالب یہ ہو کہ قبور ان حضرت کے بعینہ معلوم نہیں مگر بعضون کے قبور سو بھی
بہت معلوم ہوئی ہو گی کہ فلانی طرف کو دفن ہین اسواسطے کہ عہد سلف مین بنا ہی قبور
اور کتابت سا متعارف نہ تھی اسی جہت سے اونکے نشان مٹ گئے اور اس زمانے مین جو بعضو
مزار اور قباب کے لوگون نے تعیین کی ہو ظن غالب پر نظر کرکے ہو گی یا بعض روایات وارد
اس باب مین پائے ہون گے والاحقیقت حال وہی ہے جو ہم پہلے کہ چکے اسی طرح کہا ہے مصنف
واللہ اعلم **فصل** اس مقبرۂ معظمہ کے قبور شریفہ مین جو قبر بطریق تعیین یا بطریق جہت کر
معروف ہین قبر ابراہیم بن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قبر عثمان بن مظعون رضی اللہ
عنہ ہے اور یہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اس مقبرۂ معظمہ مین اول من دفن فیہا
ہین اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد اونکے انتقال کے اونکی پیشانی کا بوسہ لیا اور فرمایا اسکو
بقیع مین دفن کرو تاکہ ہمارے واسطے اس باب مین ایک سلف ہو اور فرمایا نعم السلف سلفنا
عثمان بن مظعون اور اوس زمانے مین درخت غرقد بقیع مین بہت تھے اور اسی جہت سے بقیع
شریف کو بقیع الغرقد کہا کرتے ہین پس اون درختون کو کاٹ کر زمین نکال کر عثمان
بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن کیا اور اونکا مدفن دار عقیل سے پورب کی طرف ہے
اس جگہ اب قبہ حضرت عقیل کا ہے رضی اللہ عنہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا نام
روحا رکھا تھا اور یہ جگہ وسط بقیع ہے اور خبر مین آیا ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ
اول وہ شخص ہین جس نے سارے مہاجرون سے پہلے انتقال فرمایا اور جب اون کا انتقال ہوا
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور حضرت رسالت مین عرض کیا کہ اونکو کس جگہ دفن کرین فرمایا
بقیع مین پھر فرمایا کہ لحد بنا دین اور لحد بنانے نہ دئے کہ ایک پتھر زیادہ ہوا آپ نے اوس پتھر کو
اٹھا کر اونکے قبر شریف کے پائنتی نصب فرمایا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ سرہانے کی طرف
اور نقل کرتے ہین کہ جب مروان بن الحکم والی مدینہ ہوا ایک روز اوسکا گذر حضرت عثمان بن مظعون

بہتر سلف ہمارا عثمان بن مظعون ہے ۱۲

رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی طرف سے ہوا اوس نے حکم دیا کہ اس پتھر کو وہاں سے نکال کر پھینک دو
اور کہا میں نہیں چاہتا کہ عثمان بن مظعون کی قبر پر ایک ایسی علامت ہو کہ جس سے
شناخت ہوتی ہیں پھر بنو امیہ نے اس امر میں اوسپر ملامت کی اور کہا کہ تو نے یہ کام بہت برا کیا
جس پتھر کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اوٹھا کر رکھا ہو
تو نے اوٹھوا ڈالا اوس نے کہا اب حکم ہمارا نہیں پھرتا اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ
پتھر کو اوس نے وہاں سے اوٹھوا کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر شریف پر
اور ابو داؤد رحمہ بروایت جیدہ لاتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ
کو دفن کر چکے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک پتھر لاؤ ایک پتھر ایسا
بڑا تھا کوئی شخص اوسکو اوٹھا نہ سکا حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی آستین
شریف کو چڑھا کر حملہ کر کے اوس پتھر کو اوٹھا کر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے سرہانے
رکھدیا اور فرمایا کہ اس پتھر کو میں اپنے بھائی کی قبر کی علامت ٹھہراتا ہوں تا کہ جو کوئی
اہل بیت سے انتقال کرے میں اوسکو اسی جگہ دفن کروں اور قبر شریف حضرت عثمان بن
مظعون رضی اللہ عنہ کی دولتسرا سلطان بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھی کہ
کوئی شخص اونکی قبر شریف پر کھڑا ہوتا تھا تو اوسکی نظر بے حجاب دولتسرا پر پڑتی تھی اور
سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کیا اور اونکی عمر شریف اٹھارہ ماہ
کی تھی اور ایک قول پر زیادہ اس سے وہ آپکے حکم سے بقیع میں عثمان بن مظعون کے
پہلو میں دفن کیے گئے اور فرمایا کہ ابراہیم کے واسطے ایک مرضعہ جنت میں ہوگی کہ رضاع اوسکا
کرے گی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
اپنے دست مبارک سے قبر ابراہیم پر مٹی ڈالی اور پانی چھڑکا اور پہلے اس سے کسی قبر پر
نہیں چھڑکا جاتا تھا اور ابراہیم کی قبر پر سنگریزے بچھائے اور جب دفن سے فارغ ہوئے فرمایا
السلام علیکم اور بعد اسکے کہ قبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بقیع میں ہوگئی ہر گروہ نے
ایک بقیع کے گوشے میں اپنا اپنا مقبرہ ٹھہرا لیا یہانتک کہ سارا بقیع الغرقد جائے مقابر ہو گیا
پھر رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونھوں نے بھی جب انتقال فرمایا حضرت نے

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لاحق ہو سلف صالح عثمان بن مظعون اونکو بھی وہیں دفن کیا خبر مین آیا ہے
جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے رحلت فرمائی تو کچھ عورتون نے رونا شروع کیا حضرت
عمر رضی اللہ عنہ اونکو مارنے اور جھڑکنے اور منع کرنے لگے تو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا چھوڑ دے اونکو اور رونے دے جو کچھ [illegible]
اور ہو وہ شیطان کی طرف سے ہے اور گریہ بے نوحہ منع نہین روایت ہے کہ حضرت
فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے پاس کھڑی روتی تھین اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دامن شریف سے اونکے آنسوؤن کو اونکے چہرے مبارک سے پونچھتے
مشہور یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وفات کے وقت مدینہ
منورہ مین تشریف نہ رکھتے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اونکی تیمارداری کے واسطے مدینہ
منورہ مین چھوڑ کر غزوہ بدر کو تشریف فرما ہوئے تھے جس وقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
بشارت فتح غزوہ بدر لائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اونکی قبر شریف پر کھڑے
ہوئے اونکو دفن کر رہے ہین اور خبر صحیح یہ ہے کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت تشریف رکھتے تھے اور شاید کہ پہلی خبر جس سے آپکا
تشریف رکھنا ثابت ہوتا ہے وفات حضرت ام کلثوم سے ہوگی یا وفات حضرت زینب سے جو
محرم سنہ ۸ مین واقع ہوئی سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ ظاہر یہ بات ہے کہ ان صاحبزادیون
کے قبور شریف عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے قبر شریف کے آس ہی پاس ہونگی اسواسطے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے دفن کے وقت اونکی
قبر کے پاس پتھر رکھتے وقت فرمایا تھا کہ ادفن الیہ من مات من اہلی اور اسی
جگہ کے قریب ایک قبہ ہے اوسکو قبہ بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین
اور فاطمہ بنت اسد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مان یہ بھی بروایت محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب
اور سیدنا ابراہیم و سیدنا عثمان بن مظعون کے پاس ہی مدفون ہین اور اس روایت کے سوا

ـه [illegible] بھی ساتھ ہمارے سلف عثمان بن مظعون کے ۱۲

ـه دفن کرون گا مین اسکے پاس جو کوئی میرے اہلبیت سے انتقال کرے گا ۱۲

اور روایات بھی اِسکے موئد آئے ہیں مصمودی کہتے ہین کہ پس اِس زمانے مین جو قبہ کہ
بنت اسد کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبہ سے اوتر کی طرف مشہور ہے صحیح نہین
اگرچہ بعضے مورخون نے بھی موافق اسکے ذکر کیا ہے اور سید کہتے ہین کہ کیونکر روا ہوگا کہ
سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے باوجود ایسی محبت و عنایات کے کہ اونکے حال پر مبذول
تھی بقیع سے اتنی دور دفن کیا ہو اور ساتھ اسکے بھی کہ حضرت عثمان بن مظعون کے دفن
وقت فرمایا تھا ادفن الیہ من مات منا اور جبکہ شہید سیدنا عثمان بن عفان کی
قبہ حقیقت میں داخل بقیع نہین ہی اور یہ قبہ جو حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی طرف
ہے اور اوس سے بھی دور ہے پس دفن اونکا نہایت بُعد مین ہوگا اور حضرت محمد بن علی ابن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی وفات
کا وقت نزدیک پہونچا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اونکا انتقال ہو جاوے
تب مجھکو خبر دینا چنانچہ ویسا ہی واقع ہوا تب آپ نے فرمایا کہ اوس جگہ مسجد کی جگہ پر جہان
اب قبر فاطمہ کہتے ہین قبر کھودین اور لحد بناوین جب موافق حکم عالی گورکنی سے فارغ ہوے
تو سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اوس قبر مین اوترے اور لحد مین لیٹ گئے اور قرآن پڑھا اور
اونکے پیراہن شریف بدن مبارک سے نکال کر فرمایا کہ اونکے کفن مین اِس پیراہن کو
کردو بعد اوسکے اونکی قبر کے پاس نو تکبیر دن سے نماز پڑھی اور فرمایا کہ کوئی شخص عذاب
قبر سے امین نہ رہے مگر فاطمہ بنت اسد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
ولا القاسم یعنے آپ کے صاحبزادہ حضرت قاسم بھی امین نہین ہے باوجود اس
صغر سن مین انتقال فرما گئے تھے فرمایا ولا ابراہیم یعنے قاسم کا حال تم کیا پوچھتے ہو ابراہیم
جو قاسم سے بھی چھوٹے سن مین اِس جہان سے گئے ہین وہ بھی امین نہین رہے اور حضرت
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت
مین تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص خبر لایا کہ علی اور جعفر اور عقیل کی والدہ نے انتقال کیا
فرمایا اٹھو اپنی ماں کی طرف چلین پس آپ کھڑے ہو گئے اور اصحاب کرام بھی کھڑے ہو گئے

؎ مین دفن کرونگا اُسکے پاس جو کوئی مرے گا میرے اہل بیت سے ۱۲

اوس کمال خشوع و خضوع سے بیعت کا ہم علی و علیہم انبیاء آپکی ملازمت مین روانہ ہوئے جب آپ
گھر دروازے پر پہونچے تو پیراہن شریف اپنے بدن مبارک سے اوتار کر عنایت فرمایا کہ بعد
غسل دینے کے یہ پیراہن شریف اون کے کفن مین لگا دو پھر جب اونکا جنازہ باہر نکلا آپنے
اونکے جنازے کا پایہ اپنے دوش مبارک پر لے لیا اور ساری راہ مین کبھی اگلا پایہ کبھی
پچھلا پایہ لیتے چلے گئے جب قبر پر پہونچے تو آپ اونکی قبر مین اوتر کر لحد مین لیٹ گئے
پھر برآمد ہوکر فرمایا کہ اوتارو اونکو قبر مین بسم اللہ و علی اسم رسول اللہ پھر بعد دفن
کے اونکی قبر پر کھڑے ہوگئے اور فرمایا جزاک اللہ من ام و ربیبۃ خیرا فنعم الام و نعم
الربیبۃ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمنے آپسے دو چیز
فاطمہ بنت اسد کے باب مین ایسی دیکھین کہ کبھی باب مین نہین دیکھین ایک تو یہ کہ آپ نے اپنی
قمیص مبارک سے اونکو کفن دیا دوسری یہ کہ اونکی قبر مین اوتر کر لیٹ گئے فرمایا اپنی قمیص سے
کفن دینے سے یہ غرض تھی کہ ہرگز آتش دوزخ اونکے بدن کو مساس نکرے اور مقصود اونکی
قبر مین لیٹنے سے یہ تھا کہ حق تعالیٰ اونکی قبر کو وسیع کردے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی
اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد ابو طالب کے
میرے ساتھ سوا فاطمہ بنت اسد کے کوئی دل سے نیکی کرنے والا نہ تھا مین اونکو پیراہن اپنا
پہنایا تاکہ حلہ ہاے بہشت اوسکو نصیب ہون اور اونکی قبر مین لیٹا تاکہ وہ بلای قبر سے خلاصی
پاوین اور روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مین آیا ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد رضی اللہ
عنہا نے انتقال کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاکر اونکے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا
یا امی بعد امی اور بہت سی آپ نے اونکی تعریف فرمائی اور اپنے پیراہن سے اونکا کفن
دیا بعد اسکے اسامہ بن زید اور ابو ایوب انصاری اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم کو اونکی قبر کھودنے
کا حکم دیا جب وہ لوگ حسب الحکم کھودنے سے فارغ ہوئے تو آپ نے قبر مین اوتر کر لحد اپنی
دست مبارک سے بنائی اور خاک اوسکی اپنی ہی دست مبارک سے باہر نکالی پھر اوس لحد مین آپ لیٹ گئے اور

[1] جزا دے اللہ تعالیٰ تجھے ماں اور دایہ پالنے والے سے خیر کی بس بہتر ماں اور بہتر دایہ پالنے والی ۱۲

[2] اے میری ماں بعد میری ماں کے ۱۲

بن وقاص رضی اللہ عنہ نے مجھکو بلایا اور اپنے ساتھ جنگل بقیع میں لے گئے اور کھجوریں بھی اپنے ساتھ
لیں جب گوشہ شامیہ مقبرہ بقیع داخل ہوئے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر سے جو بچے
ہوئی جگہ قبر کھودنے کا حکم دیا میں حکم بجالایا بعد ازاں وہ کھجوریں جو ساتھ لے گئے تھے انھوں
نے اوس جگہ گاڑ دیں اور فرمایا کہ بعد میرے مرنے کے اس جگہ اصحاب کرام کو دکھانا کہ مجھے
یہیں دفن کریں، ابن ہقان کہتے ہیں کہ میں نے بعد رحلت فرمانے سعد بن وقاص کے
ساتھیوں کو اوس جگہ کے نشان دیئے ہیں پس وہ وہیں دفن کیے گئے رضی اللہ عنہ قبر
عبد اللہ بن مسعود ابن سعد اپنی طبقات میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
نے وصیت فرمائی تھی کہ اونکو بھی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے پاس
دفن کریں اور دوسری روایت بھی آئی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے
مدینہ منورہ میں سن بتیس میں انتقال فرمایا اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئے اور بعضے اخبار میں
ہے کہ اونکا انتقال کوفہ میں ہوا سن چھتیس میں واللہ اعلم قبر ابن حذافہ السہمی یہ
مہاجرین اولین سے ہیں اور اصحاب ہجرتین سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے
حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے اللہ کی راہ میں لڑائی کے دن ایک زخم اونکے کاری
لگا کہ بسبب اوسکے سن تین میں شوال کے مہینے میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا اور
دفن فرمایا حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا بھی سن مذکور ہی میں ہوا لیکن شعبان
کے مہینے میں قبر سعد بن زرارہ اونھوں نے ہجرت کے پہلے سن میں مسجد نبوی کے بنتے وقت
وفات کی تھی قبر اونکی روحا میں ہے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے
نزدیک پس چاہیے کہ سیدنا ابراہیم کی زیارت کے وقت ان سب اصحاب مذکورین پر بھی
سلام کریں اور سیدنا ابراہیم کے قبہ شریفہ میں دیوار پر ان سب حضرات مذکورین کے اسمائے
گرامی بھی لکھے ہوتے ہیں لیکن وہ دو قبریں جو ان دونوں قبوں کے اندر حادث ہوئی ہیں
کوئی نہیں کہتی جیسا کہ سمہودی نے کہا ہے واللہ اعلم قبر حضرت فاطمۃ الزہرا بنت حبیب اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جاننا چاہیے کہ حضرت جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی قبر شریف کی جگہ کی
تعیین میں اخبار مختلفہ اور اقوال متنوعہ آئے ہیں جیسا کہ خلیفہ کا حال آپکا آپکی حیات میں ہم اختیار ہے

چھپا تھا ویسا ہی حال عصمت آپکا بعد ممات کے چھپا رہا اور حقیقت یہ ہے کہ آپکی وفات کو
آپ کے انتقال اور دفن کی خبر کسی امیر و فقیر کو نہیں دی گئی اور آپ کی نماز جنازہ میں سوا
حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور چند آدمی اہل بیت کے کوئی شریک نہ تھا اور رات ہی کو
دفن ہوئیں سلام اللہ علیہا بعضے اس طرف گئے ہیں کہ قبر مطہر اونکی بقیع میں ہے اور اس جگہ
سارے اہل بیت نبوت آرام کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اونکو اونہیں کے گھر میں دفن کیا
جو گھر کہ مسجد نبوی میں داخل کر دیا گیا ہے اور بھی اقوال آئے ہیں کہ اون میں سے بعض
طرف جہت سے قریب ہیں آخر کلام میں اشارہ کیا جائے گا اور سمہودی نے اپنی تاریخ
اخبار اور روایات طرفین کے ذکر کئے ہیں اور ترجیح اور تضعیف بعضے اقوال کی کی ہے اور شاید
کہ اوس کے نزدیک مختار قول اول ہے واللہ اعلم اور ہم تھوڑی سے روایتیں اسنادوں سے
نقل کرتے ہیں قطع نظر راجح اور مرجوح سے محمد بن علی بن عمر سے روایت لاتے ہیں کہ
فرماتے تھے کہ قبر حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گوشہ یا نیہ دار عقیل کی
جو شارع سے بقیع میں اور دوسری روایت آئی ہے کہ دلالت کرتی ہے اثبات پر کہ
قبر شریف اسی جگہ کے قریب ہے یہاں تک کہ تحقیق اثبات کی جس آئی ہے کہ دار عقیل سے کئی
کے فاصلہ سے ہے بعضی روایات میں تینتیس گز شرعی مذکور ہیں اور بعضو میں سینتیس گز اور
احتمال ایک اور وہ جو قصیۂ دفن امام المسلمین حسن بن علی بن ابی طالب میں نقل کرتے ہیں
کہ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ لوگ میرے لاش کو میرے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
دفن ہونے دیں تو بقیع میں میری ماں کے پاس مجھکو دفن کرنا دلالت اثبات پر کرتا ہے کہ قبر
شریف حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کی بقیع میں ہے جہاں قبر شریف حضرت امام حسن علیہ السلام
کی ہے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا
کو اونہیں کے حجرے میں جسکو عمر بن عبد العزیز نے مسجد میں داخل کر دیا دفن کیا ہے جیسا کہ
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونکے حجرۂ شریف میں دفن کیا ہے اور دفن کرنا حضرت سیدہ
رضی اللہ عنہا کا رات کو واقع ہوا کہ اکثر آدمیوں کو اوس سے اطلاع نہ ہوئی اور نقل
کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے رحلت کے وقت فرمایا تھا کہ میں اپنے جلال

شرم آتی ہون کہ مجھے مردون کے سامنے لیجائین اور اوس زمانے مین عادت یہی تھی کہ عورتون
کی لاش کو بھی مردون کی لاش کے طور پر باہر نکالا کرتے تھے اسما بنت عمیس نے اور ایک روایت
مین ہے کہ حضرت اُم سلمہ نے کہا کہ ہم نے دیکھا ہے کہ حبش کے لوگ ایک طور کی نعش بناتے
ہین جس سے خوب ستر ہوتا ہے ویسی ہی ہم تمھارے واسطے بھی تیار کرین گے اور دوسری
روایت مین آیا ہے کہ حضرت جناب سیدہ نے وصیت کی تھی کہ میرے غسل اور تجہیز کے بھی اسما بنت
عمیس اور علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ متکفل ہون اور دوسرے شخص کو اوس مین دخل نہو یہ رد
کرتی ہے اوس بات کو جو لوگ کہتے ہین کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جناب سیدہ
رضی اللہ عنہا کے وفات کی خبر نہین ہوئی اور اسی سبب سے وہ نماز جنازہ مین حاضر نہین ہوئے
اس واسطے کہ اسما بنت عمیس اوس زمانے مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تحت مین
تھین اور یہ بات نہایت بعید ہے کہ زوجہ اونکی حاضر ہو اور غسل دے اور اونکو خبر نہو اور
بعضے کہتے ہین کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر پہونچی ہو اور اونھون
نے اونکا قصد بھی کیا ہو مگر چونکہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اخفا منظور تھا تو حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ نے نہ چاہا ہو کہ بر خلاف قصد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے کام
کرین اور شاید کہ اونکے وہان کچھ مصلحت ہو اور شیخ ابن حجر عسقلانی کہتے ہین کہ ہو سکتا ہے
کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع اونکی ہوئی ہو اور اونھون نے گمان
کیا ہو کہ شاید علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نماز جنازہ اور دفن کے واسطے بلالین گے اور
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ گمان کیا ہو کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بغیر طلب کیے آوین گے
واللہ اعلم اور اس سے صریح تر دلالت مین اسبات پر کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو
وفات حضرت سیدہ کا علم تھا یہ ہے کہ روایت کرتے ہین کہ جب حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا
نے اپنی نعش مبارک کے باہر نکالنے کو مکروہ رکھا تو اسما بنت عمیس نے شاخون خرما سے
بطور رسم اہل حبش کے ایک گہوارہ تیار کر کے حضرت سیدہ کی نظر سے گذرا تا حضرت سیدہ
رضی اللہ عنہا اوسکو ملاحظہ فرما کر بہت خوش ہوئین اور تبسم فرمایا کہ اور اس سے پہلے
بعد رحلت سید الانس والجان صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی نے آپ کو تبسم فرماتے

نہین دیکھا تھا اور نعوش حال بنایا تھا اور اسما بنت عمیس کو وصیت فرمائی کہ تو اور
مرتضوی مجھے غسل دین اور دوسرا شخص کوئی آنے نپا دے پھر جب وفات فرمائی تو
عائشہ نے دروازے پر تشریف لاکر اندر جانا چاہا اسما بنت عمیس نے موافق وصیت
حضرت سیدہ کے اندر آنے سے منع کیا حضرت عائشہ نے اپنے پدر بزرگوار سے جاکر شکایت
کہ اس خثعمیہ کو کیا ہوا ہے کہ میرے اور بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں
ہوئی ہے اور مجھے اندر آنے نہین دیتی اور اون کے جنازے کے واسطے ایک چیز
ہودج عروس اپنی عقل سے تراش کر بنائی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
حضرت سیدہ کے دروازے پر آکر کھڑے ہوے اور فرمایا اسما تو کیون پیغمبر کی بی بی کو پیغمبر
کے پاس آنے سے منع کرتی ہے اور تو نے کیا چیز مثل ہودج عروس اون کے واسطے بنائی
اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ حضرت سیدہ نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں کسی کو
اونکے پاس آنے ندون اور یہ جو مین نے بنایا ہے اونکی حالت حیات مین بنایا تھا اور
نے اسکو ملاحظہ کیا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر یہی بات ہے جو اونکی
تو جیسا تجھے وصیت فرماگئی ہین ویسا ہی کر یہ روایت جیسے اس بات پر دلالت کرتی ہے
کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت جناب سیدہ کی وفات فرمانے کا علم تھا
دلالت کرتی ہے بات یہ بھی کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرۂ شریف مین دفن
ہوئین ورنہ حاجت گہوارہ بنانے کی کیون ہوتی اور بعض روایات غریبہ مین آیا ہے کہ
روز حضرت جناب سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا صبح کو نہایت خوش و خرم
لونڈی سے فرمایا کہ غسل کے واسطے پانی تیار کرین آپ نے نہایت مبالغہ اور احتیاط سے
غسل فرمایا اور نہایت پاکیزہ کپڑے پہنے اور فرش بچھاکر قبلہ رخ لیٹ گئین اور اپنا
مبارک رخسارہ مبارک کے نیچے رکھ لیا اور فرمایا اب میرا انتقال ہوتا ہے اور مین
ہوئی ہون اور پاک کپڑے پہنے ہون کوئی میرے بعد انتقال کے بدن شریف نہ کھولے اور
کپڑے نہ اوتارے اور اسی جگہ جہان لیٹی ہون دفن کردین جب حضرت علی مرتضیٰ
وجہہ دولت سرا مین تشریف فرما ہوئے تو لوگون نے صورت حال عرض کی آپنے جاکر

روح مبارک اعلیٰ علیین کو پہونچگئی تھی فرمایا واللہ کہ کوئی شخص انکو نہ کھولے اور اسی غسل سابق پر
جنازہ شریف کے ساتھ جو پہنے ہوئے تھیں دفن کردیا یہ روایت مخالفت رکھتی ہے حدیث
[illegible] ہیں سے اور حدیث اسما کو امام احمد بن حنبل وغیرہ بڑے بڑے علماے حدیث نے نقل کی
اور ثبت لائے ہین اور بھی اس خبر کے رواۃ مین اختلاف ہے اور ابن جوزی اپنے موضوعات
مین اسکو لائے ہین واللہ اعلم اور مسعودی مروج ذہب مین نقل کرتے ہین کہ امام حسن اور
زین العابدین اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سلام اللہ علیہم کے قبور شریفہ
کی جگہ پر ایک پتھر پایا گیا اوسپر لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ مبید الامم و محی الرمم
ھذا قبر فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدۃ النساء العالمین و قبر الحسن بن علی و علی
بن الحسین بن علی و قبر محمد بن علی و جعفر بن محمد علیہم السلام اور یہ پتھر ظاہر ہوا تھا سن تین سو
[illegible] مین چنانچہ اوس کلام کے محو اسے جو ذکر کیا ہے ظاہر ہوتا ہے اور دوسرا قول
یہ ہے کہ قبر حضرت جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی اوس مسجد مین ہے جو بقیع مین حضرت
[illegible] کی طرف منسوب ہے قبہ عباس سے قبلے کی طرف مائل بشرق اور امام غزالی نے
بیان زیارت بقیع مین اس مسجد کا ذکر کیا ہے اور اوس مین نماز پڑھنے کی وصیت
کی ہے اور بعضے دوسروں نے اس مسجد کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ بیت الحزن کر مشہور
ہے اسواسطے کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غم مین آدمیون
رہنے سے متنفر ہوکر وہین اقامت فرمائی تھی اور بھی کہتے ہین کہ یہ جگہ وہ گھر ہے جو حضرت
علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے بقیع مین لیا تھا واللہ اعلم محب طبری ذخائر عقبی مین کہتے ہین
مجھے ایک مرد صالح نے کہ مجھسے شرفی اللہ دوستی رکھتا تھا کہ جب شیخ ابو العباس
مرسی تلمیذ شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہما زیارت بقیع کو جاتے تو قبہ عباس رضی اللہ عنہ
کے سامنے کھڑے ہوجاتے اور حضرت سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پر سلام پڑھتے
اور فرماتے کہ کشف سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قبر شریف حضرت سیدہ کی اس جگہ ہے اور

ملہ سب تعریف اللہ کو اور وہ زندہ کرنے والا ہے بوسیدہ ہڈیون کا یہ قبر ہے فاطمہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم سیدۃ نساء العالمین اور قبر حسن بن علی اور علی بن الحسین بن علی اور قبر محمد بن علی جعفر بن محمد علیہم السلام ۱۲

شیخ ابو العباس مرسی مشہور ہیں کشف میں طبری کہتے ہیں کہ مدتہائے مدید تک اس اعتقاد کے سبب اوس اعتقاد کے کہ مجھے حضرت شیخ کی خدمت میں تھا رہا یہان تک کہ مین نے جو ابن عبد البر نے قضیۂ انتقال امام حسن سلام اللہ علیہ مین نقل کی ہے دیکھی تو اعتقاد میرا پہلے کشف سے شیخ نے خبر دی تھی اور زیادہ ہو گیا سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ وہ ارجح اقوال ہے اگرچہ اونسے پہلے بعضے علماے شافعیہ نے اس قول کو کہ گھر مین دفن ہوئی ہین اظہر الاقوال کہا ہے واللہ اعلم تُوُفِّيَتْ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ لِثَلَاثٍ خَلَتْ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةَ إِحْدَى عَشَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَأَوْلَادَهَا قبر امام المسلمین حسن بن علی المرتضیٰ سلام اللہ علیہما روایت کرتے ہین کہ جب رحلت امام حسن علیہ السلام کا نزدیک پہونچا تو آپ نے ایک شخص کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حضور مین بھیجا کہ اگر آپ اذن دیجیے تو میری نعش کو حجرۂ مبارک کے اندر میرے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مین دفن کرین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے قبول فرمایا اور ارشاد کیا کہ ایسا ہی ہوگا وہان ایک قبر کی جگہ خالی بھی ہے وہین دفن کرین بنی امیہ یہ خبر سنکر ہتھیار باندھکر لڑنے کو آئے اس طرف سے بنی ہاشم بھی نکل کر مستعد جنگ ہوئے حضرت امام حسن علیہ السلام نے جب یہ خبر سُنی کہ نوبت قتال و جدال کی والی ہے تو بمقتضاے شفقت کہ قتال آپسمین ہونا اچھا نہین فرمایا کہ اگر نوبت یہانتک پہونچتی ہے تو مین راضی نہین ہون مجھے بقیع مین لیجا کر میری مان کے پہلو مین دفن کر دینا دوسری روایت مین آیا ہے کہ وقتِ رحلت امام حسن علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ مجھے میرے جد کے پہلو مین دفن کرنا اور اگر یہ قوم امیات سے مانع آئے تو الحاح و نزاع نہ کرنا مجھے لیجا کر بقیع الغرقد مین دفن کر دینا آخر کو ویسا ہی ہوا جیسی وصیت فرما دی تھی مروان کہ حاکم مدینہ تھا جنگ کرنے کو نکلا اور کہنے لگا کہ ہرگز امیات کو روا نہ رکھونگا کہ حسن بن علی کو حجرۂ پیغمبر مین دفن کرین اور عثمان کو آنی دور ڈالین حضرت ابو ہریرہ وغیرہ از اصحاب کرام کہ اوس زمانے مین مدینہ منورہ مین موجود تھے کہتے تھے کہ واللہ یہ ظلم ہے

[1] وفات فرمائی حضرت فاطمہ زہرا نے منگل کے دن کو رمضان کے دن کو رمضان کے مہینے مین گیارہ ہجری مین راضی ہو خدا اونسے اور اون کی اولاد سے ۱۲ تر

کہ حسن علیہ السلام کو اپنے جد امجد علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے پہلو مین دفن ہونے سے منع کرین بعد
اوسکے یہ حضرات رضی اللہ عنہم حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آخر
تمھارا بھائی نے وصیت نہین کی تھی کہ اگر نوبت قتال تک پہونچے تو مجھے مسلمانون کے
قبرے مین دفن کرنا اور قوم کے ساتھ نزاع نہ کرنا آخرکو ان حضرات کے الحاح سے مقبرہ
بقیع مین جاکر دفن کردیا سلام اللہ علیہ وعلی سائر اہل بیت النبوۃ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور
بعضے روایات مین آیا ہے کہ اوس زمانے مین امیر مدینہ منورہ حضرت معاویہ کے طرف سعید بن العاص
تھا جسوقت جنازہ امام حسن علیہ السلام کو باہر لائے تو امام حسین علیہ السلام نے اوس سے کہا
کہ آگے آ اور نماز جنازہ پڑھا اگر میرے جد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اسبات پر نہوتی کہ امام جنازہ
امیر کو ہونا چاہیے تو مین تجھے ہرگز آگے نہ کرتا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی قبر شریف
کے پاس قبر امام زین العابدین بن امام حسین علیہ السلام ہے اور قبر امام ابو جعفر محمد باقر
بن امام زین العابدین اور قبر امام جعفر صادق بن امام محمد باقر سلام اللہ علیہم اجمعین
اور درحقیقت یہ سب ائمہ ہدیٰ سلام اللہ علیہم ایک قبر مین مدفون ہین بڑے قبے کے اندر
کہ قبہ عباس کہتے ہین اور زبیر بن بکار روایت کرتے ہین کہ امام حسن مجتبےٰ نے جسد مطہر حضرت
امیرالمومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو بھی لاکر بقیع مین دفن کیا ہے سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ
سن آٹھ سو ستر مین مشہد حسین و عباس مین ایک قبر جانب قبلہ کھداتے تھے کہ زمین کے
اندر سے ایک تابوت لکڑیکا نکلا اوسپر سرخ پوشش تھی اور میخین جڑی ہوئی تھین اور تعجب
کی بات ہے کہ پوشش بھی پرانی نہین ہوئی تھی اور میخون مین بھی چمک دمک تھی زنگ وغیرہ
نہین لگا تھا سید کہتے ہین کہ شاید تابوت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ہوگا کہ زبیر بن بکار
نے روایت کی ہے اور یہی روایت کرتے ہین کہ یزید پلید نے سر مبارک حضرت امام المومنین
حسین بن امیرالمومنین علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہما کو عمرو بن عاص کے پاس کہ اوس بدبخت کیطرف
سے عامل مدینہ مطہرہ تھا بھیجا اونھون نے اوسکو کفن دیکر بقیع مین اونکی والدہ سیدۃ النساء
العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف کے پاس دفن کیا اور بعضے محدثین نقل کرتے ہین
کہ سر مبارک امام حسین علیہ السلام کا بعد ہلاک یزید پلید اوسکے خزانہ مین پایا گیا لوگون نے

اونہے کفن دیکر دمشق ہی مین باب الفرادیس کے پاس دفن کر دیا اس باب مین اور بھی ایک قول
آیا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور بہر تقدیر اگر اس مشہد کی زیارت کے وقت سلام
پرسلام پڑھا جاوے تو بہتر ہے قبر عباس بن عبدالمطلب عم النبی المصطفے صلی اللہ علیہ وسلم ورضی
تعالےٰ عنہ ابن شبیہ روایت لاتے ہین کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو
حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ عنہا کی قبر شریف کے پاس اول مقابر بنی ہاشم
کہ گوشہ دار عقیل مین واقع ہے دفن کیا اور بھی ابن شبیہ نقل کرتے ہین کہ مین نے
کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بقیع کے بیچوبیچ مین دفن کیا ہے انتہی اس زمانے مین ایک
بڑا قبہ ہے بقیع مین اوس مین قبر حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور قبور ائمہ ہدیٰ واقع ہے
جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے قبر صفیہ بنت عبدالمطلب عمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ابن شبیہ
لاتے ہین کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اوس کوچے کے آخر مین جدھر سے بقیع کو جاتے ہین ابن
شعبہ کے نزدیک جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اونکے واسطے منقطع کیا تھا دفن
ہے اور آخر مین جب مغیرہ بن شعبہ نے بناء دار شروع کی تو حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ
اودھر سے نکلے اور دیکھکے فرمایا کہ مین نہین چاہتا کہ تو اپنی دیوار کو میری والدہ کی قبر پر
کرے مغیرہ نے بسبب اوس نسبت کے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رکھتے تھے اوس
فرمانے کا کچھ خیال نکیا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تلوار کھینچ کر اون کی بناء پہ جا کر کھڑے ہو
یہ خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہونچی آپ نے مغیرہ بن شعبہ کو دیوار بنانے سے منع
بھیجا اور اس زمانے مین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی قبر شریف شہر پناہ مدینہ مطہرہ کے دروازے
متصل جو جانب بقیع کے ہے واقع ہے قبر ابی سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب ابن عم
صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ
عنہ نے ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ مقابر کے درمیان مین پھر رہے ہین
یا ابن عم کیا ڈھونڈ رہے ہو کہا اپنے دفن ہونے کو ایک قبر کی جگہ ڈھونڈھتا ہون پس حضرت
عقیل [illegible] انکو اپنے احاطہ مین لائے اور ایک جگہ معین کر دی وہان اون کی قبر کھودی
گئی حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ وہان ایک ساعت بیٹھکر چلے گئے دو روز اس حال

نہین گذرے تھے کہ اس جہان سے رحلت فرمائی اور اوسی قبر مین دفن کیے گئے وکانت وفاتہ
سنۃ عشرین وصلّی علیہ عمر رضی اللہ عنہ اور اب اس زمانے مین اونکا نام مبارک اور
اسم شریف حضرت عبداللہ بن جعفر کا قبۂ عقیل بن ابی طالب کے اندر دیوار پر لکھا ہے سید سمہودی
کہتے ہین کہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قبے کے اندر جو حضرت عقیل کی طرف منسوب ہے
مدفون حضرت ابوسفیان بن حارث ہین اور کہتے ہین اسواسطے کہ ابن زبالہ اور ابن شبہ نے
حضرت عقیل کی قبر کو بقیع مین ذکر نہین کیا اور غزالی نے بھی احیاء العلوم مین حضرت عقیل کو
ان لوگون مین جنکے قبور کی زیارت بقیع مین کرتے ہین یاد نہین کیا بلکہ ابن قدامہ وغیرہ
نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی وفات شام مین ہوئی ہے حضرت معاویہ کی امارت
کے دنون مین اور گویا کہ شہرت اس قبے کی اس طور پر کہ یہ قبہ عقیل ہے اس جہت سے ہے کہ
دار عقیل اس جگہ پر تھا چنانکہ مکرر مذکور ہوچکا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اونکی نعش مبارک
کو شام سے نقل کرکے یہین لاکر دفن کردی ہو اور پہلے سے حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی قبر
قبے مین ہونے کو ابن نجار نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ قبر عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بقیع کے
قبے مین ہے اور اونکے ساتھ اونکے بھتیجے کی بھی قبر ہے یعنے عبداللہ بن جعفر الطیار بن ابی
طالب کی اور جود عرب کبیر السن تھے اونکا انتقال مدینہ منورہ مین ہوا ہے رضی اللہ عنہ اور
بعضے علماے سیر و تواریخ کہتے ہین کہ وہ ابوا مین جو مکے اور مدینے کی راہ مین واقع ہے سن
نوے مین مدفون ہوئے ہین اور کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت یہ
دس برس کے تھے پس ولادت اونکی ہجرت ہی کے سال مین ہوتی ہوگی رضی اللہ عنہ قبور ازواج
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہن بھی دار عقیل کے نزدیک ہین خبر مین آیا ہے کہ عقیل رضی
اللہ عنہ اپنے دار مین کنوان کھدواتے تھے وہان ایک پتھر نکلا اسپر لکھا تھا قبر ام حبیبہ بنت صخر
بن حرب عقیل نے اوس کنوین کو بند کروادیا اور قبر پر عمارت بنوادی اور سمہودی کہتے ہین کہ یہ
روایات اسی بات کی طرف ناظر ہین کہ قبور شریفہ امہات المومنین اسی جگہ ہون گی جہان

ف۔ سو اونھون نے وفات فرمائی بیس سن مین اور اون کے جنازے کی نماز پڑھی حضرت عمر
فاروق رضی اللہ عنہ نے ۱۲

اب زیارت کرتے ہین مگر بعضے روایات کہ دلالت کرتے ہین اسبات پر کہ بعضے ازواج مطہرات
کے قبور شریفہ مقبرۂ امام حسنؑ و عباس رضی اللہ عنہا کے نزدیک واقع ہین ابن شبہ
محمد بن یحییٰ سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے سنا ہے لوگون کو کہتے تھے کہ
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بقیع مین وہان پر ہے جہان محمد بن علی مدفون ہین قریب
موضع دفن سیدتنا فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہتے تھے کہ اسی جگہ
گز کے قدر زمین کھودی گئی تھی تو ایک پتھر نکلا تھا اوسپر لکھا تھا ہذا قبر ام سلمۃ زوجۃ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اور صحیح بخاری شریف مین مذکور ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او
صاحبین رضی اللہ عنہما کے پہلو مین دفن نکرنا مجھے دفن کرنا میرے صواحب نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ساتھ بقیع مین سارے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے قبور شریفہ مدینے مین ہین مگر قبر
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے سرف مین قریب تنعیم کے اور کہتے ہین کہ اونکا نکاح حضرت
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی جگہ پر واقع ہوا ہے اور خلوت بھی اسی جگہ ہوئی قبر امیرالمومنین
عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ابن شبہ نقل کرتے ہین کہ جب چاہا لوگون نے کہ حضرت عثمان
بن عفان رضی اللہ عنہ کو حجرہ مبارک سرور انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم مین دفن کرین او
اونھون نے خود بھی اپنی حیات مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسبات کی رخصت لی
تھی مصریون نے انکار کیا اور وہان دفن کرنے سے مانع آئے بلکہ نماز جنازہ بھی نہین پڑھنے
دیتے تھے اور کہتے تھے کہ انکو کہین دفن مت کرو ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا یہ قصہ
سنکر مسجد کے دروازے پر آکر کھڑی ہوگئین اور فرماتے لگین واللہ تم لوگ ہٹ جاؤ
مین اونکو دفن کرون اور نہین تو مین باہر نکل آتی ہون اور کشف ستر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کرتی ہون یہ سنکر وہ مفسدین مخالفت دفن سے باز آئے اور اوسی رات
کو جسکے دن کو وہ شہید ہوئے ہین جبیر بن مطعم اور حکیم بن حزام اور عبداللہ بن زبیر اور
اصحاب نے اوٹھاکر اونکو وہان سے اوٹھایا جہان لاش مبارک اونکی پڑی تھی اور بقیع مین
لیگئے وہان بھی وہ مفسدین دفن کرنے سے مانع آئے آخر کو حش کوکب مین لیگئے اور جبیر بن مطعم نے

...وں نے نماز جنازہ پڑھی اور اوسی جگہ قبر کھدوا کر اون کو اوس مین رکھ کر ایک دیوار اون کی
اوپر گرا کے اونکے مدفن کو چھپا کر چلے آئے اور یہ حسن[1] کوکب ایک جگہ تھی بقیع سے باہر کہ وہان
کے اپنے مُردے کے دفن کرنے سے کراہت کرتے تھے نقل کرتے ہین کہ ایک روز حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ اوس جگہ کھڑے تھے اور فرماتے تھے کہ ایک مرد صالح ہلاک ہوگا اور اوس جگہ دفن کیا
جائیگا اور اوس کی پیروی سے یہ جگہ آدمیون کو مانوس ہو جاویگی پس اول جو شخص وہان دفن ہوا
حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے بعد اوسکے مروان نے جس زمانے مین حضرت معاویہ
کی طرف سے حاکم مدینہ مطہرہ ہوا اوس جگہ کو بقیع مین داخل کیا اور جس پتھر کو حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کا علامت
ٹھہرایا تھا کہ لوگ اونکے گرد دفن کیے جائین اور فرمایا لاجعلنک للمتقین[2] اماما اوس پتھر کو اٹھا
حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر شریف پر رکھا اور حکم دیا کہ لوگ انھین کے
گرد اپنے مردون کو دفن کیا کرین قبر سعد بن معاذ الاشہلی رضی اللہ عنہ انکو غزوہ خندق
کے روز ایک زخم لگا تھا اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کے باب مین حکم
کرنے کو انکو طلب فرمایا جیسا کہ ذکر مسجد بنی قریظہ مین اشارہ اس طرف ہو چکا ہے تو خون بند ہو گیا
پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہو کر بنی قریظہ کے باب مین حکم دے کے
اپنے دولت خانہ پر پہونچے تو زخم پھٹ گیا اور خون جاری ہوا اور اِس جہان سے رحلت
کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کے جنازے کی نماز پڑھی اور حضرت مقداد بن
الاسود رضی اللہ عنہ کے احاطہ کے پاس جو گلی گئی تھی اوس گلی کے ایک طرف کو اقصی البقیع
مین دفنین کے مکان کے پاس دفن فرمایا سمہودی کہتے ہین کہ جو تعریف کہ قبر سعد بن معاذ
رضی اللہ عنہ کی قدما نے کی ہے وہ اس قبے کی جگہ پر جو حضرت فاطمہ بنت اسد کی طرف
منسوب ہے صادق ہے پس شاید کہ قبر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ہو گی اور اسے
قبر فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا شبہے سے کہتے ہون گے ورنہ اخبار صحیحہ سے ثابت ہوا ہے کہ

[1] حسن کوکب ایک بستان تھا بقیع سے پورب کی طرف ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ کا ۱۲
[2] یعنی مینے تجھے متقیون کا امام کیا ۱۲

کہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی قبر شریف مقبرۂ اہل بیت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس ہے قبر ابی سعید الخدری
رضی اللہ عنہ قبر مین آیا ہے حضرت عبدالرحمن بن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہا سے کہ وہ فرما
تے کہ ایک دن میرے باپ نے مجھسے فرمایا کہ بیٹا اب مین بوڑھا ہوا اور میرے یار سب
سب اس عالم فانی سے گذر گئے اب میرے چلنے کا وقت بھی قریب پہونچا ہے تو میرا ہاتھ پکڑ
بقیع مین لے چل مین نے تعمیل حکم کی اونکا ہاتھ پکڑکر بقیع مین لے گیا جب اقصاے بقیع
پہونچے اوس جاگہ کہ وہان کوئی مدفون نہ تھا فرمایا جب میرا انتقال ہو جاتے تو میرے وا
یہین پر قبر کھودنا اور کسی کو خبر نکرا اور کوچہ عمقہ سے کہ اودھر سے آدمی کا گذر کم ہے مجھ
نکالنا اور جنازہ تیز تیز لے چلنا کہ کوئی میرے جنازے کے ساتھ نہووے اور کسی کو مجھپر
اور نوحہ کرنے نہ دینا اور میری قبر پر خیمہ لگانے نہ دینا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جب
حضرت والد بزرگوار رضی اللہ عنہ کا وقت رحلت پہونچا تو سب آدمی میرے گھر کو گھیر کر
ہوگئے کہ اونکا جنازہ باہر نکلے تو ساتھ ہولین مین نے موافق اونکی وصیت کے کسی
اونکی موت کی خبر نہ دی اور بہت سویرے اونکی لاش مبارک بقیع مین لے گیا دیکھتا کیا ہون
کہ سب آدمی آپ سے پہلے ہی سے بقیع مین پہونچکر منتظر کھڑے ہین رضی اللہ عنہ
جمیع اصحاب سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہان تک ذکر اُن قبور شریفہ کا تھا جو اصحاب
تاریخ نے اون کی تعیین اور جہات مین اخبار اور آثار پاکر جنتہ البقیع مین ذکر کیے
ہین مگر اب جو قبے اور مشاہد اس مقبرۂ عظیم القدر مین اور سوا اسکے اور جو اس بلدۂ طیبہ
کے گرد و پیش موجود ہین اور بادشاہانِ قدیم و جدید نے ظن و تخمین یا تحقیق و یقین سے
بنائے ہین وہ کئی قبے ہین اور قبہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا کہ بعضے خلفا
عباسیہ نے سن پانسو انیس مین بنایا ہے وقیل غیر ذلک یہ سب مین بڑا قبہ ہے دوسرا
قبہ بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا قبہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا چوتھا قبہ سیدنا ابراہیم
بن سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پانچوان قبہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

لہ یہ قبہ اب نہ رہا سوا اسکے ۱۲ - سہ صاحبزادیون کا ۱۲

ہین ہوگئے اِس دُعا کی قبولیت مین ایک اثر ثابت ہے چھٹا قبہ صفیہ عمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا متصل شہر پناہ مدینہ مطہرہ کے ساتوان قبا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا اِس قبہ
شریفہ مین ایک قبر ہے اور کہتے ہین کہ متولی عمارت اِس مین دفن ہے آٹھوان قبہ فاطمہ بنت
سعد ام امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا اور دو قبے اور ہین بیچوں بیچ مین بقیع کے
درمیان قبہ امہات المومنین اور قبہ سیدنا ابراہیم کے انہین سے ایک مین امام دار الہجرۃ حضرت
امام مالک بن انس اصبحی صاحب مذہب مالکی محب رسول اللہ و مقیم بلدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور دوسرے مین کہتے ہین کہ نافع مولی ابن عمر ہین رضی اللہ عنہما جیسا کہ لکھا ہے سمہودی نے اور
مشہور اہل مدینہ مین یہ ہے کہ قبر امام نافع قاری مدینہ ہے اور بھی سمہودی کہتے ہین کہ کلام ابن
جبیر سے ذکر مشاہد معروفہ مین ایسا مستفاد ہوتا ہے کہ درمیان قبہ سیدنا ابراہیم و قبہ امام مالک
کے ایک قبر ہے عبد الرحمن بن الخطاب رضی اللہ عنہما کی جنکو عبد الرحمن اوسط کہتے ہین او معروف
ہین بوجہہ کہ حد زنا اونپر لگائی گئی تھی اوسی صدمہ سے بیمار ہوکر انتقال کر گئے تھے سید سمہودی
کہتے ہین کہ یہ تعریف صادق ہے اوس قبہ پر جو منسوب ہی نافع کی طرف واللہ اعلم اور ایک قبہ
چھوٹا سا ہے قبہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی راہ مین حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب
جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مرضعہ ہین مگر اہل تواریخ نے کہین اِس قبہ کا ذکر نہین کیا
نہ اثباتا واللہ اعلم یہ وہ مشاہد و مقامات ہین جو معروف و مشہور ہین لیکن تحقیق وہی ہے جو پہلے
مذکور ہوچکا ہے اور شہر پناہ کے اندر کے قبون مین مشہور تر قبہ سیدنا اسمعیل بن امام جعفر صادق
سلام اللہ علیہما ہے مقابل قبہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پچھان کی طرف اور یہ قبہ بنا ہے
شہر پناہ سے پہلے کا ہے اور بنانے والا اسکا ابن ابی الہیجا وزیر ملوک عبیدیہ ہین جسنے مسجد
کو پھر نئے سر سے بنایا ہے اور اِس قبہ کی عمارت سن پانچسو چھیالیس مین واقع ہوئی
ہے اور کہتے ہین کہ حوالی اِس مقام کا شمال کی طرف سے حضرت امام زین العابدین رضی
اللہ عنہ کی دولتسرا کے دروازے تک تھا اور درمیان دروازہ بیرونی اور دروازہ پانچوین
کے ایک کنوان ہے منسوب حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی طرف کہ پانی اوس کا بیمارون
کے واسطے شفا ہے نقل کرتے ہین کہ ایک روز حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ تا جعفر بن

اس کنوین مین گر پڑے تھے اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ نماز مین تھے
حضرت نے غایت توکل و حضور و رضا سے نماز قطع نہ کی رضی اللہ عنہما وارضاہما عنی خیرالجزا
اس قبۂ شریفہ کی جانب غربی مین ایک مسجد ہے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی طرف
منسوب اونمے مین اکثر آدمی دورن کی زیارت سے محروم مین اب رہے وہ مشاہد مشہورہ جو مدینہ منورہ
بقیع سے باہر ہین وہ تین مشہد ہین اول مین افضل و اعظم مشہد مقدس سید الشہدا حمزہ بن عبدالمطلب
رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و اخوہ من الرضاع ہے اور اصل بنا اس قبہ
کی خلیفہ ناصرالدین کی مان نے کی ہے سن پانچسو نوے مین اور وہ تھر جسپر تاریخ لکھی ہے
جہان نے مسجد مصرع سے جہان حضرت امیر حمزہ شہید ہوکر گرے ہین اوٹھا کر یہان لاکر
اور سلطان قاتبیا نے سن آٹھ سو تراونے مین اوس کے صحن اور عمارت کو بڑھایا ہے اور
مشہد کے اندر ایک قبر اور ہے وہ قبر سنقر ترکی کی ہے جو متولی عمارت مسجد تھا اور ایک اور
صحن مین ہے وہ قبر ایک شریف کی ہے امرائی مدینہ سے کسی کو یہ گمان نہو کہ یہ قبور شہدا ہین
اور زائر کو چاہیے کہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ پر کہ بھانجے ہین حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ
عنہ کے اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ پر بھی سلام پڑھے کہ یہ دونون صاحب بھی وہین مدفون ہین
حضرت ابوجعفر امام محمد باقر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا
حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی زیارت کو جایا کرتی تھین اور اصلاح و مرمت اوسکی
کیا کرتی تھین اور اونکی قبر شریف کی علامت کے واسطے پتھر رکھا تھا اور حاکم حضرت امیرالمومنین علی
کرم اللہ وجہہ سے روایت لاتے ہین کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کو حضرت امیر حمزہ
کی قبر شریف پر جایا کرتی تھین اور وہان جاکر نماز پڑھتی تھین اور روتی تھین اور دوسری روایت
مین آیا ہے کہ ہفتہ دو تین دن کا فصل دیکر قبور شہدائے احد کی زیارت کو جایا کرتی تھین
وہان جاکر نماز پڑھتی تھین اور اونکے واسطے دعا کرتی تھین اور روتی تھین رضی اللہ عنہا اور
فضیلت احد اور شہدائے احد کی انشاءاللہ تعالی ایک علیحدہ فصل مین ذکر کرین گے دوسرا مشہد مالک
بن سنان والد حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کا یہ مشہد مدینۂ منورہ کی شہر پناہ کے اندر

---

[1] چچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی حضرت کے ۱۲ ز

جہان کی انگلی پر واقع ہو اور وہ اسپر ایک قبہ ہے قدیم البنا اور یہ مالک بن سنان رضی اللہ عنہ شہدائے احد سے ہیں انکو احد سے اٹھا کر یہین لا کر دفن کیا تھا اور یہ جگہ جہان وہ دفن ہین اگلے زمانے مین بازار مدینہ کے اندر داخل تھی تبیرا مشہد حضرت محمد بن عبد اللہ بن الحسن بن علی المرتضی سلام اللہ علیہم اجمعین کا جو نفس زکیہ کر معروف ہین آور ابی جعفر منصور کے زمانے مین شہید ہوئے اور یہ مشہد مدینہ منورہ سے باہر ہے جبل سلع سے پورب کی طرف اور اوسپر عمارت دقیق و تنگ بنی ہے اور ایک مسجد بھی ہے اوسکے قبلے مین ایک نہر جاری ہے عین زرقا سے نقل کرتے ہین کہ نفس زکیہ یعنی محمد بن عبد اللہ بن الحسن المثنی نے منصور عباسی پر خروج کیا اور بہت سے لوگون نے اونکے ہاتھ پر بیعت کی منصور نے یہ بات سنکر اپنے چچا عیسی بن موسی کو چار ہزار آدمی کے ساتھ اوپر بھیجا عیسی بن موسی نے جبل سلع پر پہونچکر توقف کیا اور محمد بن عبد اللہ سے کہلا بھیجا کہ تمکو امان دی تم اگر خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرو او نھون نے کہلا بھیجا کہ واللہ مرنا عزت کے ساتھ بہتر ہے اوس زندگی سے جو خواری کے ساتھ ہو اوسکے بعد وہ اور اونکے اصحاب کہ تین سو کئی آدمی باقی رہ گئے تھے سبکے سب نے غسل کامل کر کے اور خوشبوئین لگا کے عیسی بن موسی پر حملہ کیا اور تین بار اونکو سامنے سے بھگا دیا آخر کار بسبب کثرت اعداکے تاب نہ لا کر مغلوب ہو گئے ابن جوزی محدث کے پوتے نے ریاض الافہام مین لکھا ہے کہ عیسی بن موسی نے اونکا سر مبارک منصور کے پاس بھیجا اور اونکے بدن کو اونکی بہن زینب اور اونکی صاحبزادی فاطمہ نے چھپکے چھپا کر بقیع مین دفن کر دیا لیکن خبر صحیح یہی ہے کہ وہ اسی جگہ دفن ہین جو مذکور ہو چکی اور قتل انکا احجار زیت پاس ہوئی جو مالک بن سنان کے مشہد کے پاس ہے اور حضرت سرور انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم نے وہان پر دعائے استسقا پڑھی کہتے ہین کہ ذوالفقار حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی محمد بن عبد اللہ کے پاس تھی عیسی بن موسی نے بعد اونکے شہید کرنے کے اونکی کمر سے نکال کر منصور کے پاس بھیجدی پھر منصور سے رشید کو پہونچی اصمعی کہتا ہے کہ مین نے اوسے دیکھا ہے اوسکے اٹھارہ فقرے تھے اور فقرہ لغت مین پیٹھ کی ہڈی کو کہتے ہین اور یہ ذوالفقار حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو حضرت سیّد الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے پہونچی تھی چنانچہ کتب سیر احادیث مین مذکور و مسطور ہے

لہ یہ حدیث او رہے اور خضری اور اونکی اتباع نے رکھی ہے ١٢

اور خبر مین آیا ہے کہ قتال کے دن محمد بن عبد اللہ نے بن عامر سلمی نے کہا کہ ایک ابر ہمارے سرون پر سایہ کریگا اگر ہمارے اوپر برسے گا تو ہماری فتح ہوگی اور اگر ہمارے اوپر سے گذر کر دشمنون کے سر پر پہنچے گا تو تو جان لے کہ میرا خون احجار زیت پر پڑے گا عبد اللہ بن عامر کہتے ہین کہ واللہ ویسا ہی ہوا جیسا محمد بن عبد اللہ نے کہا تھا ایک ابر کا ٹکڑا ہمارے سر پر پیدا ہوا اور ہمارے سر سے گذر کر عیسیٰ بن موسیٰ کے سر پر سایہ گستر ہوا آخر الامر اون لوگون نے فتح پائی اور محمد بن عبد اللہ شہادت اور خون اونکا احجار زیت پر بہایا گیا نقل کرتے ہین کہ محمد بن عبد اللہ کی جہت سے عیسیٰ بن موسیٰ نے امام مالک کو بہت پٹوایا کہ اونسے موافقت رکھتے تھے اور موافقت کا دم بھرتے تھے اس حکایت کو نقل کیا ہے امام فرہری نے تتمیم فی زیارۃ اہل البقیع ۔ بقیع والون کی زیارت میں سُنت یہ ہے کہ جب البقیع کے دروازے پر آئے تو سلام مشہور کہ زیارت قبور کے وقت اسکا مستحب ہے پڑھے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَھُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَھُمْ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَھُمْ بعد اسکے یا پہلے اسکے گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے اور پڑھنا سورۂ اخلاص کے سنت موکدہ ہے اور خبر مین آیا ہے کہ جو شخص مقبرے مین آوے اور گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھکر ثواب اوسکا اہل مقبرہ کو ہدیہ بھیجے تو اوسکا بعدد ہر مردے کے جتنے اوس مقبرہ مین ہین اجر دیا جاتا ہے اور چاہیے کہ سلام مین سارے آل و اصحاب مومنین کو جو اس مقبرہ شریفہ مین دفن ہین شریک کرے اور منہ اوپنا قبۂ شریفہ عمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھیرے کہ بائین طرف باب البقیع سے متصل مدفون ہین اور ختم بھی اونھین کی زیارت پر کرے رضی اللہ عنہا اور علماے متاخرین اختلاف کرتے ہین اسبات مین کہ کسکی زیارت سے ابتدا کرے ایک اس طرف گیا ہے کہ پہلے زیارت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی مع ائمہ اہل بیت رسالت رضوان اللہ علیہم اجمعین جو اونکے ساتھ ایک قبہ مین آرام فرماتے ہین کرے اسواسطے کہ یہ اصل اور اقرب ہے اور اون حضرات کے سامنے سے گذر جانا اور دوسرون کی زیارت کی طرف متوجہ ہونا سوء ادب سے خالی نہین ہے اور کہتے ہین کہ زمانہ قدیم مین اہل مدینہ کا عمل اسبات پر تھا اور بعض مشائخ متاخرین

سلہ یہ عبد اللہ بن عامر سلمی محمد بن عبد اللہ کے اصحاب مین سے ہین ۱۲ سلہ اے اللہ میرے بخشدے بقیع غرقد والون کو اے اللہ میرے نہ کر ہمکو محروم اونکے اجر سے اور نہ فتنے مین ڈال ہمکو بعد اونکے اور بخشدے ہمکو اور اونکو ۱۲

اہل مدینہ مثل شیخ محمد بن عراق وغیرہ کو بھی اسیطرح لوگون نے مشاہدہ کیا ہو اور شیخ محمد بن عراق
بڑے متبع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بڑے متقی تھے اور بعضے علمائے حنفیہ نے بھی
اسبات کی تصریح کی ہے اور سمہودی رحمہ اللہ کا کلام بھی بعضے مواضع مین اسی قول کی ترجیح مین
ظاہر ہے ولیکن انھون نے ارشاد مین یہ کہا ہے کہ زائر کو چاہیے کہ اول قصد موقف النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کرے جو دار عقیل کے نزدیک ہے اسواسطے کہ منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم وہان تشریف لاکر کھڑے ہوئے اور اہل بقیع پر دعا کی اور اس زمانے مین اوس جگہ ایک
چھوٹی سی مسجد ہے اوسکو موقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین بعد اُسکے قصد زیارت سیدنا عثمان
بن عفان رضی اللہ عنہ کرے پھر حضرت فاطمہ بنت اسد والدۂ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ
عنہما کی قبر شریف کی زیارت کرے پھر سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
کرے پھر ازواج مطہرات پھر امام مالک پھر امام نافع پھر حضرت عباس پھر حضرت صفیہ عمۂ رسول
صلے اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہم اجمعین کی زیارت کرو اور ایک گروہ اُس طرف سے گیا ہے کہ ابتدا
ابراہیم بن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے کرے اور جو اونکے ساتھ ہین اونکی بہنین وغیرہ
کہ جزو شریف حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسواسطے کہ تقدیم دوسرونکی اُنپر مناسب نہین
یہ مذہب اعدل اقوم معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم اور ایک گروہ اسطرف گیا ہے کہ ابتدا حضرت
سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی زیارت سے کرے اور وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ حضرت سیدنا
عثمان رضی اللہ عنہ ساری اہل بقیع سے افضل ہین اور ابن فرحون مالکی وغیرہ نے اس مذہب
کی ترجیح کی ہے اور کہا ہے کہ اون کی زیارت سے پہلے جس قبر کی طرف سے گذر ہو اوسپر سلام کرے
اور کچھ یون سا توقف کرے اور چلا جاوے اور بھی اسی گروہ کا کلام ہے کہ بعد حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ کے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے مع اون حضرات کے جو اونکے قبۂ مبارک کے اندر
ہین بعد اونکے قبور شریفہ ازواج مطہرات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وغیرہا کی زیارت
کرے بعد اوسکے مشہد عقیل رضی اللہ عنہ مین آوے اور زیارت کرے اور اونکے دروازے پر
بہت ٹھہرے اور دیر تک دعا مانگے اسواسطے کہ وہ موقف نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور دعا
اوس جگہ قبول ہوتی ہے بعد اوسکے زیارت سیدنا ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرے

مع اونکے ہمراہ اونکے ساتھ ہین اونکی بہنین اور حضرت عثمان بن مظعون اور جتنے صحابہ کرام
وہان آرام فرماتے ہین رضی اللہ عنہم اجمعین اور بعض علما کا کلام محصل یہ ہے کہ ابتدا
عباس رضی اللہ عنہ کے قبۂ شریفہ سے کرے بعد اوسکے جو آگے پڑ جاوے اوسواسطے کہ حضرت
جلالت شان ہو اوسکے آگے سے بغیر سلام کے گذر جانا مروت اور طریقہ ادب سے بعید
ہے بعضے کہتے ہین کہ یہی مقصد صالح ہے ساتھ اسکے ضرر نہین کرتا نہ رعایت کرنا افضل اقرب
اور ایک جماعت علماء مدینہ سے ایسا نقل کرتے ہین کہ وہ لوگ جب قصد زیارت بقیع کرتے
موقف شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر جاتے اور سارے اہل بقیع کے واسطے دعا کرتے اور
اپنا مطلب حق تعالی سے مانگتے اور پھر کھڑے ہوتے بغیر اسبات کے کہ کسی خاص قبر پر جاکر کھڑے
ہوں اور اس طریق کے اختیار کرنے مین مستند ان حضرات کا فعل ماثور حضرت علیہ الصلوۃ والسلام
ہے پس اگر یہ بات ثبوت کو پہونچی ہے اور ان حضرات کا قصد مجرد اتباع سنت ہو تو بہتر ہے
اور بعض علما نے کہا ہے کہ اگر یہ فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے ہرچند صحت کو
پہونچا ہو اور ان حضرات کا مقصود اتباع سنت ہو تو تمام ہے ولیکن اسبات مین شک نہین کہ اگر
سید الکائنات علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات مین سعادت وقوف حاصل کرکے زیارت
مقربان آن حضرت علیہ الصلوۃ والسلام سے مستفیض ہون تو نہایت مناسب ہے کہ
مزید خیر وبرکات وثواب وحسنات ہوگا والسلام تکمیل[له] فی زیارۃ اہل البیت فصل نقل
حضرت امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ وعلی سائر اہل بیت النبوۃ سے نقل کرتے ہین کہ
آپنے جو شخص زیارت کرے کسی ایک کی ائمہ سے تو گویا اوس نے زیارت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی اور کسی نے حضرت امام موسی رضا رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے آپ تعلیم کیجیے کوئی
قول بلیغ کامل کہ مین زیارت اہل بیت کے وقت اوسے پڑھا کرون آپ نے فرمایا کہ جب
ارادہ کرے اہل بیت کی زیارت کا تو اول غسل ادا کر اوسکے بعد جا اول دروازے پر
ہو کر شہادتین ادا کر اوسکے بعد جب تو اندر داخل ہوا اور تیری نظر قبر پر پڑے تو تیس مرتبہ
پھر تھوڑا چل وقار کے ساتھ نزدیک نزدیک قدم ڈالتا ہوا پھر کھڑا ہو کر تیس مرتبہ اللہ اکبر

له پوری کرنا بات کا زیارت اہلبیت مین ۱۲ ❖ ۱۲ ق

اور چالیس مرتبہ اللہ اکبر کہے یہ سو مرتبہ ہوئے اسکے بعد کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَہْلَ بَیْتِ الرِّسَالَۃِ وَمُخْتَلَفَ الْمَلَائِکَۃِ وَمَہْبِطَ الْوَحْیِ وَخُزَّانَ الْعِلْمِ وَمُنْتَہَی الْحِلْمِ وَمَعْدِنَ الرَّحْمَۃِ وَاُصُوْلَ الْکَرَمِ وَقَادَۃَ الْاُمَمِ وَعَنَاصِرَ الْاَبْرَارِ وَدَعَائِمَ الْاَخْیَارِ وَاَبْوَابَ الْاِیْمَانِ وَاُمَنَاءَ الرَّحْمٰنِ وَسُلَالَۃَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعِتْرَۃَ صَفْوَۃِ الْمُرْسَلِیْنَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَئِمَّۃِ الْہُدٰی وَمَصَابِیْحِ الدُّجٰی وَاَعْلَامِ التُّقٰی وَذَوِی النُّہٰی وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَحَالِّ رَحْمَۃِ اللّٰہِ وَمَسَاکِنِ بَرَکَۃِ اللّٰہِ وَمَعَادِنِ حِکْمَۃِ اللّٰہِ وَحَفَظَۃِ سِرِّ اللّٰہِ وَحَمَلَۃِ کِتَابِ اللّٰہِ وَوَرَثَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَی الدُّعَاۃِ اِلَی اللّٰہِ وَالْاَدِلَّاءِ عَلٰی مَرْضَاۃِ اللّٰہِ وَالْمُظْہِرِیْنَ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَنَہْیِہٖ وَالْمُخْلِصِیْنَ فِیْ تَوْحِیْدِ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اِنِّیْ مُسْتَشْفِعٌ بِکُمْ مُقَدِّمُکُمْ اَمَامَ طَلِبَتِیْ وَاِرَادَتِیْ وَمَسْئَلَتِیْ وَحَاجَتِیْ اُشْہِدُ اللّٰہَ اِنِّیْ مُؤْمِنٌ بِسِرِّکُمْ وَعَلَانِیَتِکُمْ وَاِنِّیْ اَبْرَءُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ عَدُوِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا

باب تیرھوان فضائل جبل

احد مین کہ محب محبوب سید انبیا و منزل سید الشہدا ہے علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام ورضی اللہ عنہ تفصیل احوال غزوۂ احد اور سارے غزوات کے ساتھ کتب سیر و تواریخ مین مذکور ہے یہان مناسب بیان فضیلت احد اور قبور شہدا ہے جو اس غزوہ مین شرف شہادت عظمیٰ کو پہونچے ہین صحیحین مین آیا ہے کہ حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے جبل احد کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہٰذا جبل یحبنا ونحبہ یعنے یہ ایک پہاڑ ہے کہ ہمکو دوست رکھتا ہے اور ہم اسکو دوست رکھتے ہین اور اس کلمہ کا صدور

له سلام ہو تمپر اے اہل بیت رسالت اور اے جگہ پے در پے آنے فرشتون کی اور جگہ اترنے جبرئیل کے اور خازن علم کی اور جگہ انتہا پانے عقلون کی اور کان رحمت کی اور جڑ کرم کی اور کھینچنے والے امتون کے اور عنصر ابرار کے اور ستون اخیار کے اور دروازے ایمان کے اور امین رحمٰن کے اور فرزند خاتم النبیین کے و صفوۃ المرسلین اور خدا کی رحمت اور برکات اسکے سلام ہو اوپر اماموں ہدایت اور چراغون تاریکی کے اور نشانون تقوی کے اور صاحبان عقل و زیرکی کے اور خدا کی رحمت و برکات انکی سلام ہو اوپر جگہون خدا کی رحمت کے اور جگہون ٹھہرنے برکت کے اور جگہون نکلنے خدا کی حکمت کے اور حفاظت کرنیوالے خدا کے بھید کے اور اوٹھانیوالے خدا کی کتاب کے اور وارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا کی رحمت اور اسکے برکات سلام ہو اوپر بلانے والے خدا کی طرف انکے اور رہنمائی ہونیوالے اوپر خدا کی مرضیون کے اور ظاہر کرنیوالے خدا کے امر و نہی کے اور خالص ہونیوالے خدا کی توحید مین اور رحمت خدا کی اور اسکے برکات تحقیق مین طلب شفاعت کرتا ہون تمسے اور آگے کرنیوالا ہون تمکو اپنی طلب اور ارادہ و سوال و حاجت کے گواہ کرتا ہون اللہ کو اوپر اثبات کے کہ مین تمہارے ظاہر و باطن کا ماننے والا اور تحقیق بیزار ہون دشمن محمد و آل محمد سے خواہ اسمین جن ہو خواہ انس صلی اللہ علی محمد وآلہ الطیبین الطاہرین وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

حضرت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام سے اوقات متعددہ مین ثابت ہوا ہے چنانچہ تعدد روایات
بخاری اسبات کا مظہر ہے ایک روایت مین حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ ایک بار
حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک جبل احد پر پڑی آپ نے اللہ اکبر کہکر فرمایا
جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ عَلٰی بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ وَہٰذَا عَیْرٌ جَبَلٌ یُبْغِضُنَا وَنُبْغِضُہٗ عَلٰی بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ النَّارِ
عیر بفتح عین مہملہ ایک پہاڑ ہے مقابل اُحد کے مکہ معظمہ کی راہ پر حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ
وسلم اوسکو دشمن رکھتے تھے علما کہتے ہین کہ اس جگہ سے معلوم ہوا کہ حسد و تبغض و سعادت و شقاوت
جمادات مین بھی پیدا ہے امام نووی کہتے ہین کہ یہ جو محبت جانبین سے حدیث مین مذکور ہے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس پہاڑ کو دوست
تھے محمول ہے حقیقت پر اسواسطے اوسکی جگہ جنت ہوئی کیونکہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ اور یہ پہاڑ جبکہ محب
انبیا صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سید اہل جنت ہین تو اس پہاڑ کی
بھی حضرت کے جوار ہوئی دروازہ بہشت پر اور اللہ تعالیٰ نے محبت و عشق جبال مین اس طرح
ہر جیسا تسبیح کرنا رکھا ہے جمادات مین آیہ کریمہ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ اس بات سے ظاہر
ہے اور جبکہ جبال اور سارے جمادات اللہ تعالیٰ کا ذکر و تسبیح کرتے ہین اگر اوسکے حبیب علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے عشق اور محبت سے بھی موصوف ہون تو کیا مشکل بات ہے بیت عشق
ازلی در ہمہ اشیا جاریست ÷ ورنہ بہ گل نزدے بلبل مسکین فریاد ÷ اور محققین علما یون کہتے
کہ حضرت حبیب العالمین خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فقط جن و انس و ملائکہ کیطرف مبعوث
نہین ہوئے بلکہ ساری مخلوقات اور تمامی موجودات کے رسول ہین [illegible] و جمادات
اور خطاب فرمانا آپکا اس جبل کی طرف اسطور پر کہ اُسْکُنْ یَا اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ اَوْ صِدِّیْقٌ وَشَہِیْدَانِ
عقل و علم پر اول دلیل ہے ورنہ اس خطاب کے سمجھنے کا کیا طریق ہوا اور عشق محبت لوازم فہم و

۱ یعنے یہ ایک پہاڑ ہے کہ وہ ہمکو دوست رکھتا ہے اور ہم اوسکو دوست رکھتے ہین اور پر ایک دروازہ کے دروازون سے جنت کے
اور یہ عیر ایک پہاڑ ہے کہ ہمارے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اور ہم اوسکے ساتھ دشمنی رکھتے ہین اور پر ایک دروازہ کے دروازون جہنم سے [illegible]
پر ہوگا ۱۲ ۲ یعنے جو جسکے ساتھ دوستی رکھے وہ اوسکے ساتھ ہے ۱۲ ۳ اور نہین کوئی چیز مگر تسبیح کرتی ہے ساتھ تعریف
۴ یہانتک کہ روئیدگیان اور پتھرون کے بھی رسول ہین ۵ ساکن ہوجا اے اُحد کیونکہ تجھپر نبی اور شہید ہین ۱۲

اور سلام کرنا پتھر کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر زمانۂ نبوت سے پہلے اور نالہ کرنا ستون مسجد شریف کا
آپکی مفارقت سے جیسا پہلے مذکور ہو چکا ہے اس مطلب کے دلائل واضح ہے اور جیسا کہ اہل مدینہ
آپکی شان مین دو قسم ہوئے ہین مخلص و منافق ویسا ہی اماکن مدینہ بھی قسمت پذیر ہوئے ہین
سبب جبل عیر مسجد ضرار والے منافقون کی طرف پڑا اور آخرت مین بھی اونکے ساتھ دوزخ
مین ہوگا اور غزوہ احد کے دن ابن ابی وغیرہ منافقین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی مدینہ
منورہ سے باہر آئے مگر جبل احد تک کہ مقام صدیقین و محبوبین ہے نجا سکے اور مدینہ کے قریب ہی سے
پھر کر شقاوت گاہ کی طرف رجوع کیا اور تاویل محبت اور عداوت کے ساتھ محبت و عداوت ساکنین
کی تاویل بعید ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہان محبت کنایہ ہے اور مسرت و خوشی سے جو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو سفر سے مراجعت فرماتے وقت قبل وصول بمدینۂ منورہ اس جبل کو مشاہدہ فرمانے سے
کہ اعظم وارفع علامات مدینۂ طیبہ ہے حاصل ہوا کرتی تھی اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرب
مدینہ طیبہ و اہل مدینہ سے خبر بشارت اثر دیتا تھا اور یہ کام محبون ہی کا ہے اور اسوقت حضرت سرور
کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت و عداوت کے آثار اون دونون پہاڑون سے ظاہر
ہین جسکا جی چاہے جا کر دیکھ لے جبل اُحُد کی طرف جسوقت نظر کیجاتی ہے ایک نور و سرور اوس
سے مشاہدہ ہوتا ہے اور جسوقت جبل عیر کی نظر کیجاتی ہے ایک ظلمت و غم اوس سے حاصل ہوتا ہے
اور اشتقاق لفظ اُحد کا توحد سے ہے بمعنے انفراد و انقطاع کے اور یہ معنی اوسپر صادق
ہین اسواسطے کہ وہ ایک کوہ پارہ ہے مقابل مدینۂ منورہ کے اوتر کی جانب دو میل یا زیادہ
یا زیادہ کے فصل سے پڑا ہوا اور کسی پہاڑ سے میل نہین کھاتا اور یہ بھی ہے کہ وہ اہل ایمان و
توحید کا چونکہ نصرت گاہ ہے اسواسطے یہ نام اوسکا کہ اوس معنی سے خبر دیتا ہے رکھا گیا اور
کونسا نام اوس نام سے مشتق ہوا حدیث سے بہتر ہوگا بخلاف عَیر[1] کے کہ حمار وحشی کا نام ہے جو طرح
طرح کی برائیون کے ساتھ موصوف ہے اور روایت مین آیا ہے کہ اُحُد ایک پہاڑ ہے جنّت کے
پہاڑون مین سے جب تم لوگ اوسپر سے گذرا کرو تو میوہ اوسکے درختون کا کھایا کرو اور اگر میوہ نہو
تو اوسکے جنگل کی گھاس ہی حکم رکھتی ہے اور زینب بنت نبط زوجۂ انس مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کرتی ہین

[1] یعنے جنگلی گدھا ۱۲ —

کہ وہ اپنی اولاد سے کہتی تھین کہ تم لوگ جا کر زیارت اُحد کرو اور لاؤ میرے واسطے واسکی
و غیرہ آور حدیث مین آیا ہے کہ اُحُدٌ عَلٰی رُکْنٍ مِنْ اَرْکَانِ الْجَنَّۃِ و عَیر کیلئے رکن مین ارکان
آور طبرانی بروایت عمرو بن عوف سے لاتے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جِبَالٌ مِنْ اَجْبَالِ الْجَنَّۃِ وَاَرْبَعَۃُ اَنْهَارٍ مِنْ اَنْهَارِ الْجَنَّۃِ وَاَرْبَعَۃٌ مِنْ مَلَاحِمَ مِنْ مَلَاحِمِ الْجَنَّۃِ
الْاَجْبَالُ قَالَ اُحُدٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہُ جَبَلٌ مِنْ جِبَالِ الْجَنَّۃِ وَوَرِقَانُ جَبَلٌ مِنْ اَجْبَالِ الْجَنَّۃِ وَالطُّورُ جَبَلٌ مِنْ
الْجَنَّۃِ وَلِبْنَانُ جَبَلٌ مِنْ اَجْبَالِ الْجَنَّۃِ وَالْاَنْهَارُ الْاَرْبَعَۃُ النِّیْلُ وَالْفُرَاتُ وَسَیْحَانُ وَجَیْحَانُ وَالْمَلَاحِمُ
بَدْرٌ وَاُحُدٌ وَالْخَنْدَقُ وَحُنَیْنٌ آور ابن شیبہ اس حدیث کو مختصر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت
مین لاے ہین اور ذکر ملاحم سے سکوت کیا ہے آور بعضے روایات مین آیا ہے کہ بیت اللہ الحرام
زاد ہا اللہ شرفا و تعظیما چھ پہاڑون کے پتھر سے بنا ہے ابو قبیس اور طور اور قدس اور
ورقان آور رضوی آور اُحُد آور ابن شیبہ روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے
لاتے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب حضرت رب العزت جل جلالہ و عم نوالہ
جبل طور پر تجلی فرمائی چھ پہاڑ عظمت الٰہی کے ڈر کر اوڑ گئے اونمین سے تین مدینے مین
اور تین مکے مین وہ جو مدینے مین آکر گرے احد و ورقان و رضوی ہین اور وہ جو مکے مین
گرے حرا و ثبیر و ثور ہین ورقان ایک پہاڑ ہے مکے کے راہ پر مدینہ منورہ سے قریب جا کر
ذکر مساجد ماثورہ مین اسکی طرف بھی اشارہ ہو چکا ہے آور رضوی ینبع مین ہے اور ثنی ہی مسافت
اور ثبیر منیٰ کی پہاڑی کا نام ہے آور ابن شیبہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت
لاتے ہین کہ جب موسیٰ اور حضرت ہارون علی نبینا و علیہم الصلواۃ والسلام حج یا عمرے کے قصد
مکہ معظمہ مین تشریف لائے اور مراجعت کے وقت مدینہ مطہرہ مین پہونچکر جبل احد پر اوترے
پیغام اجل حضرت ہارون علیہ السلام کو پہونچا اور وہین دفن کیے گیے اس زمانے اونکی

لہ یعنی احد ایک در ہے جنت کے دروازون مین سے ۱۲ اور عیر ایک کونے پر ہے دوزخ کے کونون مین سے ۱۲ کہ یعنے چار پہاڑ ہین پہاڑون جنت سے اور
ہین نہرون جنت سے اور چار لڑائیان ہین لڑائیون جنت سے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ چار پہاڑ کون سے ہین فرمایا ایک احد جو
ہمکو دوست رکھتا ہے اور ہم اسکو دوست رکھتے ہین ایک پہاڑ ہے پہاڑون جنت سے اور ورقان ایک پہاڑ ہے پہاڑ و جنت سے اور طور ایک پہاڑ
جنت سے اور لبنان ایک پہاڑ ہے پہاڑون جنت سے آور نہرین چار نیل و فرات و جیحان اور سیحان اور لڑائیان بدر و احد و خندق و حنین ہین

اس جبل عظیم الشان پر مشہور ہوا اور اس جبل پر ایک مسجد ہے کسی فقیر نے چند مدت ہوئی کہ بنائی ہے اور یہ تحقیق نہیں ہوا کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اس پہاڑ پر کس طرف سے چڑھے تھے اور مسجد فتح[1] میں نماز پڑھنے کے باب میں ایک اثر ثابت ہوا ہے لیکن وہ غار جس میں کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھپے تھے اور مقام ہے جہاں آدمی کے سر کا سا نشان ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کا نشان ہے علما کے نزدیک ایسے اثر سے جو اعتماد کے لایق ہو ثابت نہیں ہوا اور خبر میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعبؓ بن عمیر[2] رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک پر کھڑے ہو کر آیہ کریمہ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰہَ عَلَیْهِ[3] الایہ اور دعا اَللّٰهُمَّ اِنَّ عَبْدَکَ وَنَبِیَّکَ یَشْهَدُ اَنَّ هٰؤُلَآءِ شُهَدَآءُ[4] پڑھ کر فرمایا کہ آؤ اور شہدائے اُحد پر سلام پڑھو کہ جب تک آسمان و زمین قائم ہے جو شخص ان پر سلام پڑھے اوسکو یہ جواب سلام دینگے پھر اور جگہ دوسرے شہدا پر کھڑے ہو کر فرمایا یہ میرے اصحاب ہیں ان پر قیامت کے دن گواہی دونگا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے اصحاب نہیں ہیں فرمایا ہاں کیوں نہیں ہو لیکن میں نہیں جانتا کہ تم بعد میرے کیا کروگے اور یہ لوگ میرے سامنے اچھی طرح سے دنیا سے گئے ہیں روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک پر جا کر کھڑے ہوئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ کفار نے اونکے ناک اور کان کاٹے ہیں اور پیٹ پھاڑ کر جگر اونکا نکال لیگئے فرمایا اگر دو خوف نہوتے ایک تو یہ کہ صفیہ کو غم ہوگا دوسرے یہ کہ میرے بعد یہ سنت رہیگی تو میں اسکو یونہیں چھوڑ دیتا کہ جانوران جنگلی اوسکے جسم باقی کو کھا جاتے اور فرمایا کہ ایسی مصیبت مجھ پر اب ہرگز نہ ہوگی اور اس سے زیادہ غم کی جگہ پر پھر کبھی نہ کھڑا ہونگا یعنے مجھے ایسی مصیبت اور ایسا غم پہونچا ہے کہ اس سے زیادہ مصیبت و غم ہو نہیں سکتا اوسی اثنا میں جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور وحی لائے کہ ساتوں آسمان والوں کے پاس لکھا ہے حمزۃ بن عبد المطلب اسد اللہ واسد رسولہ[5] پھر اونکو ایک چادر میں لپیٹنے کا حکم دیا

[1] یہ مسجد فتح میل اُحد کے نیچے واقع ہے ۱۲
[2] حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ از جملہ شہدائے احد ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین ۱۲
[3] بعض مسلمانوں میں سے وہ مرد ہیں کہ سچ کہا انہوں نے اوس چیز کو کہ عہد باندھا تھا اللہ سے اوپر اوسکے ۱۲
[4] یعنی اے اللہ میرے تحقیق تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ یہ لوگ شہید ہیں ۱۲
[5] یعنی حمزہ عبد المطلب کا بیٹا اللہ کا شیر ہے اور اوسکے رسول کا شیر ۱۲

اور نماز جنازہ پڑھی ستّر تکبیر سے اور دفن کر دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ شہدائے اُحد
پر علما میں مختلف مشہور ہے اور ابو داؤد و حاکم اپنے صحیح میں لاتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا کہ جب احد کے دن ہمارے بھائیوں پر جو کچھ پہونچا تھا پہونچا اللہ تعالےٰ نے اون کی روحوں کو
سبز جانوروں کی جوفوں میں اوتارا کہ جنت کی نہروں پر پہونچکر پانی پیتے ہیں اور بہشت کے میوے
کھاتے ہیں اور قندیلیں سونے کی جو عرش کے نیچے معلق ہیں اونمیں جا کر ٹھہرتی ہیں اور آرام کرتی
ہیں عرض کیا ان شہیدوں نے کہ اے رب العزت کیا خوب ہو کہ ہمارے بھائیوں کو جو دنیا میں ہیں
ہمارے اس آرام و آسایش کی خبر پہونچے تاکہ وہ جہاد سے تقاعد نہ کریں اور اس کار بزرگ کو
کرنے میں کسل و سستی کو راہ نہ دیں حضرت حق تعالیٰ و تقدس نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہاری خبر
پہونچاؤنگا پھر یہ آیۂ کریمہ نازل فرمائی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ
عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ الآیہ خبر میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر شروع سال میں شہدائے
احد کی قبور شریفہ پر تشریف فرما ہوتے اور فرماتے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ اور
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ فرماتے تھے کہ جو شخص شہدائے اُحد پر گذرے
اور اُنپر سلام بھیجے تو وہ قیامت تک اوسپر سلام بھیجتے ہیں اور ان شہدا کے قبور شریفہ سے
خصوصًا قبر شریف حضرت سید الشہدا سے آواز و سلام کی بارہا سُنی گئی ہے اور اثبات میں سلف
آثار و اخبار بہت ثابت ہوئے ہیں اور قول صحیح کے موافق عدد شہدائے اُحد ستر ہیں اور سمہودی نے
اپنی تاریخ میں انکا شمار کیا ہے اور اونکے مواضع قبور کے تعیین میں بہت کوشش کی ہے اور اس
زمانے میں حضرت سید الشہدا رضی اللہ عنہ کے مشہد مقدس سے پچھان کی طرف ایک احاطہ کھنچا ہوا
اوسی میں قبور شہدا ہیں لیکن قبر ونکی صورتیں نہیں بنائیں رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو دو تین تین شہیدوں کو ایک ایک قبر میں
لٹواتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس جسکو علم قرآن زیادہ ہے اوس اوسکو لحد میں پہلے رکھو اور
اخبار صحیحہ میں آیا ہے کہ بعد مدت چھیالیس برس کے بعضے شہیدوں کے قبور شریفہ کو کھولا تو دیکھے ترو تازہ

لہ اور مت گمان کر ان لوگوں کو کہ مارے گئے ہیں بیچ راہ خدا کے مردے زندہ ہیں نزدیک پروردگار
کے رزق دیئے جاتے ہیں ۱۲ فر

پھولون کی کلیان سی لاشین مع کفن نکلین گویا کہ کل ہی دفن ہوئی ہین اور بعضون کے اونہین سے دیکھا
کہ اونچے زخم پر ہاتھ رکھکر ویسے ہی رہ گئے ہین ہاتھ کو جدا کرتے ہین تو زخم سے خون جاری ہوتا ہے
اور ہاتھ کو اوٹھا کر چھوڑ دیتے ہین تو وہین زخم پر پہونچتا ہے اور ان قبور شریفہ کے کھلنے کے چند وقیع
کے سبب ہوئے ہین اونہین سے ایک یہ ہے کہ بعضی بعضی لاشون کے دفن مین خلط ہوگیا تھا قرابتی
ایک کا دوسرے کے پاس دفن ہوا تھا تو لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت صریح سے یا دلالۃ
حال سے یا قیاس واجتہاد سے اون لاشون کو نکال نکال کر جدا جدا دفن کرتے تھے اور بعضی قبرون
کے کھلجانے کی وجہ سیل ہوئی تھی اور اکثر اس جہت سے قبرین کھلین کہ حضرت معاویہ رضی نے اپنے
زمانِ امارت مین ایک نہر کھدوا کر اسی مشہد مقدس کی طرف سے جاری تھی تو لاشین نکلوا کر
نکال کر الگ جا کر دفن کرتے تھے اور امام تاج الدین سبکی رح شفاء الاسقام مین لاتے ہین کہ جس وقت
حضرت معاویہ نے نہر نکالی اور نقل شہدا کا اپنے مواضع قبور سے حکم دیا اوسوقت ایک کدال حضرت
سید الشہدا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے پاے مبارک مین لگی کہ اوس سے خون جاری ہوا
اور نقل کرتے ہین کہ نہر کھدنے کیوقت اونکے عامل نے منادی کی کہ امیر المومنین کی نہر آتی ہے جس کسی کا
مردہ یہان دفن ہوا ہو وہ آوے اور مردے کو یہان سے اوکھاڑ کر اور جگہ لیجائے واللہ اعلم اور بعضے شہدا کہ احد غیر احد
مین بھی دفن ہوئے ہین اسی جہت سے کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ اونہین سے جسکا جہان
انتقال ہو وہین دفن کیا جاوے چنانچہ مالک بن سنان کہ اوسی گروہ شہدا سے ہین اونکا انتقال مدینہ کے اندر ہوا
اونکو وہین دفن کیا جہان اب مشہور ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اَللّٰهُمَّ احْشُرْنَا فِي زُمْرَتِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

آمین باب چودھوان بیان فضائل زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مین کہ مقصد
اعلیٰ ومطلب اقصائے مومنین ومسلمین ہے اور اثبات حیات انبیا علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات مین —
اب جاننا چاہیے کہ باب زیارت حضرت رفیع الشان سرور کون ومکان رسول انس وجان علیہ افضل
صلوات الرحمٰن مین احادیث بہت سے وارد ہین بعضو تصریح لفظ زیارت قبر مطہر اور بعضو دوسرے
الفاظ ہین لیکن اسطور پر کہ اونسے یہ مطلب حاصل ہو سکتا ہے مگر وہ احادیث جو صریح لفظ زیارت
مین واقع ہوئی ہین اور نقل ثقات متعدد طرق سے کہ بعضو انمین حد صحت کو پہونچی ہین اکثر مرتبہ حسن تک پہونچتی ہین

سلہ الٰہی حشر ہمارا اونکے گروہ مین کر قیامت کے دن ۱۲

ہوتے ہین یہ ہین پہلی حدیث مَن زارَ قبری وَجَبَت لَہُ شفاعتی[1] وجہ تخصیص زائرین کی اس
کے ساتھ باوجود اس بات کے کہ اس نعمت کی امیدواری ساری مومنین اُمت کو ہے یہ ہے کہ مراد
شفاعت سے شفاعت خاص ہے کہ کوئی مرتبہ خاص اوسکی جہت سے ونکو حاصل ہوگا کہ اونکے غیر کو
باوجود کثرت اعمال حسنہ کے وہ مرتبہ میسر نہ ہوگا جیسا کہ بعضے صحابہ کو کہ تمام عمر مین سوا ایک بار
جمال باکمال حضرت حبیب رب متعال صلی اللہ علیہ وعلے آلہ فیر آل کے اور کسی بات سے مشرف
بنسبت ساری امت کے ایک ایسی فضیلت حاصل ہے کہ اورون کو حاصل نہین ہوئی مگر بسبب
کے پس اسی پر زیارت قبر شریف کو بھی قیاس کیا چاہیے یا یہ کہ یہ کلام بشارت انجام مشعر اس بات
کہ زائرین قبر شریف کے حق مین شفاعت واجب ہوگی اور غیر زائرین کے واسطے ممکن ہے
جو زیارت قبر شریف سے مشرف ہوگا اوسکی موت آپ کی برکت سے دین اسلام پر ہوگی اور وہ
مستحق شفاعت ہوگا دوسری حدیث مَن زارَ قبری حَلَّت لَہُ شفاعتی تیسری حدیث
مَن جاءنی زائراً لا تعملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقاً علیّ ان اکون لہ شفیعاً یوم القیامۃ[2]
حدیثین بیان معنی اور تعیین مراد مین پہلی حدیث کے حکم مین ہین مگر اس تیسری حدیث مین
زیادہ ہے وہ یہ کہ زیارت باخلاص اور صدق نیت سے ہو نہ یہ کہ مدینہ منورہ مین کسی اور حاجت
گئے اور اوسکے ضمن مین قبر شریف کی زیارت بھی کرلی چوتھی حدیث مَن حَجَّ فزار قبری بعد
کان کمن زارنی فی حیاتی[3] آپ فرماتے ہین کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی بعد وفات کے
گویا کہ اوس نے زیارت کی میری حالت حیات مین اسی حدیث کی بنا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی حیات کے ثبوت پر چنانچہ اس مسئلے کی تحقیق بتفصیل اس باب کے آخر مین آئیگی اس حدیث سے
بھی ظاہر ہوا کہ زائرین قبر شریف ایک فضیلت وسعادت خاص سے ممتاز ہین کہ دوسرے ان
بہرہ نہین چنانچہ صحابہ کرام کو اور ونپر زیادتی فضل اور کثرت ثواب مین امتیاز حاصل ہوگا
یہ لازم نہین آتا کہ ساری احکام مین اور سارے وجوہ فضل مین زائر کا حکم صحابی کا ہو ایسا ہے کہ جیسے کوئی شخص

[1] یعنی فرمایا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو شخص میری قبر شریف کی زیارت کریگا اوسکے واسطے میری شفاعت واجب لازم ہوگی

[2] یعنے جو شخص آوے مجھے زیارت کرنے اور یہان آنے مین اوسکی حاجت اور نہو سوا میری زیارت کے تو مجھپر حق ہوا بات کا کہ مین شفیع ہون قیامت کے دن ۱۲

[3] جس کسی نے حج کیا بعد اسکے میری قبر کی زیارت کی بعد میرے انتقال کے گویا کہ میری زیارت کی میری حیات مین

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کوئی حدیث سُنے تو بلا وجود سابقت کی کر دیکھنے میں
دیکھنا حقیقت میں آپ ہی کا دیکھنا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي حق
لیکن یہ تشریع واحکام کا مثبت نہو گا پانچویں حدیث مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي یہ وعید ہے سعادت
زیارت نہ حاصل کرنے پر حاصل کرنے نعمت کے اور اسکا سبب آپکی شفقت ہے امت پر اور حرص ایسا
کرنا کی امت کو ثواب ہو چھٹی حدیث مَنْ زَارَنِي إِلَى الْمَدِينَةِ كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا وَشَهِيدًا علما نے لکھا ہے کہ
شفاعت آپکی گنہگاروں کے حق میں ہوگی اور گواہی اہل طاعت کے حق میں اور دوسری روایت میں آیا
ہے مَنْ زَارَ قَبْرِي كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا وَشَهِيدًا ساتویں حدیث مَنْ زَارَنِي مُتَعَمِّدًا كَانَ فِي جِوَارِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ
وَمَنْ مَاتَ فِي أَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللهُ مِنَ الْآمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ آٹھویں حدیث مَنْ حَجَّ حَجَّةَ الْإِسْلَامِ وَ
زَارَ قَبْرِي وَغَزَا غَزْوَةً وَصَلَّى فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ يَسْأَلِ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيمَا افْتَرَضَ عَلَيْهِ اس حدیث میں
فضیلت حج اسلام اور زیارت قبر شریف حضرت خیر الانام علیہ الصلاۃ والسلام اور جہاد اور نماز بیت المقدس
کی مذکور ہوا اور احتمال رکھتا ہے کہ یہ جزائے خاص یعنی فرائض سے سوال نہونا مخصوص ہو ان سب باتوں کے
جمع کے ساتھ یا انمیں سے ہر ایک پر بھی مترتب ہو واللہ اعلم نویں حدیث مَنْ حَجَّ إِلَى مَكَّةَ ثُمَّ قَصَدَنِي
فِي مَسْجِدِي كُتِبَتْ لَهُ حَجَّتَانِ مَبْرُورَتَانِ جاننا چاہیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کرنا اور آپکی
مسجد شریف سے مشرف ہونا حج مبرور ومقبول کے برابر ہے بلکہ سبب ہو اوس حج کی مقبولیت کا بھی
جو ادا کرکے حاضر ہوا ہے اور حج مبرور کی جزا میں جنت ہے یقیناً جیسا کہ احادیث میں آیا ہے اور
حج مبرور اُس حج کو کہتے ہیں جو پاک ہو محرمات اور منہیات شرعی سے اور ریا اور سمعہ کو اوس میں
دخل نہو اور حقیقت میں حج مبرور وہی ہے جو خدائے تعالی کی درگاہ میں مقبول ہوا اور یہ موقوف ہے
خدا کی فضل پر دسویں حدیث مَنْ زَارَنِي مَيِّتًا فَكَأَنَّمَا زَارَنِي حَيًّا وَمَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ

ف۱ یعنے جسنے مجھکو خواب میں دیکھا اسنے حقیقت میں مجھکو دیکھا ۱۲ ف۲ یعنے جس شخص نے حج کعبہ کیا اور میری زیارت کی اسنے مجھپر ظلم کیا ۱۲ ف۳ یعنے جو میری
زیارت کریگا مدینہ میں آکر ہوجاؤنگا میں اُسکے واسطے شفاعتی اور گواہ ف۴ یعنے جسنے میری قبر کی زیارت کی اسکا میں سفارشی اور گواہ ہونگا
ف۵ یعنی جو شخص میری زیارت کرے اور زیارت کو مقصود اصلی جانے تو وہ شخص قیامت کی دن میرا ہمسایہ ہوگا اور جو شخص مر گیا ہے مکہ یا مدینہ
میں تو اٹھیگا وہ شخص قیامت کے دن عذاب سے مامون رہیگا ۱۲ ف۶ یعنے جس شخص نے حج کیا حج اسلام اور زیارت کی میری قبر کی اور لڑا ایک
لڑائی کفار کی ساتھ اور نماز پڑھی بیت المقدس میں تو اللہ عز وجل نہیں سوال کریگا اس چیز پر جو اسپر فرض کیا ۱۲ ف۷ جس شخص نے حج
کیا مکے کا پھر قصد کیا میری زیارت کا میری مسجد میں تو اسکے واسطے دو حج مبرور لکھے جاتے ہیں ۱۲ ف۸ یعنے جس شخص نے میری زیارت کی بعد
میرے تو گویا اسنے زیارت کی میری حالت حیات میں اور جس شخص نے زیارت کی میری قبر کی تو واجب ہوئی اسکے حق میں ۱۲

شفاعتی یوم القیامۃ وما من احد من امتی له سعۃ ثم لم یزرنی فلیس له عذر معنے اس حدیث کے قریب
پہلی اور چوتھی حدیث کو مضمون کو اور خلاصہ مضمون حدیث خامس کو جیسا کہ گیارھوین حدیث
حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین من زار قبری بعد موتی فکانما زارنی
فی حیاتی ومن لم یزر قبری فقد جفانی چوتھی اور پانچوین حدیث کے موافق ہے بارھوین حدیث
امیر المومنین سے ہی کہ من سال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدرجۃ والوسیلۃ حلت له شفاعتی یوم القیامۃ
ومن زار قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جوار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس حدیث کا حاصل
اور حاصل معنی ساتوین حدیث کے پہلے جزو کے ایک ہین مگر اسمین فائدہ ایک اور زیادہ ہی وہ یہ کہ جو شخص
صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے درجہ اور وسیلہ مانگے اسطور پر کہ اللہم ات سیدنا محمدا الوسیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ تو
آپ کرینگے یہ جتنی حدیثین ہمنے ذکر کین انمین ہر حدیث کے ثبوت کے طریق متعددہ ہین اگر انکو وار
ذکر کرین تو احادیث کے عدد اس سے زیادہ ہوجاتین جو مذکور ہو چکے ہین جیسا کہ سید علیہ الرحمہ نے
ہے فصل قرآن کی نص سے حیات زمرہ شہدا اور مقاتلین فی سبیل اللہ کی ثابت ہے اور ما
ہو ثبت حیات انبیا علیہم السلام ہین از جملہ اون احادیث کے وہ حدیث ہی جو ابو یعلی نے ثقات سے
بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے الانبیاء احیاء
فی قبورہم یصلون اور جس حدیث سے کہ خاص حیات حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوتی
وہ یہ حدیث ہی بہت مشہور و معروف کہ فرمایا آپنے ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی
ارد علیہ السلام لیکن علما نے اختلاف کیا ہے اثبات مین کہ یہ فضیلت جواب سلام حاصل ہوتی ہر سلام
حاصل کو خواہ زائر قبر شریف ہو خواہ اوس حیات سے غائب ہو یا خاص اوس شخص کو جو زائر قبر شریف ہو اور

سلہ میری شفاعت قیامت کے دن اور جو شخص میری امت مین سے میری زیارت کر سکتا ہو اور نکیا تو اوسکے واسطے کوئی عذر نہین
سلہ جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی بعد میری موت کے پس گویا کہ اوسنے میری زیارت کی میری حالت حیات مین اور جس شخص نے میری قبر کی زیارت نہ کی
تحقیق اوسنے مجھ پر ظلم کیا ۱۲ سلہ یعنے جو شخص دعا مانگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے اسبات کی کہ اللہ تعالی آپکو درجہ اور وسیلہ عنایت کرے
صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ملیگی قیامت کے دن اور جو زیارت کریگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی تو ہوگا آپکے پڑوس مین
سلہ الہی دے ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ اور درجہ بلند ۱۲ سلہ یعنے انبیا علیہم السلام زندہ ہین اپنی اپنی قبروں مین نماز پڑھتے ہین
سلہ نہین ہے کوئی ایسا کہ سلام بھیجے گا مجھپر مگر یہ کہ اللہ تعالی پھیر لائیگا میری طرف میری روح کو کہ مین اوسکو سلام کردون گا

حاضر ہو کر سلام عرض کرے بعضے علما اس طرف گئے ہین کہ یہ فضیلت حاصل زائرین ہو خاصتہً بقرینہ اور
قید کے جو روایات امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ مین آئی ہے کہ ما من احد یسلم علی عند قبری اور تحقیق کلام مسطور
یہ کہ بعضے فضلاء متاخرین نے کی ہے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کے دو نوع ہین ایک
یہ کہ مقصود سلام بھیجنے والے کا سلام بھیجنے سے دعا اور سوال ہے اس بات کا کہ حضرت حق تعالیٰ و تقدس
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرماتے ہین وہ سلام خواہ بلفظ خطاب ہو خواہ
بصیغہ غیبت خواہ قائل اسکا حاضر درگاہ عالم پناہ ہو خواہ غائب آگاہ چنانچہ کہے السلام علی محمد
یا کہے السلام علیک یا رسول اللہ اس نوع کو بعض علما جناب رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے ساتھ
خاص کرتے ہین اور اسکا اطلاق اوروں پر منع کرتے ہین مگر یہ کہتے ہین کہ اوروں پر حضرت کی طفیل و تبعیت مین
ہو تو کیا مضائقہ ہے اور دوسری نوع یہ ہے کہ مقصود اس سے تحیت اور اکرام ہے کہ زائر قبر شریف پر حاضر
ہو کر کہے جیسا کہ کوئی کسی کی مجلس مین داخل ہو تو اہل مجلس پر سلام کہے اس نوع کو کسی نے حضرت
عظمیٰ کے ساتھ خاص نہین کیا بلکہ سلام بحکم شریعت غرا واجب کرتا ہے جواب رد سلام کو مسلمان پر
خواہ بے واسطہ ہو فی المشافہہ خواہ بواسطہ قاصد ہو اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اس واجب ادا کرنے کی
رعایت مین احق و اولیٰ ہین جاری عام ہے اور اگر یہ حکم یعنے رد سلام پہلی نوع مین بھی ثابت ہو تو بھی نہین
اور دوسری نوع پہلی نوع سے ممتاز ہو بوجہ ثبوت شرف قرب اور تشریف مخاطبت ہین اور وہ جو دوسری حدیث
مین آیا ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جو شخص تمھاری امت سے
ایکبار تم پر سلام بھیجے مین اس پر دس بار سلام بھیجون ظاہر یہ ہے کہ اس بات کو مخصوص پہلی نوع کی ساتھ
کرین جیسا کہ علما نے کہا ہے اور نسائی باسناد صحیح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت لائے
ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالیٰ و تقدس نے ایک گروہ فرشتے پیدا کیے ہین کہ سیر
پھرا کرتے ہین اور سلام میری امت کا مجھے پہونچاتے ہین یہ غائب کے حق مین ارشاد ہوا ہے اور جو وہان
آستانہ شریف پر حاضر ہے اسکے باب مین دو حدیثین آئی ہین ایک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام اوسکا سلام سنتے ہین اور بھی بنفس نفیس اوسکے جواب سلام کے متکفل ہوتے
ہین چنانچہ پہلی حدیث سے سمجھا گیا اور بھی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یون مروی ہے کہ

لہ نہین ہے کوئی شخص کہ سلام بھیجے مجھ پر میری قبر کے پاس آکر۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ قَبْرِیْ رُدَّتْ عَلَیْہِ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ مَکَانٍ آخَرَ بَلِّغُوْنِیْہِ اور دوسری حدیث وہ بھی
دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ اس حالت میں بھی یعنی حضور ہی کے ساتھ بھی ایک فرشتہ موکل
اوسکا ام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچاتا ہے اور جواب سلام آپکی طرف سے دینے کا متکفل ہو
روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ما من
سَلَّمَ عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ اِلَّا وَکَّلَ اللّٰہُ بِہَا مَلَکًا یُبَلِّغُنِیْ وَکُفِیَ اَمْرَ آخِرَتِہٖ وَدُنْیَاہُ وَکُنْتُ لَہٗ شَہِیْدًا اَوْ شَفِیْعًا
اور وجہ موافقت کی ان دونوں حدیثوں میں واللہ اعلم یہ ہو سکتی ہے کہ نسبت آپکی عزاسمہ ساتھ
ہو کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک فرشتہ موکل ہو کہ بندوں کی تسلیمات حضور میں پہونچا
بادشاہوں کے دربار میں ہوا کرتا ہے اور باوجود اسکے بعضے خاص بندوں کو خود نفیس نفیس بھی جواب سلام
مشرف فرماتے ہوں یا عبدا سعادۃ من فافا ابدا انکا ت ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ مصرع
تمھیں چاہیئے تم چاہو ہو دیکھیں کسکو ۔ اور عبدالحق کہ اکابر ائمہ حدیث سے ہیں احکام صغریٰ میں
باسناد صحیح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہیں کہ فرمایا حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسا شخص نہیں کہ اپنے بھائی مسلمان کے قبر کی طرف سے ہو نکلے اور دنیا میں
جو اسپر سلام کرے مگر یہ کہ بھائی اسکا یعنی صاحب قبر اوسکو پہچان لیتا ہے اور اوسکو جواب سلام
دیتا ہے اور ابن عبدالبر نے اس حدیث کی روایت کی ہے اور اوسکو صحیح ٹھہرایا ہے چنانچہ ابن تیمیہ نے
کہا ہے تھوڑا سا لفظوں میں تفاوت کے ساتھ اور بھی امام عبدالحق رح کتاب عاقبت میں حدیث عائشہ رضی اللہ
عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ مَا مِنْ رَجُلٍ یَزُوْرُ قَبْرَ اَخِیْہِ وَیَجْلِسُ عِنْدَہٗ اِلَّا اسْتَاْنَسَ بِہٖ حَتّٰی یَقُوْمَ اور ابن
ابی الدنیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہیں کہ اگر کوئی اپنے آشنا کی طرف سے گزرے
تو وہ آشنا اوسکو پہچان لیتا ہے اور اگر یہ سلام اوسپر کرے تو وہ جواب دیتا ہے مسعودی کہتے
کہ اس بات میں احادیث بہت سے وارد ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب یہ بات امتیوں اور اور
میں پائی جاوے تو سید الاولین والآخرین وصفوۃ المتقین امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ

لہ یعنی جو شخص میری قبر کے پاس درود بھیجے تو میں سنتا ہوں اسکا جواب کا خود متکفل ہوتا ہوں اور جو مجھپر اور جگہ درود بھیجے تو مجھے فرشتے
سلہ یعنی کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ سلام بھیجے مجھپر میری قبر کے پاس مگر یہ کہ اللہ تعالے نے موکل کر دیا ہو ساتھ اسکے ایک فرشتے کو کہ پہونچا
سلام میرے پاس اور کفایت کرتا ہے اسکی آخرت اور دنیا کے امر کو اور ہونگا میں اسکے واسطے گواہ اور سفارشی قیامت کے دن
پس کیا سعادت ہے اسکی اس نعمت کو پہونچے اللہ تعالے کا فضل ہے دیتا ہے جسکو چاہتا ہے ۱۲ شہ یعنی کوئی ایسا نہیں کہ زیارت کو
اپنے باپ کی قبر کی پس بیٹھ جاوے اوسکے پاس مگر یہ کہ وہ انس کرتا ہے اسکے ساتھ یہانتک کہ وہ اٹھے

جو کر بتائی جائیگی بازری تو ثیق عزمی الایمان مین سلیمان بن سحیم سے نقل کرتے ہین کہ انھون نے کہا کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب مین دیکھا پس مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ لوگ جو آپکی زیارت کو حاضر ہوتے ہین اور آپ پر سلام بھیجتے ہین آپ اُنکا سلام سنتے ہین فرمایا نعم و ارد علیہم یعنی ہان سنتا ہون اور اُنکے سلام کا جواب دیتا ہون آور ابن نجار ابراہیم بن بشار سے روایت کرتے ہین کہ کہا انھون نے کہ ایکسال مینے حج کیا اور حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیواسطے مدینہ طیبہ مین حاضر ہوا جب مین قبر شریف کے پاس پہونچا اور مین نے سلام کیا تو اندر سے آواز آئی وعلیک السلام مثل اسکے اور قصص بھی اولیاء کرام و صلحاے اُمت سے بہت منقول ہین اور باتفاق علماے کبار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین بعد وفات کے کچھ شبہ نہین ہے اور اسیطرح سارے انبیا علیہم السلام اپنی اپنی قبر شریف مین بحیات کامل ہین اور بتحقیق تر حیات شہدا ہے جنکی خبر اللہ تعالیٰ قرآن مجید مین دیتا ہے زندہ ہین اور کیونکر نہو حال یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سید الشہدا ہین اور اعمال شہدا کے آپکی میزان مین ہین اور آپ نے فرمایا ہے علمی بعد وفاتی کعلمی فی حیاتی روایت کیا اسکو حافظ منذری نے اور ابن عدی نے کامل نے آور ابو یعلی بنقل ثقات حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا حضرت سرور کائنات خلاصہ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم نے الانبیاء احیاء فی قبورہم یصلون آور بیہقی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت لاتی ہین اور اُسکی تصحیح کرتے ہین کہ الانبیاء لا یترکون فی قبورہم بعد اربعین لیلۃ ولکنہم یصلون بین یدی اللہ حتے ینفخ فی الصور بیہقی کہتے ہین کہ اگر یہ صحت کو پہونچے کہ لفظ حدیث سکے یہی ہین تو مراد یہ ہے کہ حیات انبیاء علیہم السلام کی قبور مین ہمیشہ ہے ولیکن چالیس روز رات کی مدت مین انکو نماز وغیرہ کی طاقت نہین ملتی آور بھی بیہقی کہتے ہین انبیا علیہم السلام کی حیات پر دلائل احادیث صحیحہ سے ثابت ہین بعد اُسکے ذکر کیے وہ حدیث جسکا مضمون یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر شریف کی طرف سے گذرے اور آپنے انکو قبر مین نماز پڑھتے دیکھا اور سوا اسکے اور احادیث ذکر کیے ہین جنسے آپکا ملاقات کرنا انبیا علیہم السلام کے ساتھ اور ساتھ انکو ملکر آپکا نماز پڑھنا ثابت ہوتا ہے

لہ تو بعد انتقال کے میرا علم ویسا ہی ہے جیسا کہ حالت حیات مین تھا ۱۲ سلہ یعنی انبیا علیہم السلام اپنی اپنی قبرون مین زندہ ہین اور نماز پڑھتے ہین ۱۲ سلہ یعنی انبیا علیہم السلام اپنی قبر مین بعد چالیس رات کے یونہین چھوڑے نہین جاتے بلکہ نماز پڑھتے رہتے ہین

اور بیہقی کہتے ہین کہ ان سب حدیثون کی بنا اثبات پر ہے کہ حق سبحانہ وتعالی انبیاء علیہم السلام
بعد اُنکی موت کے ارواح شریفہ کو پھیر دیتا ہے اور مثل شہیدونکے خداے تعالے کے سامنے زندہ ہین
بعد اُسکے صاعقہ نفخہ اولی بحکم نص فصعق من فی السموات ومن فی الارض ان حضرات مین بھی
اور لازم نہین آتا کہ وہ بھی ہر طرح پر موت ہے مگر اس معنی کر کہ اُس حالت مین شعور جاتا
اور بعضے کہتے ہین کہ اللہ تعالی وتقدس نے شہداء کو الا من شاء اللہ کی قید لگا کر اورون
چھانٹ لیا اور بھی بیہقی کہتے ہین کہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ سارے دنون سے افضل جمعہ کا دن ہے
اُسدن تم لوگ مجھپر بہت سا درود بھیجا کرو اسواسطے کہ اُسدن تمھارا درود مجھپر عرض کیا جاتا ہے
صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہماری صلوات آپ پر کیونکر عرض کیجائینگے اور حال یہ ہے
بوسیدہ ہو گئے ہونگے فرمایا حق تعالی نے زمین پر نبیون کا بدن کھانا حرام کردیا ہے اور بزار
صحیح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے کہ اللہ تعالے کے کچھ فرشتے ہین سیر کرنیوالے زمین مین کہ میری اُمت کے اعمال مجھے پہونچاتے
اور فرمایا کہ میری وفات فرمانا بہتر ہے تمھارے واسطے اسواسطے کہ تمھارے اعمال میرے سامنے عرض
کیے جاوینگے اگر بہتر ہونگے تو مین اُسپر خداے تعالی کا شکر کرونگا اگر بد اعمال دیکھونگا تو تمھارے حق مین
مغفرت کرونگا اُستاد منصور بغدادی کہتے ہین کہ محققین متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم زندہ ہین بعد وفات کے اور خوش ہوتے ہین طاعت امت سے اور انبیاء علیہم السلام
کے ابدان شریفہ بوسیدہ نہین ہوتے قبر مین اور بیہقی کتاب الاعتقاد مین کہتے ہین کہ انبیاء علیہم السلام
کی ارواح شریفہ بعد قبض کرلینے کے اُنکی طرف بھیجدیجاتی ہین اور شہیدونکی طرح سے خداے تعالی کے
سامنے زندہ ہین اسواسطے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم شب معراج مین ایک جماعت انبیاء علیہم السلام
کے ساتھ اکٹھا ہوئے اور اُنسے ملاقات کی اور صاحب تلخیص نے کہا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جو مال چھوڑتا تھا وہ آپ ہی کے ملک مین باقی رہا جیسا کہ حالت حیات مین تھا ورثا کی طرف
نہین ہوا جیسا کہ اور اموات کا مال منتقل ہو جاتا ہی اور سبیل اُسکی یہ ہی کہ آپکے اہل وعیال پر
کردیا جائے بغیر اعتبار کرنے اُس تقسیم کے جو میراث مین ہوا کرتی ہے اور اثبات کو حضرت کی

[illegible] اللہ تعالی کی رہا ہوا اور یہ بات اسوقت تک رہیگی جسوقت صور پھونکا جاویگا پس بیہوش ہو جاوینگے جو کہ بیچ آسمانون اور جو کہ بیچ زمین کے

کے خصائص سے شمار کیا ہو اور امام الحرمین نے اس قول کی تصحیح کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ کے سیرت کے موافق ہے انتہی اور ان ائمہ اعلام کے کلام سے نکلتا ہو کہ احکام نیا
بنی ثابت ہیں پس انبیا علیہم السلام کی حیات شہدا سے اتم و اکمل و افضل ہوئی چنانچہ مذہب مختار و منصور
ہو یہ جیسا کہ ظاہر کلام بیہقی ہو اضع میں اسبات کی طرف ناظر ہے کہ حیات انبیاء علیہم السلام مثل حیات
شہدا ہے بلکہ مراد بیہقی کی فقط تشبیہ ہے اصل حیات میں اور انکا دینے استبعاد میں نہ اسکے خصوصیات
پس وارد ہوگی نہ جو ہیا پر بعضے علما نے نزاع کی ہے اور کہا ہے کہ اگر مراد اس حیات سے
وہ حیات ہو کہ حق سبحانہ و تعالےٰ نے شہدا کے واسطے ٹھہرا کر فرمایا ہے بل احیاء عند ربھم[1] نیز قول
تو صحیح ہے لیکن اسبات میں خلاف کیسا نہیں ہے کہ شہید و غیر موت کے احکام مثل منقطع ہو جانے ملک
وغیرہ کے جاری ہیں اور کہا ہے اسے بعضے نے کہ امام سے تعجب ہو کہ آپ ہی کہتے ہیں مات رسول اللہ
عن کذا النسوۃ[2] وبات وہو راض من العشرۃ اور نسبت موت کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف
کرتے ہیں پھر آپ ہی حیات کی طرف ثابت کرتے ہیں اور زرکشی کہتے ہیں کہ کچھ تعجب کی جگہ نہیں ہو
ان کی ثابت ماحیاہ اللہ تعالیٰ اور شہرستانی نہایۃ المرام میں امام الحرمین سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا انھو
نے کہ پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور جو لوگ آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں آپ انکو سنتے ہیں
اور سبکی شفاء الاسقام میں کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ہمیشگی کی نہیں ہو اور حق سبحانہ و تعالےٰ
نے آپکو بعد چکھانے لذت موت کے اور جاری فرمانے طریقہ امانت کے زندہ فرمایا اور انتقال ملک وغیرہ
مشروط ہے اُس موت سے جو ہمیشگی کی ہے اور یہ حیات شہیدوں کی حیات سے اعلیٰ اور اکمل ہو اور [illegible]
اسکا روح کے واسطے بے اشتباہ ہو اور مگر بدن پس احادیث سے ثابت ہوا ہے کہ انبیاء علیہم السلام
کے بدن بوسیدہ نہیں ہوتی اور روح کا پھر آنا بدن کی طرف تو ثابت ہو ساری اموات کے واسطے انہیں کی شہید
ہوں کہ غیر شہید کلام فقط روح کے پھر آنے کے بعد باقی رہنے میں ہو اسطرح پر کہ بدن اُس سے زندہ ہو جاتا
ہو جیسے دنیا میں زندہ تھا یا بدن بے روح کے زندہ رہتا ہے اور یہ بات کچھ خدائے تعالےٰ کی قدرت سے بعید نہیں
اسواسطے کہ زندگی کا ملازم ہونا روح کے ساتھ اہلسنت و جماعت کے نزدیک ایک امر عادی ہے کچھ عقلی نہیں عقل کے

[1] بلکہ زندہ ہیں وہ سب نزدیک اپنے رب کے روزی دیے جاتے ہیں ۱۲ [2] انتقال کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اتنی بیبیاں
چھوڑ کر اور انتقال کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور حال یہ کہ وہ راضی تھے دس شخصوں سے ۱۲ [3] یعنے آپ کو موت

نزدیک وہ جائز ہے پس اگر اس پر کوئی دلیل سمعی صحت کو پہونچے تو اسکا اعتقاد واجب ہو جائیگا اور ایک
گروہ علما اسکے قائل ہوئے ہین اور اسکو ثابت کیا ہے اور نماز پڑھنا موسیٰ علیہ السلام کا قبر مین جیسے
حدیث شریف مین آیا ہے اسکا مثبت ہے اسواسطے کہ نماز پڑھنا بغیر بدن کے نہین ہوتا اور اسیطرح وہ
چیزیں شب معراج مین مذکور ہوئے اور انبیا علیہم السلام کی طرف منسوب ہین وہ سب صفات اجسام ہین
جاننا چاہیے کہ ساری اہل سنت وجماعت کو اثبات کا اعتقاد ہے کہ ساری اموات کو عموماً اور انبیا علیہم
کو خصوصاً ادراکات مثل علوم وسمع کے ثابت ہین اور ہمکو یقین ہے اثبات کا کہ مردہ قبر مین پھر
ہے جیسا کہ احادیث مین وارد ہوا ہے اور کوئی حدیث اثبات مین وارد نہین ہوئی کہ بعد زندہ ہونے
کے پھر دوسری دفعہ قبر مین مرجاتا ہے بلکہ نعیم قبر اور عذاب قبر کو قیام قیامت ادراک کرتا ہے اور
شک نہین کہ ادراک کرنا بشرط حیات ہے کفایت کرتی ہے حیات کسی ایک جزو مین اسکے اجزا سے
کہ جسمین اسکا جثہ قائم نہو جیسا کہ دنیا مین قائم تھا ولیکن ان لوگون کے جو حیات انبیاء علیہم السلام
کرتی ہین اُنکے ابدان شریف کی حیات ثابت ہوتی ہے جسطرح سے دنیا مین تھی مگر اتنا فرق ہے کہ
دنیا وہی مقتضی غذا ہے اور اس حیات مین غذا کی طرف احتیاج نہین اور حق تعالیٰ قادر ہے کہ
دنیا مین بدن کو کھانے پینے کے ساتھ زندہ رکھتا ہے وہان بغیر کھائے پیئے زندہ رکھے اور
بعضے کیفیات بدن مین پیدا کردے کہ جسکی جہت سے غذا کی طرف احتیاج اور التفات نہو چنانچہ
مین بھی بعضے احوال مین کسی غم یا کسی خوشی کے لاحق ہونے سے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مدتون
کو کھانے پینے کی طرف التفات نہین ہوتا اور حاجت نہین پڑتی اور اگر یہ تسلیم بھی کیا جائے کہ
کھانے پینے سے ہوتی ہے تو دلیل حصر نہین جائز ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جیسا کھانے پینے کو حیات
ٹھہرایا ہے اسیطرح اور اسباب بھی اُسکے پاس ہون کہ جنپر بقائے ابدان منوط ہوا نہ علی کل
تقدیر اور قدوۃ المحققین کمال الدین بن الہمام رحمۃ اللہ علیہ مسایرہ مین فرماتے ہین کہ بعد اتفاق
اہل حق کے اثبات پر کہ قبر مین روح اس مقدار اعادہ کرتی ہے کہ جس سے مُردہ نعیم و عذاب
قبر مین ادراک کرسکتا ہے بہت سے اشاعرہ اور حنفیہ نے رُوح کے اعادہ مین تردد کیا ہے کہتے ہین
اور حیات مین کچھ ملازمہ نہین کہ بغیر روح کے حیات ہو نہین سکتی اللہ تعالےٰ قادر ہے کہ بدن کو

پھر اللہ تعالےٰ نے آپ کو زندہ کردیا ۱۲ تحقیق کہ اللہ تعالےٰ اوپر ہر چیز کے قادر ہے ۱۲ ف

رکھے اور یہ جو دنیا میں مشاہدہ ہے کہ بقاء حیات روح سے ہوتی ہے یہ ایک امر عادی ہے کچھ عقلی
نہیں بعض علمائے حنفیہ قائل ہوئے ہیں ساتھ دخول روح کے جسد میں اور بعض قائل ہیں کہ اتصال
روح مٹی کے ساتھ ہوتا ہے اور روح و مٹی دونوں باہم باقی ہیں انتہی **فصل** جاننا چاہیے کہ حیات
انبیا علیہم السلام اور ترتب آثار حیات میں کسی عالم کا اختلاف نہیں ہے مگر اس میں البتہ بعضے علما کا خلاف
ہے کہ وہ حضرات علیہم السلام زندہ اپنی قبروں میں ہیں ٹھہرے رہتے ہیں یا انکو کہیں اور لیجاتے ہیں
شیخ علاء الدین قونوی کہ محققین علمائے شافعیہ سے ہیں کہتے ہیں کہ اس باب میں جو کچھ مجھ پر ظاہر ہوا ہے
یہ ہے کہ اعتقاد موجود اور زندہ رہنا انبیا علیہم السلام کا قبروں میں ویسی حیات سے جو وفات سے پہلے
ثابت تھی کچھ فرعی مسئلہ نہیں ہے کہ اس میں دلیل ظنی پر اکتفا ہو مشاہدہ سے ثابت ہوا کہ ان حضرات کی
پہلی حیات زائل ہو گئی اب اُسی حیات کے عود کرنیکی اثبات پر قطعی دلیل درکار ہے تاکہ اعتقاد اسکا
پر راسخ ہو اور ساتھ اسکے کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حضرات علیہم السلام اللہ تعالے کے پاس زندہ
ہیں ایسی حیات سے جو اس حیات سے متعارف سے اکمل و اشرف و اعلی ہے اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ
حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ رفیق الاعلی کے سموات علا میں موجود ہیں اور یہ حالت
افضل و اکمل ہے اس سے کہ قبر شریف میں ٹھہرے رہیں اگرچہ حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ مومن
کی قبر میں جہاں تک نگاہ جاتی ہے وہاں تک وسعت اور فرحت کر دیتے ہیں چہ جائے قبر شریف سید اہل
اصطفا و سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم ہیں کہ کہاں تک وسعت ہوگی ولیکن آپکا رہنا قبر شریف سے
جنت اعلی میں جسکا عرض سموات و ارض اکمل و اعلی ہے ساتھ اسکے کہ حدیث میں آیا ہے کہ انبیا علیہم
السلام چالیس روز سے زیادہ اپنی قبروں میں چھوڑے نہیں جاتے اپنے پروردگار کے سامنے نماز پڑھتے
ہیں صور پھونکنے تک اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ میں اپنے خدا کے نزدیک بزرگ تر ہوں اس بات
سے کہ مجھے بعد تین روز کے قبر میں چھوڑے پس قطعیت انبیا علیہم السلام کی قبور شریفہ میں زندہ موجود
رہینگے جیسا کہ پہلے وفات کے تھے متعذر ہے اور مگر نماز پڑھنا موسے علیہ السلام کا اپنی قبر شریف
میں ہمیشہ قبر میں رہنے پر دلالت نہیں کرتا اور کیونکر دلالت کرے اور کیونکر دلالت کرے اور
حالانکہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں حضرت موسی علیہم
السلام کے ساتھ مع اور انبیا علیہم السلام کے آسمانوں پر ملاقات کی پس وجہ توفیق درمیان ان دونوں کے

یہ ہے کہ یہ حضرات باوجود اسکے کہ آسمانون پر رہتے ہین مگر کبھی کبھی ہر جگہ بھی تشریف لیجاتے [illegible]
قبر ہو خواہ اور کوئی مقام اور اس جگہ لازم نہین آتا کہ قبرون مین ہمیشہ رہتے ہین یہ کلام
نووی کا اس صریح یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نووی کو انبیا علیہم السلام کے زندہ قبر مین رہنے
مین تردد ہے لیکن اسمین شک نہین ہین کہ ثبوت حیات ہر اللہ تعالی کے نزدیک کچھ گفتگو نہین اس [illegible]
قطعی ہے ثابت ہے چنانچہ خود نووی بعد اس کلام کے کہتے ہین کہ مگر دوسری قسم کی حیات کے اثبات [illegible]
جو حیات متعارفہ کی مغایر ہے اور کھانے پینے پر موقوف نہین کسی طرح کی نزاع اور تردد [illegible]
شاید ہوا کہ خلاف فقط اسبات مین ہے کہ ابدان شریفہ انبیا علیہم السلام کے قبور شریفہ مین ویسی [illegible]
ساتھ جو وفات فرمانے سے پہلے دنیا مین حاصل تھی دوام و استمرار کے ساتھ ہین یا نہین یہان [illegible]
گفتگو ہے اگر کان رکھ کر سنین تو شاید محل قبول مین پہونچے وہ یہ کہ بعد ثابت ہونے اصل [illegible]
دلیل قطعی سے استمرار اور عدم استمرار مین جانبین سے کسیکی دلیل قوی نہین جو کہتے ہین کہ ابدان شریفہ
علیہم السلام کے ہمیشہ قبور مین نہین رہتے اُنکی دلیل یہ دو حدیثین ہین ایک الانبیاء لا یترکون فی
[illegible] وانا اکرم علی ربی الخ اور جو قائل ہین ہمیشہ قبور مین رہنے کے اُنکی دلیل بھی دو حدیثین ہین ایک
احیاء فی قبورہم یصلون اور دوسری وہ حدیث جسمین ہے موسی علیہ السلام نماز پڑھتے دیکھا
قبر مین ہے اور یہ قاعدہ مقررہ ہے اذا تعارضا تساقطا اور کچھ شک نہین کہ اجساد انبیاء [illegible]
کا قبور مین رکھا جانا معاین اور مشاہد ہے اور اصل باقی رہنا ہے اپنے حال پر اور نہ منتقل [illegible]
جبتک کہ کوئی دلیل قطعی اسکے خلاف پر قائم ہو اور حقیقت مین قائم نہین ہوئے پس [illegible]
کہ جسمین حیات کی کہ قطعیت ثابت ہوئی ہے وہ قبور مین ہوگی نہ سموات مین واللہ اعلم اور محققین
اور شراح اُسکے اسبات پر ہین کہ حدیث الانبیاء لا یترکون اور اسی طرح انا اکرم
الی آخرہا صحت کو نہین پہونچی ہین اور ثابت نہین ہوئین اور ان حدیثون کی [illegible]
کرنے والون مین کوئی ایسا ہے کہ سوء حفظ وغیرہ سے مطعون ہے اور اگر یہ حدیثین صحیح [illegible]
تاویل اُسکی یہ ہے کہ مراد ترک سے بے شغل رہنا ہے عبادت سے اور بعد گذر جانے مدت کے بھی [illegible]

سلہ یعنی انبیا نہین چھوڑے جاتے ہین ۱۲ سلہ یعنے اور ہم بزرگ ترین نزدیک پروردگار اپنے کے ۱۲ سلہ یعنے
ہین اپنی قبرون مین نماز پڑھتے ہین ۱۲ سلہ یعنے دو دلیلین متعارض ہوتی ہین تو دونون ساقط ہوجاتی ہین

[illegible]ول نماز و طاعتِ حق تعالیٰ و تقدس مین بلکہ حضرت سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل مین
یہ ہو کہ کوئی پیغمبر ایسا نہین کہ بعد تین روز کے اپنی قبر سے اُٹھایا نجائے سوا میرے کہ مین نے اپنے پروردگار
[illegible] سے اپنی امت مین قیام قیامت تک رہنا مانگ لیا ہے تاکہ میری امت بحکم ماکان اللہ لیعذبہم
وانت فیہم نزول بلا و عذاب سے محفوظ رہے اور بموجب سیاق اس حدیث کے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
[illegible] و ہمیشگی قبر مین بحقیقتِ حیات حضرت سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے اور سارے
انبیا علیہم السلام کو اصل حیات عنداللہ تعالیٰ ثابت ہے جسپر سبکا اتفاق ہے واللہ اعلم روایت کرتے ہین
[illegible] جب مفسدون نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا تو بعضے صحابہ رضوان اللہ علیہم
اجمعین نے انکے حضور مین عرض کیا کہ ہم لوگونکے نزدیک مصلحت یہ ہے کہ آپ اہلِ شام سے جا ملیے تاکہ اس
بلا سے آپکو نجات ملے فرمایا کہ مین ہرگز روا نرکھون اسبات کو کہ اپنی دار الہجرت سے جدائی اختیار کرون
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسائے کو چھوڑون اور قصّہ سعید بن مسیّب کا ایام واقعہ حرّہ مین حجرہ
مبارک [illegible] اذان کا تین روز تک سننا مشہور ہے مگر وہ جو نووی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بہشت برین مین تشریف رکھنے کو ترجیح دی ہے آپکے ہمیشہ رہنے پر قبر مین اُسکا جواب یہ ہے کہ جب ایک
ادنیٰ مومن کی قبر ایک باغچہ ہے باغچون جنت سے تو ضرور ہے کہ قبر شریف حضرت سید الاولین وسید
الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ریاض جنت ہوگی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت سید الاولین صلی اللہ
علیہ وسلم کو قبر شریف ہی مین تصرف و تسلط سے ایک ایسی حالت ہو کہ آسمان و زمین و جنت سے حجاب اُٹھ گیا
[illegible] اس بات کے کہ آپ وہان سے نقل فرماوین اسواسطے کہ آخرت اور برزخ کے احوال دنیا کے احوال پر قیاس
نہین کیے جا سکتے اور وہ جو ان دو باتون کی تطبیق مین ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر مین نماز پڑھنا دوسرے
سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا ملاقات کرنا انکے ساتھ آسمان مین تو نووی نے کہا ہے کہ انبیا علیہم السلام کو
[illegible] اس بات کے کہ انکا ٹھہراؤ آسمانون مین ہے کبھی اپنی قبرونکی طرف بھی تنزّل فرماتے ہین
[illegible] شخص جو انکے استقرار کا قبور مین دعویٰ کرتا ہے اُسکے عکس کی طرف جاتا ہے اور کہتا ہے کہ
[illegible] وہ انکے قائم رہنے کے اپنے قبور شریفہ مین بعضے اوقات قوت نفوذی ہے کہ اُس عالم مین انکو
عنایت کی گئی ہے ہواتے پر بھی عروج فرماتے ہین یا کہہ سکتا ہے کہ مراد یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

¹ اور نہین تھا اللہ کہ عذاب کرتا انکو اور تو بیچ اُنکے تھا ۱۲ ز

انبیا علیہم السلام کو قبرون مین اپنے مرور کی وقت آسمانون سے دیکھا جس ترتیب سے کہ مذکور ہوا اور
صورت مین حلال ناعل ہی پڑا منقول ہے بسبب استقرار آسمان مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت و
انبیا علیہم السلام کی اگرچہ یہ تاویل خلاف ظاہر ہے اور شیخ ابن ابی حمزہ بہجہ مین کہتے ہین کہ دیکھنا
صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیا علیہم السلام کو سموات مین کئی وجہون کا احتمال رکھتا ہے اول یہ کہ انکو
قبرون مین آسمانون پرسے دیکھا ہو اور جائز ہے کہ حضرت حق تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نسیم کی قوت بصری عنایت فرمائی ہو مطابق اُسکے جو آپ نے فرمایا ہے کہ رایت الجنۃ والنار فی
ہذہ الحائط یہ دو طرحکا احتمال رکھتا ہے ایک تو یہ کہ جنت و نار کو اسی جگہ سے ملاحظہ فرمایا
کہ کوئی کہے رایت الہلال فی منزلی من الطاق تو مراد موضع طاق ہے دوسری یہ کہ صورت جنت
کو اللہ تعالے نے عرض حائط مین تمثل کی ہو اور قدرت دونون کی صلاحیت رکھتی ہے دوسرا یہ
کہ جائز ہے کہ حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے آسمانون مین انبیا علیہم السلام کے اجساد کو نہ دیکھا ہو
ارواح شریفہ کو دیکھا ہو انہین کی صورتون مین تیسری وجہ یہ کہ قادر مطلق جل علا شانہ اس
حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و اجلال کیواسطے انبیا علیہم السلام کو قبرون مین سے
آسمانون پر لیگیا ہو تاکہ اُنکی صحبت سے حضرت کو بشارت و انس حاصل ہو یا کوئی اور امر منظور ہو
اُسپر اطلاع نہین یہ ساری وجہین محتمل ہین اور انہین سے کسی ایک کو دوسری پر رجحان نہین
قدرت کاملہ کل کی صلاحیت رکھتی ہے انتہی اور جو کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کے قبر
مین ہونے پر دلالت کرتا ہے از جملہ اُسکے واقعہ سلطان سعید نور الدین شہید ہو کہ سن پانسو ستاون مین
واقع ہوا یعنی سلطان کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات مین تین بار خواب مین دیکھنا اور
آپکا سلطان سے کہنا کہ ان دو نصرانی کے شر سے مجھے بچا اور پہونچنا سلطان کا ایک ہزار آدمی ساتھ لیکر
مین اور اُن دونون ملعونون کو پکڑنا اور قتل کرکے انکو جلوا دینا اُسکے بعد حجرہ شریفہ کے گرد
کھدوا کر سیسا گلوا کر نیو بھرلانا چنانچہ تفصیل اسکی بیان فضائل مسجد مین ذکر ہو چکی ہے اور اکثر
بابہ مؤرخین مدینہ طیبہ نے ذکر کیا ہے اور اسکی تصحیح کی ہے اور ان مؤرخین مین بڑے بڑے
مشہورین دو شخص ہین جیسے شیخ جمال الدین مطری اور مجد الدین فیروزآبادی اور امثال انکے

۱ه دیکھا مینے جنت و نار کو اس دیوار کے عرض مین ۱۲ ۲ه دیکھا مینے ہلال کو اپنے منزل مین طاق سے ۱۲

امام عبداللہ شافعی لکھتے ہین کہ بعضے علماء باطن نے کہا ہے کہ سلطان نورالدین شمار کیا گیا ہو جامعین
ابدالمین سے اور نائب اُسکا صلاح الدین تین سومین ہو اور ابن اثیر کہتے ہین کہ مینے تواریخ ملوک کو تتبع کر
دیکھا تو بعد خلفاے راشدین اور عمر بن عبدالعزیز کے کوئی بادشاہ نورالدین کے برابر نیک سیرت نہین
پایا اور مجھکو تعجب ہے کہ اُسکے ترجمے مین اس قصۂ مشہورہ کو ذکر نہین کیا واللہ اعلم بعد اسکے جاننا چاہیے کہ علامہ
نوری ابعد اسکے کہتے ہین کہ یہ گمان نکرنا چاہیے کہ التفات اور تعلق انبیا علیہم السلام کا قبور کیطرف بالکل
منقطع اور مرتفع ہو گیا ہے بلکہ درمیان اُنکے اور اُنکے قبور شریفہ کے ایک ایسا علاقہ خاصہ مستمرہ ثابت ہے کہ
دوسری جگہ مین ثابت نہین اسیطرح درمیان ساری قبور مومنین اور ارواح مومنین کے ایک نسبت خاص مستمرہ ہے
کہ جسکی جہت سے اپنے زائرین کو پہچان لیتے ہین اور جواب سلام دیتے ہین اور دلیل اسکی یہ ہے کہ سارے اوقات
مین زیارت کا استحباب آیا ہے بعد اسکے جہت سے احادیث اسباب مین نقل کر کے کہتے ہین کہ سب احادیث
دلالت کرتی ہین اسبات پر کہ مُردون کو ادراک سمع حاصل ہے اور اس مین شک نہین کہ سمع ایک ایسی صفت
ہے کہ مشروط ہے حیات کے ساتھ پس سبھی مُردے زندہ ہین لیکن زندگی اُنکی حیات شہداے مرتبہ مین کم ہے اور
حیات شہداے حیات انبیا علیہم السلام کی کامل تر ہے اور تحقیق اسباب مین کہ مختار جمہور علما ہے وہی ہے جو
تاج الدین سبکی نے نقل کیا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال والیہ المرجع والمآل فصل چونکہ اس مطلب کی
تحقیق مین بیان مبسوط و تفصیل کا اتفاق ہوا تو بعضے مباحث کی طرف جو اس مطلب سے متعلق ہین اشارہ
کرنا بھی مناسب نظر آیا کہ اس مطلب کی تکمیل و تتمیم کا موجب ہوگا ومن اللہ التوفیق بحث اوّل حدیث
الا رد اللہ علے روحی مین اشکال مشہور ہے وہ یہ ہے کہ یہ عبارت یعنی پھر آنا روح مبارک نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم کا بدن شریف مین اور سلام کیواسطے کسی ایک اُمتی کے سلام کرنے کے وقت دلالت کرتی
ہے اسبات پر کہ آپکی حیات دائم اور ہمیشگی کے ساتھ نہین ہے اسواسطے کہ اگر آپکی حیات دائم اور مستمرہ ہو
تو سلام کے وقت پھر آنے روح مبارک کے کچھ معنے نہونگے کیونکہ معنے تو اُسکے یہی ہین کہ سلام کے وقت
پھر آنا روح مبارک کا حادث ہوتا ہے کہ ساتھ اُسکے وہ سلام کرتے ہین اور جواب اس اشکال کا
علما نے بہت سی وجون سے بیان کیا ہے ایک وجہ یہ کہ معنے حدیث کے یہ ہین کہ حق تعالیٰ و تقدس
پھیر لایا ہے میری روح کو مجھپر کہ مین وہ سلام کرتا ہون مگر اسوجہ مین بعض طالبعلمون کو بسبب جہالت کرنے تاویل

له یعنی بعد برد و کے رجوع انبیا علیہم السلام مین قبور کے اندر ۱۲ ہ زندہ ہونی کے معنے یہ کہ روح کو پھیرین تا جواب دیتے ہین ۱۲

تعبیر کے گفتگو ہو سکتے ہیں کہ حاصل اسکا لزوم اقتران حال ہو زمان فعل کے ساتھ اسواسطے کہ وہ کلام
ہوا ایسا تاکو کہ رد سلام اور اعادہ آپکی روح کا امتی کے سلام کے وقت سے مقارن ہو نہ پہلے
و فیہ ما فیہ دوسری وجہ یہ کہ رد روح سے مراد روح کا پھیرنا نہیں ہے بلکہ عبارت ہی روح ا[illegible]
واطہر واعطر کے متوجہ ہونے اس عالم کی طرف شہود حق تعالیٰ و مشاہدہ ملاء اعلیٰ کیطرف سے او[illegible]
لئے کہا ہے کہ یہ کلام خطاب ہو اہل ظاہر کے مقدار پر کہ پہچانا نام دونوں کا تعبیر پھر آنے روح کے
نہیں ہوتا اور خلاصہ کلام کا کن یہ ہے سننے سے اور **جواب** اس اشکال کا بوجہ اتم و اکمل یہ ہے
کہ اگر رد روح کا ظاہری معنی پر حمل کریں تو بھی لازم آتا ہے کہ قالب شریف میں بقائے روح شریف
دائم و مستمر ہو اسواسطے کہ عیب ہے پہلے کسی امتی کے سلام کے وقت روح مبارک قالب شریف کیطرف
سلام دینے کو پھیر لائی گئی تو پھر دوبارہ قبض ہو جانے کا اعتقاد بغیر دلیل کے ثابت ہوگا ورنہ لازم
آئیگا کہ حجاب موتین طاری ہوں اور ایسا تاکا کوئی قائل نہیں اور کوئی ناقل اسکا التزام کرے گا
اسواسطے کہ یہ ایک نوع تعذیب ہو ساتھ اسکے کہ کوئی ساعت ایسی نہیں ہو کہ ایک امتی آپکا آپ پر
سلام نہ بھیجتا ہو پس لازم آئیگا دوام حیات اور دوام رد سلام اور شیخ مجد الدین شیرازی
کہ حدیث شریف میں اگر رد روحی فی باقی جسدی وارد ہوتا تو البتہ ہمیشہ زندہ رہنے کا ثبوت
اور یہ تو وارد نہیں ہوا بلکہ وارد ہوا ہے علی روحی بحرف استعلا وہ دلیل ہے **ثبوت** ہوتے [illegible]
ورود و نزول پر پس گویا کہ روح عبارت ہے کسی خاص نوع کے پیدا ہونے سے ساتھ اہل [illegible]
حیات کے للفہم **بحث دوسری** کہتے ہیں کہ اسکے معانی کیا ہیں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے حضرت موسے علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا ایسی ہی اور انبیا کو شب معراج
میں اور حضرت موسیٰ اور حضرت یونس علیہما السلام کو حج کے واسطے آتے دیکھا اور لبیک
پکارتے چنانچہ دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ گویا میں موسیٰ کو دیکھ رہا ہوں کہ ثنیہ
اترتا ہے اور لبیک کہتا ہے اور ویسی طرح فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ یونس لبیک
ہو اور دعا حالانکہ نماز و حج و غیرہما من العبادات اعمال دنیا سے ہیں جو تکلیف و امتحان کا گھر ہے
اور دار آخرت میں کسی قسم کی تکلیف و امر و نہی نہیں ہو علما نے اس سوال کے جواب کئی [illegible]
سے دئے ہیں اول یہ کہ یہاں صلوۃ بمعنی ذکر اور دعا کے ہو اور ذکر و دعا اعمال آخرت سے ہیں [illegible]

پہ کہ انبیا علیہم السلام افضل ہین شہداء سے اور شہدا زندہ ہین خدا کے پاس پس حج و نماز کرنا اُنکا کچھ
بعید نہین تیسری یہ کہ انبیا علیہم السلام کے حالات زندگی کے وقت کے ہین جو حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کو دکھائے گئے اسواسطے آپ نے ارشاد فرمایا وکانی انظر الی یونس اور بعضے کہتے ہین کہ جزا
ہین جاری ہونا احکام دنیا کا ثابت ہے اور استکثار اعمال اور زیادت اجر کو منافی نہین اور
منقطع ہوجانا اعمال کا قیامت کے دن کے ساتھ خاص ہے اور قیامت مین بھی جو منقطع ہے
تو تکلیف و امتحان ہے نہ مطلق عمل ورنہ وہ جو حدیث مین آیا ہے کہ سید کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم شفاعت کے وقت سجدہ کرینگے تو وہان معنی سجدے کے سوا عبادت و عمل کے کیا ہون
اب جاننا چاہیے کہ معنے تشبیہ کے جو حدیث مین کانی انظر وارد ہوا ہے کیا ہین بعضے کہتے ہین کہ یہ رویا
خواب ہو جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضے اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہے کہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بینا انا نائم رأیتنی اطوف بالکعبۃ اور رویا خواب مین خارجی
چیز کے دیکھنے کے حکم مین ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ اخبار ان چیزون سے ہین جو کچھ احوال انبیا
علیہم السلام کے وحی سے آپ پر ظاہر ہوئے ہین اُنکو آپ نے کمال تیقن سے حکم مشاہدہ اور
عیان کا دیکر رویت اور نظر سے تعبیر فرمائی ہے اور شیخ علاء الدین قونوی کہتے ہین
کہ بعید نہین ہے یہ کہ کہا جائے کہ ارواح مقدسہ انبیا علیہم السلام بعد مفارقت کے ابدان شریفہ
سے بمنزلہ ملائکہ کرام ہین بلکہ اُنسے افضل اور جیسا کہ ملائکہ مختلف صورتون مین متمثل ہوجاتے
ہین اسی طرح جائز ہے کہ ارواح انبیا علیہم السلام بھی متمثل ہوجائین اور ممکن ہے کہ یہ تصرف
بعضے خاص بندون کو حالت حیات مین بھی ہو اور ایک روح چند بدنون مین سوا بدن معہود کے
تصرف کرے چنانچہ بعضے محققین بیان حقیقت ابدال مین کہتے ہین کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک انمین
سے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہے اور پہلی جگہ اوس کے بدل اوس کی شبیہ و مثال ہوتی
ہے اور صوفیہ قدس اللہ اسرارہم درمیان عالم اجساد اور عالم ارواح کے ایک عالم
اور متوسط ثابت کرتے ہین اور اس کا نام عالم مثال رکھتے ہین اور اس عالم کو عالم اجساد کی

[1] یعنے گویا کہ مین دیکھتا ہون یونس کی طرف ۱۲ [2] درمیان اُس کے کہ مین سوتا ہون اپنے تئین مین نے
دیکھا کہ طواف کرتا ہون کعبہ کا ۱۲

حقیقت ہر اور عالم ارواح سے کشف کہتے ہین اور ظاہر ہونا ارواح کی صورتون مختلف مین اور
ظاہر ہونا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین بصورت
کلبی رضی اللہ عنہ اور حضرت مریم کے سامنے بصورت بشر سوی مخلق جیسے اسی عالم مثال سے ہے
اور اسی پر بنا کرکے جائز ہے کہ حضرت موسی علیہم السلام باوجود اسباب کے کہ جیسے آسمان
مستقر ہون اپنی قبر شریف مین بھی بصورت مثال متمثل ہون اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
دونون جگہ ان کو مشاہدہ فرمایا ہو اور بعد ثابت کرلے عالم مثال کے بہت سے مسائل کا حل
نکل آتا ہے اور بہت سے اشکالات مثل بیان وسعت جنت اور اسکے ملاحظہ فرمانے کے
حائط مین مثلاً منحل ہو جاتی ہے انتہی کلام الشیخ اور حقیقت یہ ہے کہ تحقیق مسئلہ حیات انبیا
علیہم السلام اور غیر انبیا کے موقوف ہے اس عالم کے سمجھنے پر اور تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے دیکھنے کی حضرت موسی اور حضرت یونس علیہما السلام کو اس شخص کو حاصل ہو سکتی ہے
روحانیات کے زمان ومکان کو سمجھے اور تمیز اور فرق کرے درمیان ان زمان ومکان
اور درمیان زمان ومکان جسمانیات کے جیسا محققین صوفیہ نے کیا ہے کہتے ہین کہ اس عالم
مین ازمنہ ظرف ماضی ومستقبل وحال کے منقسم نہین ہے اور حالت ہونے یونس علیہ السلام
مچھلی کے پیٹ مین وعبور کرنے موسی علیہ السلام کی دریاے نیل سے اور حالت وجود آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی ہے حالت رویت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان
علیہ السلام کو قصد حج مین اور لبیک پکارتے وہی حالت ہے جو ان حضرات نے اپنی
مین قصد حج کیا تھا اور لبیک کہا تھا اور حقیقت اس حالت کی اور پہچاننا اسکا
وارفع ہے اس سے کہ ان کی تمثیل کے قائل ہون اور کہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ
نے انکو انکی صورت مثالیہ مین ملاحظہ فرمایا اور چونکہ ان مباحث مین طول دینا اصل مقصود سے
دور پڑتا ہے اسواسطے اتنی ہی پر اختصار لازم ہوا واللہ اعلم وعلمہ احکم باب
پندرھوان بیان حکم زیارت قبر اعطر واطہر واقدس سید الانس والجان صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم مین واجب ہے یا مستحب در بیان توسل واستمداد مین ساتھ
منقبت جناب فیض مآب آپکے علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ

ہو اصحابہ و سلم کی باجماع علماے دین قولاً و فعلاً سب سنتون سے افضل ہو اور سارے مستحبات سے موکد تر قاضی عیاض رحمۃ اللہ کہتے ہین کہ زیارت قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ سنت ہو جسپر سبکا اجماع ہے اور وہ فضیلت ہو جس مین سب کی رغبت ہے اور بعضے علماے مالکیہ اسکو واجب کہتے ہین اور وہ جو سے اس قول کی تاویل سنتن واجبہ کر کرتے ہین اور گویا کہ وہ سنتن واجبہ سے سنتن موکدہ مین نہایت تاکید کرا و اکثر علماے اسبات پر ہین کہ سنت زیارت بعد ادا کرنے فرض حج کے ہے قاضی حسین کہتے ہین کہ جب حج سے فارغ ہو چکے تو چاہیے ہو کہ ملتزم کے پاس جاکر ٹھہرے اور دعا کرے بعد اسکے مدینے کو روانہ ہو اور حضرت سید المرسل صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت سے شرف حاصل کرے قاضی ابو الطیب کہتے ہین کہ بعد حج و عمرہ کے مستحب ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کا قصد کرے اور حسن بن زیاد امام اعظم ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہین کہ حسن بات حاجی کے واسطے یہ ہو کہ پہلے مکے مین آوے اور مناسک حج بجا لاوے بعد اسکے مدینے مین آوے اور زیارت سے مشرف ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حضرت امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک سارے مندوبات سے افضل ہو اور سارے مستحبات سے موکد تر قریب بدرجہ واجبات ہو اور چارون مذہب کے علما نے حج کی مقدم کرنے کی تصریح کی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اگر مدینۂ منورہ حج کی راہ مین پڑے تو اولی یہ ہے کہ پہلے مدینۂ منورہ کی زیارت کرے بعد اسکے حج کرنے کو جائے اور بعضے سلف باوجود اس بات کے کہ راہ حج مدینۂ منورہ کی طرف سے نہو تی اسپر بھی زیارت مدینۂ منورہ کو مقدم رکھتے اور لوازم وقت سے ٹھہراتے اور بالجملہ بعضے تابعین کو قصد مکۂ معظمہ پر زیارت مدینۂ مطہرہ کی مقدم کرنے مین کسی قسم کا خلاف نہین ہو اور تاج الدین سبکی نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کی فضیلت کو باصول اربعہ شرع بیان کیا ہے مگر کتاب اللہ پس حق تعالے کے قول سے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک الآیہ اور کہا ہے کہ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے درگاہ رسالت پناہ مین حاضر ہونے کی ترغیب پر اور اسبات کی ترغیب پر کہ اس آستانۂ شریف پر حاضر ہوکر سوال مغفرت کرین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استغفار مانگین

لہ اگر یہ لوگ جسوقت ظلم کرتے ہین جانون اپنی کو آوین پاس تیرے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم الخ

اور یہ ایک مرتبۂ عظیمہ ہے کہ منقطع ہونیوالا نہین اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی حالتِ حیات وممات برابر ہے اور استغفار فرمانا آپکا اُمت کے واسطے بعد وفات کے
ملاحظہ کرانے ملائکہ کے [illegible] اعمال اُمت کو جیسا کہ فصل سابق مین مذکور ہوچکا
ثابت ہے اور آپ کے کمال رحمت سے کہ اُمت کے حال پر مبذول ہے اُمید ہے کہ آستانہ
پر حاضر ہونے والے کے حق مین بہ نسبت اورون کی استغفار نہایت ابلغ وزیادہ کہ ہوگا
اور سارے علما نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالتِ حیات وممات کا برابر ہونا
آیہ مجیدہ سے سمجھکر آدابِ زیارت مین حکم دیا ہے کہ اس آیت کو حضوری کے وقت پڑھ
طلب مغفرت اُس جنابِ رسالت مآب سے کیا کرین اور حکایت اُس اعرابی کی جو بعد
وفات فرمانے کے زیارت کو حاضر ہوا تھا اور یہ آیت پڑھی بھی مشہور ومعروف ہے
جس کسی نے مذاہب اربعہ والون سے مناسک حج مین کتاب لکھی ہے اُس نے یہ حکایت
بھی لکھی ہے اور اوس کے پڑھنے کا استحسان کیا ہے اور بہت سے ائمۂ اعلام نے
معتبرہ صحیحہ روایت کی ہے کہ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہین کہ مین نے مدینے مین حاضر
زیارت قبر شریف سے شرف حاصل کیا ایک روز مواجہ شریفہ مین حاضر تھا کہ ایک اعرابی
نے آکر زیارت قبر مطہر کی اور عرض کیا کہ یا خیر الرسل حق سبحانہ وتعالے نے ایک
کتاب آپ پر اُتاری ہے اور اوس مین فرمایا ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا
الایہ اور مین آپ کے حضور مین حاضر ہوا ہون اس اعرابی نے روکر یہ بیت پڑھی
یا خیر من دفنت بالقاع اعظمہ * فطاب من طیبہن القاع والاکم * نفسی الفداء لقبر
انت ساکنہ * فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم * پھر وہ اعرابی چلا گیا بعد اُس
جانے کے مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین
تو اُس اعرابی کے پاس جا اور اسکو بشارت دے کہ حق سبحانہ وتعالے نے میری شفاعت

لہ اور اگر یہ لوگ جس وقت ظلم کرتے ہین جانون اپنی کو آوین تیرے پاس بخشش مانگنے اللہ سے ١٢ سلہ اے بہترین
مدفونون ہوئی ہین زمین ہموار مین ہڈیان اُنکی پس معطر ہوگئے اُن ہڈیون کی بو سے زمین ہموار اور ٹیلے میری جان فدا
ہو اوس قبر پر کہ تم اُس مین ساکن ہو اُس قبر مین پارسائی ہے اور اُس قبر مین جود وکرم ہے ١٢

لی حضرت کی اور اُسکے گناہون کو بخشدیا اور حافظ ابو عبداللہ مصباح الظلام مین حضرت
امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ بعد تین دن کے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن سے ایک اعرابی نے آکر اپنے تئین قبر شریف پر گرا دیا اور خاک
سر پر ڈالنے لگا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ جو کچھ آپ نے خدا سے سُنا ہے وہ ہم نے آپ سے سنا ہے
اور جو کچھ آپ نے خدائے تعالےٰ سے سیکھ کر یاد کیا ہے ہمنے آپ سے سیکھ کر یاد کیا ہے اور از جملہ اُسکے
جو آپ پر اترا ہے یہ آیت ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول
لوجدوا اللہ توابا رحیما اور مین نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور آپ کی جناب مین آیا ہون کہ آپ
میرے واسطے استغفار کیجئے قبر مبارک مین سے آواز آئی قد غفر لک اور مگر وارد ہونا سنت کا
زیارت مین وہ حدیث ہین جو باب فضیلت زیارت مین مذکور ہو چکی ہین ساتھ اسکے ہر سنت
متفق علیہا جو زیارت قبور کے باب مین وارد ہوئی ہے زیارت قبر سید المرسلین صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے باب ثبوت استحباب مین کافی ہے کیونکہ قبر سید المرسلین سید القبور ہے اسکی
زیارت بطریق اولی مستحب ہوگی اور اجماع اُمت فضیلت زیارت قبر شریف اور اُس کے
استحباب پر وہ بھی مذکور ہو چکا ہے ولیکن اختلاف مادہ نسا مین ہے بعضے کہتے ہین کہ عورتون کو
زیارت قبور جائز نہین کیونکہ اُن کی زیارت کے باب مین نہی وارد ہوئی ہے اور صحیح یہ ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور دونون صاحبون رضی کی مرد و عورت سب کو عموما
مستحب ہے اور عموم نہی سے جو زیارت نسا مین وارد ہے ان قبور شریفہ کی زیارت مخصوص ہے اور
بعضے کہتے ہین کہ نہی سابق حدیث نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا الخ سے منسوخ ہوگئی اور متاخرین
متاخرین ائمہ شافعی سے ہین اولیا و صالحین کے قبورون کو بھی اس حکم مین داخل کرتے ہین
حضرت زیارت سیدۃ النسا رضی اللہ عنہا کا شہدائے اُحد کو اور تشریف لیجانا اُن کا سید الشہدا حمزہ
رضی اللہ عنہ کی زیارت کو بعد چند روز کے جیسا کہ باب فصل تصحیح مین مذکور ہو چکا ہے اور وارد ہونا
روایت کا اس مضمون مین کہ حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے

٭ وہ لوگ جسوقت ظلم کرتے ہین جانون اپنی کو آوین تجھ پاس پس بخشش مانگے اللہ سے واسطے انکے رسول البتہ پاوین گے
اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان ۱ ؎ تحقیق تیرے گناہ بخشے گئے ۱۲ ؎ تھے مین تمکو منع کیا تھا قبرون کی زیارت کرنے سے پس

عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا کی قبر شریف کی مکہ معظمہ مین زیارت کی ہو وہ قبول
ہو واللہ اعلم آپ دیا قیاس وہ یہ ہے کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبور بقیع
شہدائے احد کی زیارت کو تشریف لیجاتے تھے پس جب دوسرون کی قبور کی زیارت مستحب ہے تو
زیارت قبر مبارک سلطان نبین وزمان سرور کون ومکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما تعاقب الملوان
والدار تقی ان بطریق اولی مندوب ومستحب ہوگی اور بعضے علماء نے کہا ہے کہ زیارت قبور سے
فقط تذکرہ آخرت ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے زوروا القبور فانہا تذکرکم الآخرۃ
کبھی زیارت قبور سے مقصود دعا واستغفار ہوتا ہے اہل قبور کے حق مین جیسا کہ حضرت صلی اللہ
وآلہ وسلم قبور بقیع کی زیارت کرتے تھے اور کبھی مقصود زیارت سے نفع اٹھانا ہوتا ہے
سے چنانچہ زیارت قبور صالحین مین آثار ثابت ہوئے ہین امام حجۃ الاسلام کہتے ہین کہ جس
کر اسکی حالت حیات مین نفع اٹھا دین اس سے بعد اسکے مرنے کے بھی تبرک واستفادہ
امام شافعی رحمۃ اللہ کہتے ہین کہ قبر شریف حضرت امام موسیٰ کاظم سلام اللہ علیہ کی
دعا کے واسطے تریاق اعظم ہے اور بعضے مشایخ نے کہا ہے کہ مین نے چار آدمیون کو اولیا
کرام سے پایا کہ اپنے قبور کے اندر بھی ویسا ہی تصرف رکھتے ہین جیسا کہ حالت حیات
مین رکھتے تھے یا زیادہ اس سے ایک شیخ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرے
شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور دو شیخ اور ذکر کئے ہین اور بعضے علماء
نے قبور کے ساتھ استمداد کرنے مین خلاف کیا ہے جیسا کہ شیخ کمال الدین بن ہمام
ہین واللہ اعلم ابو محمد مالکی کہتے ہین کہ سوا قرار مقدس حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور قرارات جمیع انبیا ومرسلین علیہم السلام کے اور قبور سے قصد انتفاع کرنا
امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ مستثنیٰ کرنا اس بعض قبور شریفہ انبیا علیہم
کو صحیح ہے مگر اور قبور کے ساتھ قصد انتفاع کو بدعت کہنا محل نظر ہے اور کبھی زیارت
واسطے حق ادا کرنے اہل قبور کے بھی ہوتی ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ بہت مانوس
میت اسوقت ہے جبکہ کوئی اسکے آشناؤن مین سے اسکی قبر کی زیارت کو آوے

۱؎ یعنی تم زیارت قبور کرو ۱۲ ۲؎ یعنی تم قبرون کی زیارت کرو کیونکہ وہ یاد دلاتی ہین آخرت ۱۲

اور اسباب مین احادیث بہت وارد ہوئی ہین اور حدیث مرفوع مین آیا ہے کہ من زار قبر ابویہ
فی کل جمعۃ او احدہما کتب بارا وان کان فی الدنیا قبل ذلک عاقا اور قبر مبارک حضرت
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت مین یہ سب معانی مذکورہ حاصل ہین اور امام مالک
سے نقل کرتے ہین کہ وہ مکروہ رکھتے تھے اسبات کو کہ کوئی کہے زرنا قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور اس قول کی وجہ کراہت مین اختلاف ہے عبدالحق صقلی کہتے ہین کہ وجہ اسکی یہ ہے کہ زیارت
ایک فعل ہے کہ کرنا نہ کرنا اسکا برابر ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی
زیارت واجب ہے اور قاضی عیاض مالکی کا مختار یہ ہے کہ یہ کراہت زیارت کی اضافت قبر
کی طرف کرنے سے پیدا ہوئی ہے پس اگر زرنا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہو تو کچھ کراہت نہین اور
قبر کیطرف اضافت ایک حدیث کے وارد ہونے کی جہت سے مکروہ ہے وہ یہ کہ اللہم لا تجعل
قبری وثنا یعبد اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا قبور انبیائہم مساجد اور اصل زیارت
اگرچہ اس قبیل سے نہین ہے لیکن اُس سے زبان کی نگاہ رکھنے مین احتیاط ہے جیساکہ طریقہ
امام مالک رحمۃ اللہ کا ہے سد ذرائع مین لیکن واقع ہونا لفظ قبر کا حدیث مین اسبات کا
منافی ہے جسکی کہتے ہین کہ شاید یہ حدیث امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو نہ پہونچی ہوگی یا خود [illegible]
قبور غیر نبی مین ہوگا اور ابن رشد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہین کہ وہ فرماتے تھے
کہ اگر کوئی کہے زرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مین مکروہ رکھتا ہون کیونکہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اعظم و اعلی ہین اسبات سے کہ انکی زیارت کیجائے اور بھی ابن رشد کہتے ہین کہ
وجہ کراہت کی یہ ہے کہ کثرت استعمال لفظ زیارت کا اموات مین ہوتا ہے اور حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم زندہ تر ہین ہر زندہ سے سواے اللہ کے اور بعضے کہتے ہین کہ زیارت اکثر اوقات
واقف احوال مین مردون کو نفع پہونچانے کے واسطے ہوتی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لہ یعنی جو شخص اپنے ماں باپ کی قبر کی زیارت کرے ہر جمعہ کو یا ایک اُن دونون کی تو لکھا جائیگا بار یعنی نیکی کرنیوالا
والدین کے ساتھ اگرچہ تھا دنیا مین اس سے پہلے ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا ۱۲ ؎ یعنی اے اللہ مت کر
میری قبر کو ایک بت کہ جسکو لوگ پوجین بہت بڑا غضب ہے اللہ کا اُس قوم پر ہے کہ جنہنے بنالیا ہے اپنے نبیون کی قبرون کو
مسجدین ۱۲ ؎ یعنے زیارت کی مین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۱۲

کی زیارت ایسی نہین ہو بر تقدیر منع اور کراہت راجح باعتبار ظاہر و رعایت لفظ کے ہے اور دو
کے نزدیک مختار عدم کراہت ہے اور یہی ظاہر ہے **فصل** اور اگر اختیار کرنا سفر کا زیارت قبر
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اور شدّ رحال کرنا یعنے لادنا پھاند کر جانا اس نعمت عظمیٰ
حاصل کرنے کو پس ہر گاہ زیارت قبر شریف کا استحباب ثابت ہوا تو مشروعیت و استحباب سفر
اسکو لازم ہے اور یہ بھی جہت ہو کہ دلیلون مین عموم ہے اور ان سے قرب و بُعد کا اس
استوا نکلتا ہے اور اگر حدیث لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد مراد اس سے سوا اس
ثلثہ کے اور کسی مسجد کی طرف شد رحال کرنے کی ممانعت ہو چنانچہ قاعدہ نحوی اسکا مقتضی ہے
قاعدہ نحوی یہ ہے کہ مستثنے مفرغ مین واجب ہو کہ مستثنیٰ کی جنس سے ہو پس ممانعت مطلق سفر
سوا ان مساجد کے لازم نہین آتی ہے اور کیونکر ہو اور حالانکہ سفر حج اور سفر جہاد اور سفر ہجرت
وارد ہے اور سفر تجارت اور اسفار جمیع مصالح دنیوی کے باتفاق جائز اور مشروع ہین اور
کہتے ہین کہ مقصود حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس فرمانے سے یہ ہے کہ قبر مقصود
مسجد کے قصد مین نہین ہے سوا ان مساجد ثلثہ کے یعنے مسجد حرام اور مسجد النبی اور مسجد اقصے کے
اسلیے کہ قصد زیارت نبوی کو قصد مسجد شریف لازم ہے کیونکہ مسجد شریف کے پہلو ہی مین مزار
واقع ہے اور مقصود وہان حاضر ہونے سے دونون امر ہین مسجد سے برکت حاصل کرنا اور حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بجا لانا جیسا کہ حالت حیات مین آپ کی ملازمت حاصل کرنے کا قصد
کرتے تھے نہ فقط تعظیم قبر شریف کی اور بعضے کہتے ہین کہ شد رحال ان تین مسجدون کے سوا اور
مطلقاً ممنوع نہین ہے بلکہ اگر ممنوع ہو تو باعتقاد تعظیم و فضیلت و مضاعف ثواب ہوا کرتا
اس طرح اور طرف نہ کرنا چاہیے اور بغیر اعتقاد تعظیم وغیرہ ہو تو کچھ منع نہین اور جو مقامات
فاصلے کے شہرون سے قریب ہین وہان مسجد قبا پر قیاس کر کے پیادہ و سوار جانا درست
کیونکہ لفظ شد رحال چاہتا ہے دور و دراز جانے کو جیسا کہ بعضے علما نے کہا ہے اور بعضے علما
ہین کہ نذر ساتھ غیر مساجد ثلثہ کے جائز نہین اور بعضے مطلقاً جائز رکھتے ہین اور بعضے کہتے ہین
اگر بغیر شد رحال کے ہے تو جائز اور اگر نہین تو نہین اور بعضے لوگون نے حضرت عبد اللہ بن

له یعنے لادنا پھاند کر جانا مگر تین مسجدون کی طرف ۱۲

رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص نذر مانے مسجد قبا جانے کی تو وفا کرنا اُسکا اُسپر لازم ہوگا یا نہین
یا لازم ہوگا اور درود و فضائل مسجد قبا سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہ مسجد شریف بھی مساجد
ثلثہ کے حکم مین ہوگی شد رحال وغیرہ مین کیونکہ وارد ہوا ہے کہ نماز اس مسجد کی عمرے کے
برابر ہے اور وارد ہوا ہے کہ دو رکعت اس مین افضل ہے ہزار رکعت سے مسجد اقصیٰ مین اور
ثبوت کو پہونچا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لیجاتے تھے سوار اور پیادہ
اور مروی ہی قول حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا اگر یہ مسجد کسی کنارے پر کنارون مین
سے ہوتی تو اسکے طلب مین کسقدر اونٹ ہلاک ہوتے اور نہ مذکور ہوتا اس مسجد کا مساجد
ثلثہ کے ساتھ حکم مذکور مین ہے کیونکہ مدینے سے یہ مسجد قریب ہے اور حکم اسکا اُس سے
علیحدہ نہین یا یہ کہ اس مسجد کی فضیلتین اور جگہ مذکور ہو چکی ہین پس اوسی پر اکتفا کر کے
اوسکو ان مساجد کی ساتھ مذکور نہین کیا واللہ اعلم اور جو کوئی نذر مانے ساتھ زیارت
حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو اوس کے وجوب وفا مین کسیکا خلاف
نہین اور سوا آپ کے اور سب کے زیارت کے ساتھ نذر ماننے مین خلاف ہے اور مسافت
اختیار کرنا سلف کا حضرت سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے واسطے
بہت ثابت ہے از جملہ اوسکے حکایت ہے حضرت بلال مؤذن رضی اللہ عنہ کے آنے کی شام
سے مدینہ طیبہ مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے مین ابن عساکر حضرت ابی درداء رضی اللہ
عنہ سے روایت لاتے ہین کہ بلال نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کو خواب مین دیکھا کہ آپ
فرماتے ہین کہ اے بلالؓ یہ کیا ظلم ہے کہ تو کبھی ہماری زیارت کو نہین آتا بلال رضی اللہ عنہ
اوسی وقت خواب سے بیدار ہوکر اپنی اونٹنی پر سوار ہوکر مدینہ منورہ کے قصد سے نکل پڑے
اور مدینہ منورہ مین پہونچکر قبر شریف پر حاضر ہوکر بہت روئے اوسوقت امام حسنؑ و حضرت
امام حسین علیہما السلام حجرۂ مبارک سے باہر نکل آئے بلال رضی اللہ عنہ نے اون دونون
صاحبزادون کو گود مین لے لیا اور سر اونکا چوما اور وہی تھوڑے دن ہوئے تھے کہ حضرت
سیدۃ نساء العالمین رضی اللہ عنہا نے اس جہان سے رحلت فرمائی تھی لوگون نے چاہا کہ حضرت
بلال رضی اللہ عنہ سے اذان دلوادین تو یہ سب نے ملکر ٹھہرائی کہ حضرات حسنین علیہما السلام

سے اب بھی کہلوایا چاہیے کہ صاحبزادوں کی فرمائش کرنے سے ناچار ہو جائیں گے اذان کہ
پڑھی گی ورنہ وہ تو انھوں نے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی واسطے اذان نہیں
ہی چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد رحلت فرمانے کے جب حضرت ابو بکر صدیق رضی
اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے بلال تم ہمارے واسطے اذان دیا کرو بلال رضی اللہ عنہ نے عرض
کہ یا خلیفہ رسول اللہ آپ نے اپنے مال سے مجھے خریدا اور خدا کی راہ میں آزاد کیا آیا اپنے
واسطے کیا تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ اب بھی مجھے آپ
کے واسطے چھوڑ دیجیے تاکہ اپنے طور پر رہوں مجھے اب طاقت نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے بعد پھر کسی واسطے اذان کہوں پس شام کو چلے گئے اور وہاں سے بقصد
مدینہ طیبہ میں آئے الغرض جب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام نے حضرت بلال سے
اذان کہنے کی فرمائش کی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ مجبور ہو کر مسجد کی چھت پر تشریف لے گئے
اور جس جگہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کھڑے ہو کر اذان کہا کرتے
اوسی جگہ کھڑے ہو کر کہا اللہ اکبر اللہ اکبر آدمیوں میں ایک شور پڑ گیا گویا کہ تمام مدینہ ہل
گیا اور جب کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ تو اور زیادہ تزلزل ہو گیا اور رونا پیٹنا شدت سے
پڑ گیا پھر جب اشہد ان محمدا رسول اللہ کہا تو ایک اور ہی قیامت قائم ہو گئی کوئی مرد و عورت
اور چھوٹا اور بڑا مدینے میں ایسا نہ تھا کہ اپنے گھر سے روتا چلاتا باہر نہ نکل آیا ہو گویا روز
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تازہ ہو گیا روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال اوس وقت
کمال تنگی دل اور بیقراری اور فرط غم اور وفور الم سے اذان تمام نہ کر سکے اور کوٹھے سے نیچے اتر
آئے اور نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ملک شام
اور بیت المقدس والوں کے ساتھ مصالحہ کیا حضرت کعب احبار حضور امیر المومنین میں حاضر ہو کر
شرف اسلام سے مشرف ہوئے حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اون کے
لانے سے بہت خوش ہوئے اور وہاں سے مراجعت کے وقت حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مخاطب
ہو کر فرمایا کہ اے کعب تمھارا دل چاہتا ہے کہ ہمارے ساتھ مدینے چلو اور سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ

نعم یا امیرالمومنین انا فعل ذالک پھر جب حضرت امیرالمومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مدینے میں پہونچے تو سب کامون سے پہلے مزار معلی سلطان انس و جان حاضر ہوکر سلام سے مشرف ہوگئے اور عبدالرزاق باسناد صحیح روایت لاتے ہین کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی سفر سے آتے پہلے قبر شریف پر حاضر ہوتے اور کہتے السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر السلام علیک یا ابتاہ اور موطا امام مالک مین بھی یہ روایت مذکور ہوئی ہے اور ایک شخص نے حضرت نافع مولی ابن عمر رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ آیا آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے کہ قبر مبارک پر سلام کرتے تھے فرمایا مین نے دیکھا ہے اور سو بار سے زیادہ دیکھا ہے کہ قبر مبارک پر کھڑے ہوتے تھے اور کہتے تھے السلام علی النبی السلام علی ابی بکر السلام علی ابی اور مسند امام اعظم مین حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ انھون نے فرمایا کہ سُنت یہ ہے کہ قبر شریف نبوی پر قبلے کی طرف سے آوے اور پیٹھ قبلے کی طرف کرکے کھڑا ہووے اور کہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور نقل کرتے ہین کہ مروان بن حکم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنا منھ قبر شریف پر رکھے تھا مروان نے اُسکی گردن پکڑکر کہا کہ تو جانتا ہے کہ یہ کیسا فعل تجھ سے ہو رہا ہے اُس نے کہا چھوڑ مجھے مین پتھر منھ مین رکھے ہون بلکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تربت پر میرا منھ ہے اور کہا کہ مین نے سنا ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ رو تم دین پر اسوقت کہ نا اہل صاحب ولایت ہو جاوے رضی اللہ عنہ تا ملیہ اور عمر بن عبدالعزیز شام سے قاصد بھیجتے تھے کہ حضور رسالت پناہ مین اونکا سلام پہونچاوے اور یہ فعل انکا صدر زمان تابعین مین تھا اور روایت اس خبر کی مشہور ہے آپ زیادہ چو حسن بن حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ اونھون نے ایک قوم کو قبر شریف کے گرد کھڑے دیکھکر منع کیا اور فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری قبر کو عید نہ ٹھیراؤ اور اپنے گھرون کو قبرین نہ بناؤ اور جہان کہین تم ہو وہین سے مجھپر درود بھیجو تحقیق تمہارا درود پہونچتا ہے اور وہ جو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت

؎ یعنی ہان اے امیرالمومنین مین یہ کرون گا یعنے حاضر ہون گا ۱۲ منہ

کرتے ہین کہ انھون نے ایک شخص کو دیکھا کہ کھڑکی کیطرف سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف
پر ہوا اور دعا کرتا ہے اسکو منع فرمایا اور اسی حدیث مذکور کا مضمون اُسے سنایا اور وہ جو دوسری
روایت مین آیا ہے کہ سہل بن سہیل کہتے ہین کہ مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلام کو آیا تھا
حسن بن حسن بن علی رضوان اللہ علیہم حضرت جناب سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر
تفتیش کرتے تھے مجھی بلایا مگر مجھے چونکہ اسوقت کھانے کیطرف رغبت کم تھی نہ گیا فرمایا کہ قبر شریف
پاس کیا کھڑے کرتے ہو سلام کرو اور وہاں سے ہٹو اور فرمایا قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا
قبری عیدا الحدیث اور فرمایا تم اور جو اندلس مین ہے دونون برابر ہین قرب مین اور جوش اُسکے
امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہین ان سب کا جواب یہ ہے کہ شاید اُس شخص نے جسکو ان
دینے منع فرمایا حد اعتدال سے قدم آگے رکھا ہو گا یا اُس مین بناوٹ کا اثر پایا اس منع سے ان حضرات
تعلیم و تنبیہ اسبات کی مقصود ہو گی کہ حضور معنوی مین قُرب اور بُعد مسافت ایک ہی ہے چنانچہ کسی نے کہا ہے
شعر در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست + می بینمت عیان و دعا می فرستمت + اور امام مالک کہتے
ہین قبر شریف کے پاس ٹھہرنا بہت مکروہ ہے خصوصًا اہل مدینہ کو وا لا انکار اصل زیارت کا اور سلام
پر حاضر ہونیکا اور اُس مقام معلی مین ٹھہرنے کا ہو نہین سکتا اسواسطے کہ روایت صحیح ان ائمہ
سلام اللہ علیہم سے آئی ہے کہ جب یہ حضرات حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت
حاضر ہوتے تھے تو اُس اسطوانہ کے پاس جو روضہ شریف سے ملا ہوا ہے کھڑے ہوتے اور سلام عرض
فرماتے کہ اسی جگہ ہے سر مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطری کہتے ہین کہ پہلے حجرہ شریف
داخل کرنے سے مسجد مین طریقہ سلف کا یہی تھا جو مذکور ہوا اور اس زمانے مین کھڑے ہونے کی
سلام کے واسطے چاندی کی میخ کے مقابل ہے جو چہرہ مبارک کے سامنے دیوار مین لگائی ہے
باب زیارت مین آویگا انشاء اللہ تعالی اور قول حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
لا تجعلوا قبری عیدا حافظ منذری کہتے ہین کہ احتمال رکھتا ہے کہ مراد اس سے ترغیب ہو کثرت

لہ بغیر شام کو کھانا کھاتے تھے ۱۲ سلہ یعنی دنیا و تم لوگ میری قبر کو عید ۱۲ سلہ حضرت قسم کے زمانے مین مواجہ
پہچان مسمار قندہ سے دکھی ہو گی اور حضرت کے زمانے مین مواجہ شریفہ مین تین ہیرے نہایت بیش بہا لگے گئے جو بالائی
کے اندر دیوار حجرہ مبارک سے متعلق ہین اُسی کے سامنے کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہین ۱۲

شریف پر اور اشارہ ہوا اس بات کی طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو مثل عید کے
ٹھہراؤ کہ سال بھر مین ایک دو بار سے زیادہ نہین آتے اور منذری کہتے ہین کہ قول حضرت پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تجعلوا بیوتکم قبوراً سے مراد یہ ہے کہ اپنے اپنے گھرون مین بغیر طاعت وعبادت
چھوڑ رکھا کرو اور اپنے گھرون کو مثل قبرون کے نہ بناؤ کہ جیسے قبرون مین مُردے پڑے رہتے ہین
بے طاعت وعبادت ویسے ہی تم بھی پڑے سویا کرو ان اقوال شریفہ کا حمل ان معانی پر بہت مناسب
معلوم ہوتا ہے جیسا منذری نے کہا جسکی کہتے ہین کہ مراد منع تعیین وقت ہے زیارت کے واسطے جیسا
کہ عید کیواسطے تعیین روز و وقت ہوتا ہے بلکہ تمام سال ور مدت عمر وقت زیارت ہے یا مراد تشبیہ
عید کے ساتھ اظہار زینت واجتماع وغیرہ مین کہ عیدین مین یہ امور ہوتے ہین بلکہ چاہیے یہی کہ زیارت
وسلام ودعا پر اکتفا کرین انتہی اس جگہ سے لازم نہین آتا کہ مرقد مطہر کے سامنے ٹھہرنے اور تطویل
دعا وکثرت تضرع والتجا مین کسی طرح کی کراہت ہو فیا لہا من سعادۃ رزقنا اللہ الرجوع الیہا
وفاز لہا لا عادۃ **فصل** اب رہی یہ بات کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ ٹھہرانا اور
شفیع لانا جناب الٰہی مین چاہیے ہے یا نہین سو تحقیق اسکی یہ ہے کہ وسیلہ ٹھہرانا اور شفیع لانا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جناب باری مین اور طلب مدد اُس جناب سے کرنا فعل انبیا ومرسلین اور سلف وخلف
صالحین ہے کیا آپکے پیدا ہونے سے پہلے کیا بعد پیدا ہونے کے حیات دنیویہ مین بھی اور عالم برزخ
مین بھی اور عرصۂ قیامت مین بھی کہ انبیا ومرسل کو وہان دم مارنے کی تاب نہوگی اور ہمارے حضرت
فخر عالم سردار اولاد آدم وہی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب شفاعت مفتوح فرماوینگے اور اولین و
آخرین کو مستغرق بحار رحمت ونعمت کرینگے اور باب استمداد مین اُس جناب عالم وعالمیان مآب سے الخ
چارون موطن مین اخبار وآثار وارد ہوئے ہین پہلے موطن مین تو از جملہ اخبار واحادیث یہ حدیث
ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ جب آدم صفی اللہ علیہ السلام سے وہ خطیہ صادر ہوا تو اپنی توبہ
قبول ہونے کے واسطے یہ کہا یارب اسئلک بحق محمد ان تغفرلی درگاہ مجیب الدعوات سے فرمان ہوا

---

[1] یعنے نہ بناؤ تم لوگ اپنے گھرون کو قبرین ۱۲ [2] یعنے اے وہ شخص واسطے اُسی مرقد کے سعادت ہے روزی کرے ہم کو
اللہ رجوع کی طرف اُسی مرقد کے اور سوال کرتے ہین ہم اعادۃ تین ۱۲ [3] اس حدیث کی تصحیح علما نے کی ہے
[4] یعنے اے رب میرے مین تجھ سے مانگتا ہون کہ بحق محمد تو مجھے بخشدے ۱۲

کہ تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیونکر پہچانا اور حالانکہ ابتک مین اونکے جوہر روحانی کو
مین نہین لایا او نھون نے عرض کیا کہ جسدن تو نے مجھے پیدا کیا اور روح علوی کو میری قالب
پھونکا تو مین نے قوائم عرش پر لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اُسدن مینے پہچانا کہ یہ
محبوب ترین خلق ہے تیرے نزدیک اور مقرب ترین تیری درگاہ کا فرمان آیا کہ ای آدم تو اُسکو
درگاہ مین اپنی مغفرت کا وسیلہ لایا ہمنے تیرے گناہ بخشے ای آدم اگر محمد نہوتا تو ہم تجھے پیدا نکرتے
روایات مین آیا ہے کہ جن کلمات سے کہ آدم صفی اللہ علیہ السلام کی توبہ ہوئی چنانچہ آیہ کریمہ فتلقی
من ربہ کلمات فتاب علیہ اُسپر ناطق ہے وہ کلمات یہ تھی الٰہی بحرمت محمد وآلہ اغفرلی جبکہ
توسل اعمال صالحہ کے ساتھ باوجود اسبات کے کہ وہ اعمال صالحہ افعال انسان ہین او
انسانی قصور نقصان سے منصف ہوا کرتے ہین درست جائز ہو تو شفیع لانا اور وسیلہ ٹھہرانا
حبیب رب العالمین کو کہ محب محبوب حضرت غافر الذنوب جل وعلا ہین بطریق اولی ہوگا
یا اکرم او سل الی من الوذ بہ + سواک عند حلول الحادث العمم + اور دوسرے مواطن یعنی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب کے ساتھ توسل کرنا آپکی مدت حیات دنیا مین بھی وہ بتکرار واقع ہوا
سے زیادہ ہو خبر مین آیا ہو کہ ایک اندھے نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوکر عرض
کیا یا رسول اللہ آپ دعا کیجیے کہ حق سبحانہ وتعالے مجھے عافیت عنایت فرماوے آپ نے فرمایا کہ اگر تو
ہو تو مین دعا کرون اللہ تعالی تجھے بینا کردے اور اگر اجر آخرت چاہتا ہے تو صبر کر کہ یہ تیرے حق
ہو اُسنے عرض کیا کہ آپ دعا کیجیے یا رسول اللہ فرمایا وضو کر اُسنے وضو کیا فرمایا پڑھ اللھم انی اسئلک
واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی توجہت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم
فشفعہ فی ترمذی کہتے ہین کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب اور بیہقی بھی اس کی تصحیح کرتے

لہ پس سیکھ لین آدم نے پروردگار اپنے سے کچھ باتین پس پھر آیا اوپر اُسکے ۱۲ سلہ یعنی اے اللہ میرے بحرمت محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ واولاد انکی کے بخش تو مجھکو ۱۲ سلہ ای بزرگترین انبیا نہین ہر کسی واسطے کوئی ایسا شخص کہ مین اسکی طرف پناہ لون
تیرے سوا حادثہ عام کے نازل ہونے کے وقت ۱۲ سلہ یعنے ای اللہ میری مین سوال کرتا ہون تجھ سے اور متوجہ ہوتا ہون تیری طرف
بذریعہ تیرے نبی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی الرحمۃ کے اے محمد مین متوجہ ہوا بذریعہ تمہارے اپنے رب کے طرف
اپنی اس حاجت مین کہ روا کیجائے واسطے میرے تو اُن کی شفاعت قبول کر میرے حق مین ۱۲

اور آخر مین اُسکے اتنی عبارت اور بھی زیادہ کرتے ہین فقام وقد ابصر وفی روتیہ فضل الرجل قبر عمر
اور اخبار باب توسل اور استمداد ارباب حاجات مین اُس جناب عالم و عالمیان آپ سے بحساب ثابت
ہین اور بکر رتیسیر موطن یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ توسل کرنا اور آپ کو تشفیع لانا
بعد آپکی رحلت فرمانے کی اسمین بھی بہت سی آثار وارد ہوتے ہین طبرانی معجم کبیر مین حضرت عثمان بن
حنیف رضی سے روایت لاتے ہین کہ ایک شخص کو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ کی حاجت
تھی اور روا نہوتی تھی اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو نظر التفات اسکی طرف اصلا نہ تھی وہ
شخص اُنکے پاس آیا یعنے حضرت عثمان بن حنیف کے اور اُنسے اُس حاجت روا ہونے کی تدبیر پوچھی انھون نے
کہا کہ تو وضو کرکے مسجد مین جا اور دو رکعت نماز پڑھ اور کہہ اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک نبینا
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی لیقضی حاجتی + بعد اسکے اپنی حاجت
عرض کر اس شخص نے موافق اُنکے فرمانے کے عمل کیا اور پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے
دروازہ پر گیا دربان نے آگے بڑھ کر لیا اور بہ تعظیم و تکریم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
کے حضور مین لیگیا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو اپنے فرش خاص پر بٹھایا اور پوچھا
کہ تمھاری کیا حاجت ہے اُسنے جو حاجت بیان کی آپنے روا فرمائی اور فرمایا کہ اسکے بعد جو حاجت ہوا کرے
ہمارے پاس آیا کرو ہم فوراً روا کر دیا کرینگے وہ شخص بہت خوشحال ہوکر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ
عنہ کے پاس سے اٹھکر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ اللہ تعالی تمکو جزاے خیر دے
شاید تم نے کچھ میری حاجت روائی کے باب مین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ اسطرح
مجھسے پیش آئے اور اس سے پہلے اصلا وہ میری طرف متوجہ نہوتے تھے حضرت عثمان بن حنیف نے
فرمایا کہ واللہ مینے تمھارے باب مین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کچھ نہین کہا سوا اس کے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا کہ آپکے پاس ایک اندھا حاضر ہوا اور اُسنے اپنے بینا ہو جانے
کے باب مین آپ سے دعا چاہی اور ساری اُس حدیث سابق کو ذکر کیا پس مین نے اُسپر قیاس کیا کہ توسل
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موجب قضاے حاجت اور سبب نجاح مرام ہوا اور قاضی عیاض
رحمۃ اللہ علیہ کتاب شفا مین لاتے ہین کہ ایک دن مسجد نبوی مین درمیان ابو جعفر خلیفہ اور حضرت

---

* پس کھڑا ہو گیا اور تحقیق بینا ہو گیا اور دوسری روایت مین ہے پس گیا اُس آدمی نے پس اچھا ہو گیا —

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مناظرہ واقع ہوا شاید کہ اثنائے گفتگو میں ابو جعفر کی آواز کچھ بلند ہوئی
حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے امیر المومنین حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
مسجد میں کیوں آواز بلند کرتا ہے اور حال یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنی کتاب عزیز میں ایک قوم کو ادب
دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الآیہ[1] اور ایک قوم کی مدح کرتا ہے اور
فرماتا ہے ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی[2] الآیہ
تو سب بات کو جان لے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت بعد وفات کے ویسی ہی ہے جیسے آپ کی
حالت حیات میں تھی خلیفہ کو یہ بات سنکر ایک رقت پیدا ہوئی اور خشوع اور خضوع اُسپر طاری ہوا
کہنے لگا کہ یا ابا عبد اللہ دعا کے وقت قبلہ کی طرف متوجہ ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیوں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منھ پھیریگا اور حال
کہ پیغمبر تیرا بھی وسیلہ ہے اور تیرے باپ آدم صفی اللہ کا بھی خدا تعالیٰ کی درگاہ میں پس تو اُنکی
منھ کر کے طلب شفاعت کر تا کہ وہ تیرا شفیع ہو جاوے اور آگے باب آداب زیارت میں حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منھ کر کے اور آپ کو وسیلہ ٹھہراتے اور آپکے حضور میں دعا کرنیکا استحباب اور
مضمون عنایت کرنے کمال ادب اور نہایت تعظیم کا مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور پہلے قبر حضرت
فاطمہ بنت اسد ام علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہا میں مذکور ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
انکی قبر میں اترے اور فرمایا بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی[3] اس حدیث میں دلیل ہے توسل
دونوں حالتوں میں بنسبت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات میں اور بہ نسبت اور
علیہم السلام کے ساتھ بعد وفات کے اور جبکہ اور انبیا علیہم السلام کے ساتھ بعد وفات کے اور جبکہ
علیہم السلام کے ساتھ بعد وفات کے توسل جائز ہوگا تو سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
بطریق اولیٰ جائز ہوگا بلکہ ساتھ اس حدیث کے اولیاء کرام کے ساتھ توسل کو بھی کہ بعد
ہو قیاس کریں تو دور نہیں ہاں مگر اگر کوئی دلیل تخصیص حضرات رسل علیہم السلام پر قائم ہو
جائز ہوگا مگر ویسی دلیل کہاں وہ نشد علم اور ابن ابی شیبہ بسند صحیح نقل کرتی ہیں کہ حضرت عمر رضی

[1] مت بلند کرو آواز اپنی کو اوپر آواز نبی کے ۱۲ منہ [2] تحقیق کہ جو لوگ پست نیچی کیا کرتے ہیں آواز اپنی کو نزدیک رسول
اللہ کے یہ لوگ ہیں وہ جو آزمایا ہے اللہ نے دلوں انکے کو واسطے پرہیزگاری کے ۱۲ [3] بحق تیرے نبی کے اور بحرمت ان انبیا

کے زمانہ مین قحط پڑا ایک شخص قبر شریف نبوی پر حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ استسق لامتک
فانہم قد ہلکوا بعد اسکے اس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین
کہ جا عمر کو بشارت دے کہ پانی برسے گا اور یہ نوع توسل طلب دعا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے کہ اپنے پروردگار تعالیٰ و تقدس سے عرض کرکے اس حاجت کو روا کروا دین جیسا کہ حالت
حیات مین ہوا کرتا تھا چنانچہ مضمونِ عبارت یا محمد انی توجہت الی ربی فی حاجتی لتقضی لی اسکا حصل
کا مشعر ہے فافہم اور ابن جوزی روایت کرتے ہین کہ ایک وقت مدینہ والون کو قحط شدید آیا لوگ
حضور حضرت عائشہ صدیقہ محبوبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ عنہا مین اسکی شکایت لائے
آپ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہو اور ایک کھڑکی حجرہ
مبارک مین آسمان کی طرف کھولو کہ قبر شریف اور آسمان کے بیچ مین کوئی چیز حائل باقی نہ رہے لوگون
نے مطابق حکم کے عمل کیا خدا کے فضل سے آپکی برکتِ شفاعت سے خوب پانی برسا اور قحط جاتا رہا
یہان ایک بات سمجھنا چاہیے وہ یہ کہ حضرت جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریچہ کشائی کا جو حکم
دیا تو اسمین ایک رمز ہے ظاہر ہے اجابت کی طرف کہ موجب فتحیابِ مطلوب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی دعا و سوال ہے درگاہ جناب باری جل جلالہ مین اور اسی قبیل سے ہے سوال کسی سائل کا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے کہ کہا اسنے اسئلک مرافقتک فی الجنۃ اور مکرر چوتھا موطن یعنی حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ساتھ ساری عالم کا بوسیلہ شفاعت قیامت کے دن توسل کرنا بھی اخبار متواترہ سے
ثابت ہے اور علماء کا اجماع اسپر منعقد ہے اور صالحین کے ساتھ بھی جو اس جناب سے علاقہ رکھتے ہین
توسل کرنے مین اخبار و آثار ثابت ہوئے ہین چنانچہ قصہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی طلب
باران کرنے کا جو توسل حضرت عباس رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسباب کا ثبت ہے
صحیح مین حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ جب کبھی قحط پڑتا تھا اور امساک باران ہوتا تھا

تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ طلب باران مین حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
تجھ سے پہلے گذر گئے ہین ۱۲ منہ یعنی آپ اپنی امت کیواسطے خدا سے پانی مانگیے کہ وہ لوگ تحقیق ہلاک ہوگئے ۱۲ منہ یعنی اے محمد تحقیق
مین نے منہ کیا طرف رب اپنے کے وقت حاجت اپنی کے تاکہ پوری ہو جاوے واسطے میرے ۱۲ منہ یعنی مین سوال کرتا ہون آپکی جناب مین معیت کا
آپ اپنے پروردگار تعالیٰ و تقدس سے درخواست کیجئے اور شفارش فرمائیے کہ مجھے آپکے ساتھ جنت مین لیجائے اور اس سعادت سے مشرف کرے ۱۲

ساتھ توسل کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خداوندا اس سے پہلے جو قحط پڑتا تھا تو ہم تیرے پیغمبر کے ساتھ
توسل کرتے تھے اور تیری درگاہ عالیجاہ مین اپنی قبولیتِ دُعا و مغفرت کیواسطے انکو وسیلہ ٹھہراتے
اب تیرے پیغمبر کے چچا کے ساتھ توسل کرتے ہین ہمارے واسطے پانی بھیج اور ایک روایت مین
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے آیا ہو کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا خداوندا
ہم تجھسے پانی مانگتے ہین تیرے پیغمبر کے چچا کے وسیلہ سے اور اُنکے بڑھاپے کو تیری درگاہ معلی مین
لاتے ہین اور اسوقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنی دُعا مین یہ کہتے تھے کہ خداوندا یہ قوم میری
توجہ لائی ہے اُس قرابت کی جہت سے جو مجھے تیرے پیغمبر کے ساتھ ہے خداوندا مجھو اس قوم کے
شرمندہ نہ کرنا اسی معنی مین کہا ہے عباس بن عتبہ بن ابی لہب نے شعر بعمی سقی اللہ الحجاز واھلہ
عشیۃ یستسقی بشیبۃ عمر + اور حصولِ مطالب مین کہ استغاثہ اور طلب کے وقت مرقد منور سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے محتاجون اور مسکینون کو ہوتے ہین اخبار و آثار بہت آئے ہین محمد بن منکدر کہتے
کہ ایک شخص میرے باپ کے پاس اسّی دینار امانت رکھکر جہاد کو چلا گیا اور اذن دیگیا کہ اگر ضرورت
پڑے تو اسمین سے خرچ کرنا میرے باپ نے وہ سب اپنی حاجت مین خرچ کر ڈالے جب وہ شخص آیا
اپنے دینار طلب کیے اور میرا باپ اُسکے ادا کرنے سے عاجز ہوا تو میرے باپ نے اُس سے کہا کہ تو کل
پاس آنا مین اسکا جواب تجھے دونگا اور رات کو میرے باپ نے مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ
مین شب باشی اختیار کی اور حال اُنکا یہ تھا کہ نہایت اضطراب سے کبھی حضور شریف مین جاتے تھے
کبھی منبر شریف کے پاس آکر استغاثہ و فریاد کرتے تھے ناگاہ تاریکی شب مین ایک مرد ظاہر ہوا اور
اسّی دینار کی تھیلی اُنکے ہاتھ میں پکڑا چلا گیا اونھون نے صبح کو یہ اسّی دینار اُسکو دیے اور زحمت
سے خلاصی پائی اور امام ابو بکر بن مقری کہتے ہین کہ مین اور طبرانی اور ابو الشیخ یہ تینون آدمی
حرم شریف مصطفوی مین تھے کہ بھوک نے ہمارے اوپر غلبہ کیا اور اُسی حال مین دو دن گذر گئے جب
عشا کا وقت آیا تو مینے قبر مبارک کے سامنے حاضر ہوکر کہا یا رسول اللہ الجوع اور اسکے سوا اور کوئی کلمہ
نہین کہا اور پھر کر چلا آیا اور مین اور ابو الشیخ سو رہے اور طبرانی بیٹھے کسی چیز کے آنیکا انتظار کرتے

ملہ بحرمت میرے چچا کے سیراب کیا اللہ نے اور اہلِ حجاز کو طلبِ باران کرے ساتھ بڑھاپے اُن کے کے

۱۲ + ۱۲ + ۱۲ رر تو

ناگاہ ایک مرد علوی نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا اور اسکے ساتھ دو غلام تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک زنبیل تھی کھانے سے پُر ہمنے دروازہ کھولا وہ آکر بیٹھ گیا اور ہمارے ساتھ اُسنے کھایا اور جو کچھ کھانے باقی رہا اُسکو ہمارے پاس چھوڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے قوم شاید تمنے اپنی بھوک کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی کہ اُسوقت ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ مجھ سے آپ فرماتے ہین کہ اُن لوگون کو کھانا کھلاؤ اور ابن جلا کہتے ہین کہ مین مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین آیا تو مجھپر ایک دو فاقے گذرے مینے قبر شریف نبوی کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا کہ انا ضیفک یا رسول اللہ بعد اُسکے سوگیا تو دیکھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ہاتھ مین ایک روٹی عنایت کی مینے آدھی ہی خواب مین کھائی جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ دوسری آدھی میرے ہاتھ مین باقی ہے اور ابو بکر اقطع کہتے ہین کہ مین مدینے مین آیا پانچ روز مجھپر گذر گئے کہ کھانا نہین ملا مین نے قبر شریف پر حاضر ہوکر عرض کیا انا ضیفک یا رسول اللہ بعد اسکے مین سوگیا تو خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ حضرت سید انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہین اس عنوان پر کہ ابو بکر صدیق آپکے داہنے ہین اور عمر فاروق آپکے بائین اور علی مرتضیٰ آگے آگے ہین علی مرتضیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ اُٹھ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہین مینے اُٹھکر آپ کے دونون چشم مبارک کے بیچ مین بوسہ لیا آپنے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی مینے کھائی جب مین بیدار ہوا تو مینے ایک ٹکڑا اُسکا اپنے ہاتھ مین پایا اور احمد بن محمد صوفی کہتے ہین کہ تین مہینے تک مین جنگلون جنگلون گھومتا تھا اور میرے بدن کا چمڑا سب پھٹ گیا تھا مین مدینے مین آیا اور مزار مقدس پر حاضر ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دونون صاحب رضی اللہ عنہما پر سلام بھیجا مین نے اُسکے بعد دیکھتا کیا ہون کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے فرماتے ہین کہ احمد تو آیا کیا حال ہے تیرا مینے عرض کیا جایع نے ضیافتک یا رسول اللہ آپنے فرمایا کہ ہاتھ اپنا کھول مینے ہاتھ کھولا آپنے چند درہم میرے ہاتھ مین رکھ دیے مین بیدار ہوا تو درہم میرے ہاتھ مین تھے مینے بازار مین جاکر فطیر و فالودہ خرید کرکے کھایا اور پھر جنگل کو چلا گیا امثال ان حکایات کے بہت کثرت سے ہین اکثر انمین سے مشائخ صوفیہ سے منقول ہین

مطلب یہ ہے کہ مین آپکا مہمان ہون یا رسول اللہ ۱۲۔

مطلب یہ ہے کہ مین بھوکا ہون اور مین آپ کی ضیافت مین ہون یا رسول اللہ ۱۲۔

مجاوران مطہرہ و مقربان درگاہ جناب رسالت پناہ مین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و رضی اللہ عنہم
اور مامین جو کھانے پینے سے متعلق ہے تو یا آپ بنفس نفیس اسکے متکفل ہوئی ہین یا کسیکو اہلبیت
حکم دیا ہوا اور بیگانے کو نہین بھیجا چنانکہ مقتضای کرام ہے **شعر** اگر خیریت دنیا و عقبی آمد روا
بدرگاہش بیا و ہرچہ میخواہی تمنا کن ۞ **شعر** حاشاہ ان یحرم الراجی مکارمہ او یمنع الجار
محترم صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا **تتمیم** یہ بات ٹھہری
ہے کہ ان چارون مواطن مین پہلا موطن اُس جناب عالم و عالمیان آپکے ساتھ خاص ہی یعنی
توسل کیا گیا آپکی رُوحِ مبارک کے ساتھ قبل آپکے خلعت جسمانی پہننے کے اور کسی نبی یا ولی کی
تشریف کے ساتھ وقوع مین نہین آیا اور کوئی نبی یا ولی اس منقبت عظمیٰ مین آپکے ساتھ
نہین ورنہ وارد ہوتا نقل کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا مین اسباب مین کفایت کرتا
توسل اُس جناب کے ساتھ نشاۂ حیات دنیا مین ظاہر ہے کہ آپکے خصائص سے نہین ہے بلکہ آپکے
لوگ بھی کہ آپکے شرف اتباع اور نسبت قرابت سے مشرف ہین ثابت ہے اور ثبوت کرامات اور تصرف
غیرہم نبیاء علیہ ان حضرات کا کمونات مین اس مطلب کے اثبات مین کافی ہے اور توسل عمر بن الخطاب کی
سے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ قضیہ طلب باران مین بھی ظاہر ہوتا ہے اور کسی
اسمین خلاف معلوم و متحقق نہین ہے اور اسیطرح توسل اور طلب مدد بوسیلہ شفاعت قیامت کے دن انبیا
اولیا و اُمت کو بھی جائز ہے چنانچہ عقائد کی کتابون مین موجود ہے اب رہا تبرک و توسل عالم برزخ
موطن قبر مین وہ بھی حضرات انبیا علیہم السلام کے ساتھ خاص نہین بلکہ اولیا و صلحاے اُمت کے
جائز ہے واللہ اعلم اس جہت سے کہ حالتِ حیات مین تو جواز توسل عام ہے اور یہ مشہور ہے
موت کے روح میت باقی رہتی ہے اور بسبب ایمان و عمل صالح و شرف اتباع حضرت سید الرسل صلی
وآلہ وسلم کے اسکو شعور و ادراک و قرب و منزلت خدای تعالیٰ کے نزدیک حاصل ہوتا ہے تو بعد مرنے کے
انکے ساتھ توسل کرنے سے کوئی چیز مانع نہین ہو سکتی کہ حقیقت معنی توسل و استمداد کے سوال حق
باری سے بواسطہ اُس محبت و اکرام کے جو اس بندۂ خاص کے ساتھ رکھتا ہے یا اُس بندے کی

لہ یعنے ایسا نہین ہے کہ محروم رہے امیدوار اُس کی بخششون کا یا پھیر جائے ہمسایہ اُن کے پاس سے بلا عزت

کے

سے طلب والتماس ہو اسبات کی کہ حضرت حق تعالیٰ و تقدس کی جناب مین بوسیلہ ذریعہ قرب و کرامت کے ہمارے
واسطے یہ دعا کرے اور اسمین نص صریح کے وارد ہونے کی حاجت نہین کیونکہ جسکو وسیلہ ٹھہرایا ہے اوسکی
ذات باقی ہر بخلاف پہلے موطن کے بلکہ نہ وارد ہونا نص کا اسکے منع پر کافی ہے ہاں اگر کوئی
دلیل قاطع قائم ہو اسبات پر کہ سوای انبیاء علیہم السلام کے اور کسیکے ساتھ توسل کرنا درست نہین تو البتہ
منع کرنا درست ہوگا اور ظاہر یہ ہر کہ کوئی دلیل نہین اگر کوئی کہے کہ سوا معصوم کے یعنی انبیا علیہم السلام
کے اور کسیکی موت ایمان پر متیقن نہین تو ہم کہینگے کہ بقا اوسکا اون لوگون مین جو مبشر ہین خصوصًا و عمومًا
یقینی ہے پس توسل انکے ساتھ جائز ہوگا اور اسمین تفرقے کا قائل کوئی نہین ہے ساتھ اسکے کہ وارد
ہونا اخبار و آثار مشائخ کبار سے کہ ارباب کشف و شہود و محرمان اسرار عالم مثال ہین اس شبہے کے
مادے کا جاسم ہے ہان بعضے فقہا کو اس مسئلے مین گونہ خلاف ہو و لیکن حق مستحق اسبات کا ہر کہ اسکی
اتباع کیجاوے واللہ اعلم **باب سولھوان ذکر آداب زیارت فیض بشارت حضرت خیر الانام علیہ**
الصلوٰۃ والسلام اور مدینہ منورہ کی اقامت اور مع الخیر اپنے وطن مین پہونچنے کے والسلام
چونکہ قصد زیارت ایک سفر مخصوص ہر تو ضرور ہین آداب متعلقہ سفر بعضے انمین سے متعلق ہین مبادی سفر کے
ساتھ جیسے استخارہ کرنا اور نئے سر سے توبہ کرنا اور رد مظالم کرنا اور اہل حقوق کو راضی کرنا اور
عیال کو نفقہ دینا اور زاد راہ کی آمادگی کرنا اور طلب رفیق کرنا اور بھائیون کو وداع کرنا اور
دعائین ہر ساتھ لینا جنکا پڑھنا نکلتے وقت اور سوار ہوتے وقت اور منزل مین اوترتے وقت مسنون و
ماثور ہر اور ساری آداب جو ابتدای سفر اور وسط راہ مین وصول مقصد تک اور وطن کو پھر آنے تک
مستحب و مسنون ہین یہ سب ہمنے کتاب آداب الصالحین مین ذکر کیے ہین جو چوتھائی کتاب احیاء العلوم کا
ترجمہ ہر اسی جہت سے بیان اوتنے ہی آداب کے ذکر پر اقتصار کیا جو اس سفر مبارک اثر کے ساتھ مخصوص
ہین از جملہ اون آداب کے جنکی سبب سے زیادہ رعایت دینکار ہے نیت خالص کرنا ہے کیونکہ اسی پر مدار
اعمال و افعال کا دار و مدار ہر فمن کانت ہجرتہ الی اللہ و رسولہ فہجرتہ الی اللہ و رسولہ الحدیث
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت بہ نیت تقرب الی اللہ ہے اور کوشش تقرب
و توسل اعلیٰ و اکمل ہوگا حبیب رب العالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جناب مین حاضر ہوتے

ف پس جو شخص کہ ہو ہجرت اوسکی اللہ و رسول کی پس ہجرت اوسکی اللہ و رسول کی طرف ہے ۱۲ ف

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ[۱] و ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ[۲] اور مستحب ہو کہ حضرت
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے ساتھ مسجد شریف نبوی میں حاضر ہونے کو بھی
ملحوظ رکھے جیسا کہ ابن صلاح و امام نووی رحمہما اللہ تعالی نے اسکے ساتھ تصریح کی ہو
کہ اس مسجد شریف کی طرف شد رحال کرتے ہیں اور اس مسجد شریف میں نماز پڑھنے کے باب میں
بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں اور شیخ الحنفیہ کمال الدین بن الہمام بھی اپنے مشائخ سے ایسا ہی نقل
کرتے ہیں ولیکن بعد اُسکے کہتے ہیں کہ اولے تجرید نیت ہے زیارت کے واسطے یعنی
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی نیت کر کے جائے اور بعد مدینے میں پہونچنے
حصول زیارت کے مسجد کی نیت علیحدہ کر لے یا دوسرے سفر میں دونوں کی نیت بجا لائے
کہ اس صورت میں شان زیارت کی تعظیم و اجلال بہت ہے اور بہت موافق ہے حدیث لا تعملہ حاجۃ الا زیارتی[۳]
کے ساتھ اور حق یہ ہے کہ مسجد شریف کی نیت کو نیت زیارت کے ساتھ ملانا اخلاص نیت زیارت
کے منافی نہیں ہے کیونکہ مسجد شریف کا قصد کرنا اور اُس سے برکت حاصل کرنی اور اُسمیں نماز پڑھنی
اور دعا کرنی آپکے حکم سے عین ملاحظہ و مشاہدہ ہے آپ ہی کی نسبت کا اور از قبیل ان چیزوں
کے نہیں جنکا عمل میں لانا سعادت و شفاعت کے حاصل کرنے میں کچھ خلل ڈالے بلکہ زیارت
کے متممات سے یہ ہے کہ نیت اعتکاف مسجد شریف کی جسقدر کہ ہو سکے کرے اگرچہ ایک ساعت
اور تعلیم و تعلم خیر اور ذکر الٰہی اور کثرت درود اور ختم قرآن میں مشغول رہے اور اگر کوئی
مدینہ مطہرہ میں پہونچنے سے پہلے نیت مسجد کی کرتے تو اُسکے ثواب نیت پانے میں کچھ شبہہ نہیں ہے اور
جملہ آداب سفر زیارت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہو کہ اس راہ عظیم کو بڑے جوش و خروش اور
شوق و ذوق کے ساتھ دریائے محبت محبوب رب العالمین میں مستغرق عبادت و طاعت الٰہی میں مشغول
و عمل میں جو فرح و سرور سے معمور حسن اخلاق و کثرت خیرات میں ڈوبا ہوا ذاکر و شاغل فرحان
شادان بغیر کسل و ملال طے کرے تا قابل انعکاس انوار محمدی و اسرار احمدی ہو جائے

[۱] جو کوئی کہا مانے رسول کا پس تحقیق کہا مانا اللہ کا ۱۲۔

[۲] تحقیق وہ لوگ کہ بیعت کرتے ہیں تجھسے سوا اسکے نہیں کہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے ۱۲۔

[۳] نہ لاوے اسکو کوئی حاجت مگر میری زیارت ۱۲

اندا چشم پاک تو آن دید چون بلال * ہر دیدہ جای منظر آن ماہ پارہ نیست * مصرع پاک شو اول
و پس دیدہ بران پاک انداز * اور از جملہ آداب سفر زیارت یہ ہے کہ اس راہ مین اکثر احوال بلکہ
سارے اوقات مین سوای ادای فرائض و قضای ضروریات کے رعایت شرائط آداب کہ خاتمہ کتاب
مین لکھی جائینگی شوق و حضور و طہارت و نظافت کے ساتھ حضرت سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام
پر صلوٰۃ و سلام بھیجتا رہے کہ اسباب مین بہت سیدھی راہ اور بڑا قوی وسیلہ یہی ہے اور اگر فقد اچاہے
تو اُسکے وسیلے سے زیارت جمال با کمال میسر ہو خصوصًا اوقات متبرکہ مین جیسے صبح کی نماز کے بعد اور
خصوصًا مدینہ منورہ کے پاس پہونچکر حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک گروہ فرشتون کا فقط
اس کام کے مخلوق کیا ہے کہ قاصدین زیارت جو راہ مین صلوٰۃ و سلام حضرت سید الانام علیہ
الصلوٰۃ والسلام پر بھیجتے ہین تو یہ اُسکو حضور مین اس طور پر پہونچاتے ہین کہ فلان بن فلان حضور
کی زیارت کو آتا ہے اور یہ تحفہ سلام پیش پہونچاتا ہے اور غور کرنا چاہیے کہ کون سی سعادت
اس سے بڑھکر ہوگی کہ اُسکا نام اور اُسکے باپ کا نام حضور مجلس پُر نور جناب سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ذکر کیا جائے اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جس نے مساجد محمدی
اور آثار احمدی مدینے کی راہ مین واقع ہین اُن سبکی زیارت و تتبع کو لازم وقت جانے اور از انجملہ
جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جب مدینہ طیبہ مطیبہ مطہرہ زادہا اللہ شرفا و تعظیما و تکریما کے قریب پہونچے
اور علامات شہر مشاہدہ کرے تو خضوع و خشوع و تضرع و حضور بڑھاوے و تہیہ حصول مقصود وصول بحوع
نہایت مطلوب و محبوب کمال فرحت و سرور نشاط پیدا کرے شعر وا عظم ما یکون الشوق یوما * اذا دنت
الخیام من الخیام * شعر وعدۂ وصل چون شود نزدیک * آتش شوق تیز تر گردد * خبر مین آیا ہے
کہ جب زیارت کا قصد کرنے والا مدینہ منورہ کے قریب پہونچتا ہے تو فرشتے ہدایائے رحمت ساتھ لیکر
اُسکی پیشوائی کو آتے ہین اور بہت قسم کی بشارتین اُسکے شامل کرتے ہین اور طبقہائے انوار
حضور و سرور اُسکے نثار وقت کرتے ہین شعر ہر دم از دل سحر گہ تازہ سر بر میزند * تالب بام رفیع
وصال یار نزدیک آمد ست * اور چاہیے ہے کہ بعد مجاور ہو جاوے (دس منزل شریف سے
ایسا تصور کرے کہ گویا سلطان عالم کے دربار مین حاضر ہوا ہے اور مشاہدۂ آثار و علامات مدینہ مطہرہ

لہ یعنی اعظم اُس چیز کا کہ ہوے شوق کسی ان عجیب ہے کہ جب قریب ہو جاوین مین خیمون سے ۱۲

مثل اُن پہاڑون وغیرہ کے جو قریب اُسکے واقع ہین اور غلبۂ شوق زیارت و عظمت مغیرت کہ باعث
ہے محبت سے ہے ایک حالت عظیم پیدا ہو جاتی ہے اور عمدہ اسباب مین محافظت دل اور خشوع باطن
ہے ساتھ محافظت اعضائے ظاہری کے گناہون سے اور جاری رکھنا ہے زبان کا صلوٰۃ وسلام
مین ساتھ تفکر کرنے کے ملاحظۂ عظمت و جلال مین نہ یہ کہ فقط زبان پر درود جاری رہے اور
دل مین غفلت طاری ہو اور باز رہنا ہے آواز بلند سے کہ طریقہ عوام ہے ولیکن اگر کمال رقت
کسی کو نصیب نہو تو خضوع ظاہر کو ساتھ سعی کرنے کے طریقہ تشبیہ اہل دل ہاتھ سے مت
دیوے بلکہ جب دوام و استقامت قبول کرے گا تو البتہ اس حالت تک یا اس حالت کے قریب
تک پہونچادیگا انشاء اللہ تعالےٰ چنانچہ بعضون نے کہا ہے **شعر**[1] یا صاحبی ہذا العقیق فقف بہ
متولہا ان کنت لست بوالہ + اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جب جبل مفرح تک پہونچے
اُسکے اوپر چڑھے اگر جانے کہ اوپر چڑھنے مین لوگون کو اس فعل کے واجب یا سنت ہونے کا
توہم ہوگا یا یہ موجب ہوگا ایذا کا خواہ اپنے خواہ غیر کے اور اگر ان باتون سے خالی ہو اور جانے
کہ جمال جان افزائے مدینہ کے مشاہدہ کرنے سے ولولہ اور تعظیم و ہیبت بڑھ جاوے گی تو اوپر چڑھنے
کی ممانعت کی کوئی وجہ نہین ہے بلکہ موافق قواعد و دلائل کے چڑھنا ہی مستحب و مستحسن معلوم ہوتا ہے
اور وہ جو کسی نے کہا ہے کہ مشاہدۂ مدینہ کے واسطے اس پہاڑ پر چڑھنا بدعت سیئہ ہے یہ قول پایۂ
تحقیق سے گرا ہوا ہے بلکہ بہت شنیع ہے اور انصاف سے بہت دور ہے کیونکہ مشاہدہ کرنا دور سے
آرامگاہ حبیب کا موجب ازدیاد شوق اور وسیلۂ امر محبوب ہے اور یہ ٹھہرا ہوا ہے کہ وسائل کو
مقاصد کا حکم دیا کرتے ہین **نظم** قرب الدیار یزید شوق الوالہ + لا سیما ان لاح نور جمالہ
و بشیرلہا دی بان لاح اللقاء + وبدت علی عبدروس جبالہ + فہناک عیل الصبر من
عبرۃ + و بدے الذی یخفیہ من احوالہ + **بیت** چنین کہ رقص کنان گرم رفتار

---

[1] اے میرے رفیق یہی ہے مقام عقیق پس ٹھہر جا یہان واسطے اس دل مین کہ سرگردان ہو اگرچہ نہین ہے تو سرگشتہ
نزدیک ہو جانا دیار کا بڑھاتا ہے شوق عاشق حیران کو خصوصًا اگر ظاہر ہو نور جمال اوسکا یا خوشخبری دینے
والا ظاہر ہوا لقا یا ظاہر ہوئین دور سے چوٹیان اوسکے پہاڑون کی پس یہان سے جاتا رہا صبر صبر والے سے
اور ظاہر ہوگیا وہ کچھ چھپایا تھا اپنے احوال سے ۱۲

گر دو وزن نگاہش بحل افتاد دست ✦ اور کیونکر ہو سکے گا اُس مشتاق سے کہ تمام عمر حبیب کے شوق میں رہے قصد وصال کا
طے کرکے سرحد قربِ منزل وصول کو پہونچا ہو اور مقام وصال میں پہونچنے سے پہلے کسی
طور پر مشاہدۂ در و دیوار آرام گاہ محبوب ممکن ہو اور نہ دیکھے اور صبر و تحمل کر جائے بیت
دل کہ عاشق صابر بود مگر سنگست ✦ ز عشق تا بصبوری ہزار فرسنگست ✦ اور اپنی عمر پر کسی کو اعتقاد
ہو کہ شاید حرم شریف میں پہونچنے سے پہلے موت آجائے بیت باین کہ کعبہ نمایان شود ز پا منشین
کہ نیم گام جدائی ہزار فرسنگست ✦ بار ہا اُسکے مشاہدے سے محروم رہے اور جب مسجد ذو الحلیفہ
تک کہ آبار علی اُسکے پاس واقع ہے پہونچے تو وہاں ٹھہر کر دو رکعت نماز ادا کرے شکر طلب جانے وصال
کی طرف سے بے کھٹکی اور یہ علی جسکی طرف یہ کنوئیں منسوب ہیں مراد اُس سے حضرت امیر المومنین
علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ نہیں ہیں یہ کوئی اور شخص تھا زمانے سابق میں اسیطرح تالاب بھی فاطمہ جو کہ
مقبرہ کے قریب ہے وہ بھی حضرت فاطمہ کی طرف منسوب نہیں یہ کوئی اور فاطمہ ہیں اور از جملہ آداب
زیارت یہ ہے کہ جب مدینہ مطہرہ اور مناری اور قبے نظر پڑیں تو تعظیماً و اجلالاً اوتر پڑے اور
اپنے تئیں سواری سے زمین پر گرا دے اور اگر ہو سکے تو مسجد شریف تک پیادہ جائے نظم
قباب و ہدی تیرب ✦ البشر فقد حصل العنا و المطلب ✦ البشر فقد حصل التواصل وانقضے ✦ زمن
الجفا والوقت وقت طیب ✦ والریح قد اھدت لنا من طیبہ ✦ عرفا کنشر المسک بل ہو اطیب
و ادخل بحجرۃ احمد قبابہ ✦ یاوی الفقیر و یستجیر المذنب ✦ حدیث میں آیا ہے کہ جب وفد عبد القیس
کی نظر حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال جہان آرا پر پڑی تو قبل اونٹ بٹھانے
کے فوراً سب نے اپنے تئیں زمین پر گرا دیا اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو اس سے
منع نہ فرمایا بیت و اذا المطی بنا بلغن محمدا ✦ فظہورہن علے الرجال حرام ✦ شعر گو ہے حق
اثر لہ باین جادہ بہ شوق ✦ رخسارہ تر از شبنم و بیتاب نگردم ✦ اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ قاصد زیارت

له: قبے ہیں اور یہ مدینہ ہے خوش ہو کہ حاصل ہوا مطلوب اور خوش ہو کہ حاصل ہوا وصل اور گذر گیا زمانہ ظلم کا اور وقت
بہت اچھا وقت ہوا اور ہوا نے ہمکو پہونچائی مدینے سے ایک خوشبو مثل خوشبوے مشک کے بلکہ یہ خوشبو زیادہ ہے مشک سے
اور داخل ہو حجرہ احمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیونکہ انکے دروازہ کے ساتھ پناہ لیتا ہے فقیر اور گناہگار ۱۲ سه یعنی جبکہ
سواریوں نے ہمکو پہونچایا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس انکی پیٹھیں انکے بوجھوں پر حرام ہیں ۱۲

جب حرم شریف مدینہ سے مشرف ہو تو حضرت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ وسلام بھیجکر
یہ دعا پڑھے اللہم ہذا حرم رسولک فاجعلہ لی وقایۃ من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب
اللہم افتح لی ابواب رحمتک وارزقنی فی زیارۃ نبیک ما رزقتہ اولیائک واہل طاعتک
واغفرلی وارحمنی یا خیر مسئول + اور عمدہ اسباب میں استغراق ظاہر و باطن ہے صلوٰۃ وسلام
میں وہ عظمت و جلالت عتبۂ عالیہ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اور اس وقت کے لوازم سے ہے
رقت و عجز اور شکر گذاری حق تعالیٰ و تقدس کی کہ اس نے محض انعام جلت نعمائہ و تعالت آلائہ
نے اپنے فضل وکرم سے یہ دن دکھایا اور بخت خفتہ کو جگایا شعر چندا روز سعادت چندا روز وصال
باغ من گل شگفتہ امروز بعد از چند سال + او از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ اس بلدۂ طیبہ
مطہرہ معظمہ مکرمہ محترمہ میں داخل ہونے کے واسطے غسل کامل بجا لائے اور مسواک کرے اور
لطیف پہنے اگر سفید ہو تو بہتر ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کپڑوں میں سفید کپڑے کو
زیادہ دوست رکھتے تھے اور زیور علم و وقار سے آراستہ ہو اور لباس احرام سے جیسا کہ بعضے عوام
میں پرہیز کرے کیونکہ وہ خصوصیات مکہ معظمہ اور خواص حج و عمرہ سے ہے بلکہ عظمت و جلال شان
مصطفوی پیش نگاہ کرکے بکمال خشوع و خضوع ظاہری باطنی کے ساتھ داخل بلدۂ معظمہ ہو اور
جانے کہ یہ وہ مکان ہے کہ پروردگار جہان نے اپنے حبیب صفی سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اختیار کیا ہے اور فتوح فتوحات و برکات عالم میں شائع و ظاہر ہیں ان سکا منبع
و منشا یہی ہے مکان متبرک ہے شعر ہر گل و سبزہ کہ در باغ نمودی دارد + آخر ای باد صبا اینہمہ آوردۂ
تست + اور اس تصور سے غافل نہ ہو کہ یہ زمین وہ ہے کہ جسپے حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
اقدام شریفہ پڑے ہیں اور پاے مبارک انپر رکھے گئے ہیں اور اس زمین مقدس پر پاؤں رکھنے
اور اٹھانے میں ہیبت و سکنت کو دخل دے جو صفت لازمہ حضرت سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام
ہے اور جانے کہ یہ درگاہ و عالم پناہ اتنی بزرگ ہے کہ بیان ادنی سو ادب مثل رفع صوت وغیرہ کی جنب

[illegible] اے میرے اللہ یہ تیرے رسول کا حرم ہے پس گردان دے تو اسکو واسطے بچاؤ آگ سے اور پناہ عذاب
سے اور برے حساب سے اے اللہ [illegible] میرے دروازے رحمت اپنی کے اور عنایت کر مجھے اپنے نبی کی زیارت میں وہ
عنایت کیا ہے تو نے اپنے اولیا کو اور اہل طاعت والوں کو اور بخشدے مجکو اور رحمت کر مجھ پر اے بہتر سوال کئے گئوں سے

کل یوم باہی نظم طابت بطیبک یثرب زہرا ہا + من اجل ذلک طیبہ سماہا + وزہت کوامع نور ہا ع نور ہ وجنت ریاض قبا بجا وقبا ہا + انا وفد ک یا خاتم الانبیا + جئنا بھا مخنا بذوات عنا ہا + جئنا الیک بضاعۃ فد ازجت + فاقبل بضا عبنا ولا تخفا ہا + اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ دروازہ شہر پناہ مین داخل ہونیکے وقت کہے بسم اللہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا حسبی اللہ آمنت باللہ توکلت علی اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک بحق ممشای ھذا الیک فانی لم اخرج بطرا ولا ریا ء ولا سمعۃ اخرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک اسئلک ان تبعدنی من النار وان تغفرلی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت اور یہ دعا مسجد مین داخل ہوتے وقت ہر وقت مستحب ہے اور حدیث حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ مین آیا کہ جو شخص اس دعا کو مسجد کی راہ مین پڑھے اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے اوسپر موکل کرتا ہے کہ اوسکے واسطے استغفار کرین اور رب العزت جل جلالہ اوسکی طرف متوجہ ہوتا ہے اور از جملہ آداب زیارت یہ کہ مسجد شریف مین داخل ہونے سے پہلے صدقہ دے کیونکہ صدقہ اسلام مین یہی معمول تھا کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قصد تخلیہ کرتا تھا اوسپر واجب تھا کہ کچھ پہلے صدقہ دیتا تھا بعد اوسکے ملازمت شریف مین حاضر ہوتا تھا چنانچہ آیہ کریمہ اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدے نجوٰیکم صدقۃ اسپر دال ہے کہتے ہین کہ اول جسنے اس آیت پر عمل کیا وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے اور بعد منسوخ ہو جانے اوسکے وجوب کے استحباب اپنی جگہ پر باقی رہا کہ وہ صفت لازمہ مطلق صدقہ ہے اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی زیارت وفات کی بعد حکم ملازمت

ف خوشبو دار ہو گئی آپکی خوشبو سے یثرب اور مٹی اوسکی اس حیثیت سے نام اسکا طیبہ ہوا ۱۲ ف اور روشن ہوئی لوامع نور اسکی ساتھ نور انکے اور تر و تازہ ہوئے باغ قبون اسکے اور قبا اسکے کہ ہم آپکے مہمان ہین ای خاتم الانبیا ہم آئے ہین محتاج اور آپ ہمارے غنا دہندہ ہین ہم آپکے پاس تھوڑی پونجی لائے ہین آپ قبول کیجیے ہماری پونجی کو اور نہ پوشیدہ کیجیے اوسکو ۱۲ ف یعنی شروع کرتا ہون ساتھ نام اللہ کے جو کچھ کہ اللہ نے چاہا نہین قوت ہے مگر ساتھ اللہ کے اے رب داخل کر مجھکو سچا داخل کرنا اور نکال مجھکو سچا نکالنا اور کر دے مجھکو اپنے پاس سے سلطان نصیر اللہ مجھکو کافی ہے ایمان لایا مین ساتھ اللہ کے اور بھروسا کیا اوپر اللہ کے نہین پھرنا اور نہ قوت ہے مگر ساتھ اللہ کے اے اللہ میں سوال کرتا ہون تجھسے بحق سائلین جو تجھسے ہے اور بحق اس راہ کے جو تیری طرف ہے اسواسطے کہ مین نہین نکالا گیا ہون واسطے فخر کے اور دکھلانے اور سنانے کے نکالا گیا ہون واسطے ڈر غصب تیرے اور واسطے طلب تیری مرضی کو مین سوال کرتا ہون تجھسے یہ بات کہ تو مجھے دور رکھ آگ سے اور یہ کہ بخش گناہ میرے کہ تجھ بخشنے والا گناہونکا کوئی نہین ہے سوا تیرے ۱۲ ف جنت کا نوع ہے ۱۲ جن کو تم

حدیث شریف مین آیا ہے کہ اذا دخل احدکم المسجد فلیسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور داخل ہونے
والے کو چاہیے کہ کمال انکسار و عاجزی اور ہیبت و وقار اور تعظیم کے ساتھ زینت مسجد و تعظیم
لیے آنکھین نیچی کیے ہوئے جوارح کو فعل عبث سے بچائے ہوئے خاطر کو اور اشغال سے بچائے
ہوئے عظمت محمدی اور سطوت احمدی اپنے دل مین بٹھائے ہوئے مسجد شریف مین داخل ہو اور
اعتقاد رکھے کہ سید الانس والجان حبیب خالق کون و مکان علیہ آلاف التحیۃ والسلام من الملک
المنان موجود و حیات ہین اور ہمارے احوال کو ملاحظہ اور ہماری آوازون کو سمع فرماتے ہین
اور اگر اُسوقت کوئی شخص ایسا سامنے آجائے کہ اُسکے ساتھ بغیر سلام و کلام کے چارہ نہین تو جہانتک
ہوسکے اپنے تئین اُس سے بچائے اور چشم پوشی کر جاوے اور اگر ضرورت پڑ جاوے تو قدر ضرورت سے
آگے نہ بڑھ جائے اور دل سے اُس طرف مشغول نہو اور از جملہ آداب یاد رہے یہ ہے کہ جب داخل مسجد شریف
ہو تو اعتکاف کی نیت کرلے اگرچہ اندر ٹھہرنے کا زمانہ تھوڑا ہی ہو کیونکہ یہ بعضے علما کے نزدیک
صحیح ہے اور فضیلت و ثواب حاصل کرنے کو کافی ہے اور کل مساجد مین داخل ہونے کے وقت یہ ادب بھی بجا لانا چاہیے
اور عمل انکاری اسمین نہ کرنا چاہیے کہ اگرچہ یہ عمل تھوڑا ہے مگر اثر عظیم رکھتا ہے بعد اسکے روضہ مبارک
مین آوے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ پر کھڑے ہوکر دو رکعت نماز بہ نیت
تحیۃ المسجد ادا کرے اور اُسکی قرأت مین طوالت نہ دے فقط قل یا ایہا الکافرون و قل ہو اللہ احد پر
اکتفا کرے اور اگر جگہ آدمیون کی کثرت کی جہت سے پہونچ نہ سکے تو اُسکے قریب کسی اور جگہ کھڑے ہوکر
پڑھ لے اور اُسوقت نماز فرض کی تکبیر ہوتی ہو یا نماز فرض کے فوت ہوجانیکا خوف ہو تو تحیۃ المسجد کے
پڑھنے کے ساتھ مقید نہو کیونکہ یہ غرض نماز فرض سے بھی حاصل ہو اور بعد تحیۃ المسجد کے خدا کا شکر بجا لائے
کہ اُس مقدس تعالی نے اس نعمت عظمی سے مشرف کیا اور حصول سعادت دارین کی دعا مانگے اور
یقین کرے کہ یہ وہ درگاہ عالیجاہ ہے کہ کوئی طالب صادق اور فقیر سائل یہانسے مردود و نا امید نہین
پھرا شعر حاشا وان یحرم الراجی مکارمہ + او یرجع الجار منہ غیر محترم + اور جیسا کہ کہا ہے ایک بزرگ نے

سلہ یعنی جب کوئی داخل ہو تم مین سے مسجد مین تو اسکو چاہیے کہ سلام کرے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ۱۲ سلہ حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ اس محراب سے جو اس زمانے مین محراب نبوی مشہور ہے کچھ تھوڑا سا داہنی کو ہے ۱۲ سلہ
ایسا نہین ہے کہ محروم رہے امیدوار انکی عنایات سے یا پھرے ہمسایہ انکی جناب سے بغیر عزت پائے ۱۲

فعطفاً علی بابک تعالی مددت یدالرجی + ومن جاء ہذا الباب لا یخشی الردا + سلام علی انوار
طلعتک التی + اعیش بہا شکرا و افنے بہا وجدا + لعلک ان تعطف علینا بنظرہ ترحب + بالاسیر
الوجد فینا و ما ابدار + وانت الذی اعہد فی نہایۃ المنی + وسعید قد ساد من جاء عبد
وانت ارادتی وانت وسیلتی + فیا حبذا انت الوسیلۃ والقصدا + علمار کا اختلاف
ہو کہ پہلے تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہو یا پہلے زیارت حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کرنا
بعضے آپکی زیارت کی تقدیم کو تحیۃ المسجد پر تجویز کرتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اگر چہرہ
آپکے سامنے سے دور ہو تو زیارت کو مقدم کرنا مستحب ہو اور اکثر علما کے نزدیک
مستحب ہو تقدیر پر تقدیم تحیۃ المسجد ہے زیارت پر حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
روایت کرتے ہین کہ ایک بار مین کسی سفر سے پھر کر آیا تھا حضور حضرت رسالت و خاتمیت
علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مین حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ تو مسجد مین داخل ہوا اور نماز پڑھی مین نے
عرض کیا نہین یا رسول اللہ فرمایا جا مسجد مین داخل ہو اور نماز ادا کر اُسکے بعد ہمکو آکر سلام
کر اور خلاف اُس سلام کے سوا مین ہے جو آداب دخول مسجد سے ہے اسواسطے کہ وہ مقدم
ہو تحیۃ المسجد پر بالاتفاق جیسا کہ گذرا اور جواز سجدہ شکر مین بھی تحیۃ المسجد کے پہلے ہوا ہے
اختلاف ہو شافعیہ کے نزدیک یہ ہو کہ اگر کوئی نعمت تازہ سوا اُن نعمتون کے جو متوالی دائم
ہین عنایت ہو تو جائز ہے اور اُسکے جواز مین علماے حنفیہ کے روایات بھی آئے ہین
اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل شریف سے بھی منقول ہوا ہے
واللہ اعلم **فصل** بعد اسکے کہ تحیۃ المسجد ادا کر چکے زیارت شریف کی طرف متوجہ ہو
اور اللہ تعالے کی جناب سے رعایت ادب مین استعانت کرے کہ اُس مقام منیف
اور موقف شریف مین بغیر اللہ تعالے کی مدد اور اعانت کے ٹھیرنا ممکن نہین استغا

سلہ اوپر تمہارے دروازہ عالی کے پھیلایا ہو مینے ہاتھ امید کا اور جو شخص آیا اس دروازہ پر نہین ڈرتا سوال رد ہوجانے کو سلام اوپر
آپکے انوار طلعت پر الٰہی یا انوار طلعت کہ زندگی کرتا ہون مین ساتھ اُنکے شکر کے اور جان دیتا ہون مین ساتھ اُنکے
عشق کے شاید اگر تم مہربانی ہماری طرف کوئی نگاہ دیکھو تو تم جو چھپا ہے ہم مین عیان اور جو ظاہر ہو ۱۲ اور تم پناہ ہو غلام کی فاقت
امید مین وہ اسیر مرود ہو کہ تحقیق بڑا سید ہوگیا وہ شخص کہ آیا اسکے پاس غلام ہو اور تم ارادہ ہمارا اور تم میرے وسیلہ ہو پس کیا خوشی کی بات ہو کہ

ادب سے ہاتھ باندھے ہوا اور یقین رکھے اس بات کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے کھڑے ہونے اور
حاضر رہنے پر مطلع ہیں اور آواز معتدل سے کہ نہ بہت اونچی ہو نہ بہت پست بصفت حیا و وقار سلام
عرض کرے السلام علیک یا النبی الکریم و رحمۃ اللہ و برکاتہ پھر تین بار کہے السلام علیک یا رسول
اللہ السلام علیک یا نبی اللہ السلام علیک یا سید المرسلین السلام علیک یا خاتم النبیین آخر
عبارت تک جو زیارت کے رسالوں میں لکھی ہے اور معلم لوگ پڑھاتے ہیں اور مختار بعض سلف کا
مثل حضرت عبد اللہ بن عمر وغیرہ رضی اللہ عنہم کے اختصار ہے اور اختصار بقدر السلام علیک یا رسول اللہ
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت
شریف کو حاضر ہوتے کہتے السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر السلام علیک یا ابتاہ
اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ کہتے تھے السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ
اور غالب یہ ہے واللہ اعلم کہ اقتصار اس مقدار پر روز مرہ کی زیارت میں ہوگا یا تنگی وقت میں
آفات یا کسی دوسری ضرورت سے نہ اس عاشق زار سے کہ با دل پر اشتیاق و سینہ پر از سوز
فراق ایک مدت جنگل و بیابان طے کرکے حبیب کے دروازے پر پہونچا ہو کب ہو سکتا ہے کہ اس مقدار
قلیل پر اکتفا کرے بیت طی لسانی از خدا خواہم و روز محشری * پیش تو نا بیان کنم حال دل زار
اور اکثر علما نے تطویل و تکثیر کو اختیار کیا ہے اسواسطے کہ نبی کریم کے حضور میں کھڑا ہونا اور اس جناب
کے ساتھ مخاطبت کرنا ایک بڑا امر عظیم اور بڑی سعادت ہے کما قال الشاعر شعر حمامۃ جرعی حومۃ الجندل
اسجعی * فانت بمرئی من سعاد و مسمع * اور اگر اس زائر کو کسی نے حضور حضرت رسالت و خاتمیت
میں سلام پہونچانے کی وصیت کی تو عرض کرے اس عنوان پر کہ السلام علیک یا رسول اللہ من
فلان بن فلان یا اس عنوان پر کہ فلان بن فلان سلم علیک یا رسول اللہ بعد اسکے داہنے طرف
ایک گز شرعی کے قدر ہٹ کر کھڑا ہو اور کہے السلام علیک یا ابا بکر الصدیق یا صفی رسول اللہ
و ثانیہ فی الغار جزاک اللہ عن امۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیرا السلام علیک یا عمر الفاروق
الذی اعز اللہ بہ الاسلام جزاک اللہ عن امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیرا السلام علیکما من فلان بن فلان

لہ اے کبوتر وطن مشکمہ جو ہلا الجندل کی آواز کر اسواسطے کہ تو وہ ہے کہ سعاد تجکو دیکھتی ہے آواز تیری سنتی ہے اور حومۃ الجندل نام مکان کا
اور سعاد نام معشوق کا ۱۲ سلام ہو تمپر ابو بکر صدیق اے مقبول رسول اللہ کے اور ساتھی اسکے غار میں جزا دے اللہ امت محمد کی طرف سے
سلام تمپر اے عمر فاروق ایسے کہ غلبہ پایا اللہ نے سبب تمہارے اسلام کو جزا دے اللہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف سے بہتر بدلا اور سلام

اگر کسی نے وصیت کی ہو تو مواجہہ شریف حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو اور طریق
سابق پھر سلام عرض کرے اور توسل اور تشفع و استمداد اور استعانت میں نہایت تذلل و انکسار و خضوع
و خشوع بجا لاوے اور آثار سلف سے ثابت ہے کہ جو شخص قبر مبارک کے پاس یہ آیہ پڑھے ان اللہ وملائکتہ
یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما بعد اسکے ستر بار کہے صلی اللہ علیہ وسلم علیک
یا محمد تو فرشتہ آسمان سے ندا دیتا ہے کہ صلی اللہ علیک یا فلان کوئی تیری حاجت ایسی نہیں ہے
کہ آج بر دلائی گئی ہو اور بعضے علما نے بخیال اسکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نام مبارک کے
ساتھ ندا کرنے میں نہی وارد ہے کہا ہے کہ اگر صلی اللہ علیہ وسلم علیک یا رسول اللہ بجائے یا محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہے تو اچھا ہے میں کہتا ہوں کہ یا نبی اللہ کہے تو اور اچھا ہے کیونکہ نظم قرآنی
کے ساتھ موافق تر ہوگا بعد اسکے اوپر کی طرف آوے اور درمیان قبر مبارک کے اور درمیان اسطوانہ کے
اسطوانہ پر کہ سر مبارک کی طرف پیچھے ہونے پاتے قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جاوے اور حمد و ثنا اور
دعا اور درود و سلام میں مشغول ہو پھر روضہ مبارک میں آوے منبر شریف کے پاس اور دعا کرے کہ دعا یہ جگہ
مستجاب ہے **فصل** آداب اقامت مدینہ منورہ میں از جملہ ان آداب کے یہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں جتنی مدت
شغل ہو اس مدت کو غنیمت سمجھے اور رات دن مسجد شریف سے لپٹا رہے اور حضوری مسجد شریف
کو انواع خیرات و صدقات و طاعات و صلاۃ کے ساتھ لازم سمجھے اور اسمیں شک نہیں ہے کہ اسقدر
مسجد میں جو زمان نبوت میں تھی تخصیص طاعت کرنا افضل و اکمل ہوگا اور از جملہ آداب اقامت
مدینہ یہ ہے کہ اگر زائر مسجد شریف کے اندر ہو تو حجرہ مبارک سے نظر کو نہ اٹھاوے اور اگر باہر
ہو تو قبہ مبارک پر بکمال ہیبت و تعظیم و خضوع و خشوع سے نظر رکھے کہ قبہ مبارک پر نظر کرنے کا حکم
استحباب میں حکم بیت پر نظر کرنے کا ہے اور جو نورانیت اور ذوق قبہ مبارک کی طرف نظر کرنے سے
عاشقان مشتاق اور مشتاقان عاشق شہر کے باہر سے حاصل کرتے ہیں اسکا دریافت کرنا موقوف
ہے اسی حالت پر اسوقت اور کیفیت ذوق و نورانیت کی شرح ممکن نہیں مصرع ذوق این مے نشناسی
بخدا تا نچشی + اور جملہ آداب اقامت مدینہ منورہ سے یہ ہے کہ جو ہو سکے تو مسجد شریف میں احیاء لیل کو یا تہجد کے

وملائکتہ پر فلانے سے ۱۲ لہ تحقیق اللہ اور فرشتے اسکے درود بھیجتے ہیں اوپر نبی کے اے لوگو جو ایمان لائے ہو درود بھیجو اوپر اسکے اور سلام
سلام بھیجو ۱۲ منہ لہ رحمت کرے اللہ تجھ پر اے فلانے شخص ۱۲ لہ یہ منبر جو مسجد نبوی میں اب بنا ہوا ہے اس جگہ ہے جہاں پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پڑتا یا اشتیاق کو فراموش نکرے اور اگر اپنے سے خبر باقی رہے تو اس دیوانہ کو یاد کرنا ضرور ہے
شعر: چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی ٭ بیاد آر حریفان بادہ پیما را ٭ کیونکہ اگر یاد رکھو تو تمکو بھی
اس دیوانے نے اپنے وقت میں یاد کیا ہے اور اگر اسمین کچھ تمکو شک ہو تو اس جناب سے دریافت کر تا کہ
تمکو یہ شک باقی نرہے سبحان اللہ کہان تھے اور کہان آگئے الحمد للہ الذی احیانی بعد ما اماتنی والیہ
النشور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور از جملہ آداب یہ ہے کہ مسجد شریف میں داخل ہونیکے وقت سے
نکلنے کے وقت تک دل و زبان و جوارح کو ہر چیز مکروہ سے نگاہ رکھے اور ہر اس چیز سے جو ادب
و فضل کے خلاف ہو اور برابر اس تصور و ملاحظہ میں رہے کہ میں ایک بڑے ادب کی جگہ میں حاضر
ہوں اسمین اگر کوئی شخص ایسا کہ جسکے ساتھ مجالست اور مکالمت سے حضور دل میں فتور پڑتا ہے ہمنشینی
و ہمکلامی اسکی چاہے تو اسکو چاہیئے ہے کہ اپنے تئین اس شخص کے ہاتھ سے بلطائف الحیل چھڑاوے
اور اکتفا کرے ایک کلام مختصر پر جو قدر ضرورت پر حصول مقصود میں کفایت کرے اللہم اغفرلنا
و تقبل منا و اعملنا بفضلک و کرمک و اجبر ما فات عنا بعفوک و حلمک لا الہ الا انت سبحانک
انی کنت من الظالمین اور از جملہ آداب یہ ہے کہ جیسا بعضے عوام الناس تہ خانی مسجد شریف
میں کھا کر گٹھلی مسجد ہی میں ڈال دیتے ہیں ایسا نکرے اسواسطے کہ یہ فعل رعایت ادب و تعظیم مسجد سے دور ہے
اور تحقیق وارد ہوا ہے کہ مسجد کو ایذا ہوتی ہے ادنی چیز سے جو اسمین پڑ جاوے جیسے آنکھ کو ایذا ہوتی
ہے خس و غیرہ کے پڑ جانے سے اور ذکر اس ادب کا آداب زیارت کی کتابوں میں شاید باعتبار عادات
خلق ہوا ہو کہ اگلے زمانے میں تھی ورنہ فی زمانہ تو اسبات کا اثر بھی نہین ہے شاید اگلے لوگ اصحاب صفہ کے
فعل کو اپنے فعل کی سند ٹھہراتے ہونگے کہ وہ حضرت رضی اللہ عنہم اجمعین مقیمان بارگاہ الہی تھے مسجد ہی میں
رہتے تھے اور مسجد ہی میں تمر و غیرہ نوش فرمایا کرتے تھے واللہ اعلم اور از جملہ آداب یہ ہے کہ پہلے ہی سے
اپنی جا نماز کسی خاص جگہ میں روضہ میں یا ریاض الجنہ سے ڈال رکھے اور لوگوں پر جگہ کو تنگ نکرے
بلکہ اس مکان متبرک کی فضیلت جمع کرنے کی حرص رکھتا ہو تو سب سے پہلے آوے اور مصلی ڈالکر ایک جگہ بیٹھے

اور رعایت کیا گیا اور پیدا کیا گیا ١٢ ؎ سب تعریف اللہ ہی کو ہے جسنے زندہ کیا مجکو بعد اسکے کہ مردہ کیا مجکو اور اسی کیطرف ہر پراگندہ ہونا
نہیں کوئی لائق پرستش مگر اللہ اور محمد رسول ہین اسکے ١٢ ؎ اے اللہ بخشدے ہمکو اور قبول فرما ہم سے جو عمل کیا ہمنے ساتھ فضل اپنے کے اور
بخشش اپنے کے اور پورا کر دے اس چیز کو جو فوت ہو گئی ہم سے ساتھ عفو اپنے کے اور علم اپنے کے نہیں کوئی معبود مگر تو پاکی ہے تجھکو تحقیق میں تھا ١٢

تو یہ کہ مصلے ایک ناقص جگہ پر ڈال دیا اور آپ تشریف لے گئے پھر جسوقت امام محراب مین کھڑا ہوا
تشریف لا کر اپنے مصلے پر نماز مین مشغول ہوئے اس فعل کی کراہت و منع مین گفتگو ہے علما
ہے اور فتوی اسکی کراہت پر دیا ہے اور اُنکی کے جگہ مین ہر وہ جو صبح سے پہلے دروازہ مسجد
کھلتے ہی کچھ لوگ جو باہر دروازے کے آکر پہلے ہی سے منتظر بیٹھے ہین دفعۃً دوڑ پڑتے ہین اور
پہلی صف مین جگہ گھیر کر اپنی اپنی جا نماز مین ڈالکر زیارت شریف کی طرف متوجہ ہو جاتے ہین
اور آداب اور سکینہ و وقار کو کہ خصوصاً اُس مسجد شریف مین داخل ہونے کا درکار ہے ہاتھ سے
دیتے ہین بلکہ بعضے سادہ لوح غایت حرص کی جہت سے کہ تعیین مکان اور اُس فضیلت کے حاصل
مین رکھتے ہین زیارت کے بھی مقید نہین ہوتے اور اگر ہوتے بھی تو باستعجال تمام شعور حاضر
ادب ورزکہ در حضرت شاہ بہر کرا نیست ادب لایق قربت نبود مصرع ادبوا النفس ایہا الاصحاب
طرق العشق کلہا آداب ؛ نعوذ باللہ من القسوۃ والغفلۃ ربنا لا تجعلنا من الغافلین اور از
آداب یہ ہے کہ مسجد مین تھوک نہ ڈالے کیونکہ فتوی اسکی حرمت پر ہے اور وہ جو وارد ہوا ہے کہ
گاڑ دینا تھوک کا کفارہ ہو جاتا ہے ڈالنے کا اُسکو شیخ کہتے ہین کہ مراد اس سے یہ ہے کہ دفن
ہمیشگی گناہ کو مانع ہے اُسوقت سے نہ یہ کہ گناہ کا محو کرنے والا ہے پہلے سے اور وہ حکایت
رسالہ قشیریہ مین حضرت سلطان ابا یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ ایک
کی زیارت کو تکلیف لے گئے تھے ناگاہ اُس شخص نے مسجد مین تھوک دیا آپ پھر کھڑے ہوئے
اور اسکی زیارت نہ کی مشہور و معروف ہے یہ حکم سارے مساجد مین ہے چہ جائے آنکہ مسجد
خاتم الانبیا ہو اور ادب تھوک ڈالنے مین جمیع احوال مین یہ ہے کہ بائین پاؤن کی طرف
اور وہ بھی طرف سے اقرار کرے اور از جملہ آداب یہ ہے کہ اس مسجد شریف مین کہ محل
قرآن اور مہبط جبرئیل ہے ختم قرآن مجید مین اگرچہ ایک ہی بار ہو قصور نہ کرے اور اگر ہو
تو کسی کتاب کی قراءت و مطالعہ کو جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و شمائل پر مشتمل
ساتھ ختم کرے یا کسی سے سُنے تاکہ صفات و فضائل خوبیہ کو سنکر بالخصوص شوق لقاء آنجناب وارد

خدا لوگی ۱۲ مسئلہ ایک قسم ہے تھوڑی کی واسطے ادب اور نفس کلی ای نفوس طریق عشق کے سب آداب ہین پناہ لیتے ہین اللہ کی
سختی اور غفلت سے اے ہمارے پروردگار ہمکو نہ کر ان غافلون سے ۱۲ مسئلہ سبکی کا حکم علماے شافعیہ کا ہین ۱۲

اور تعظیم اُن حضرت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات قوی تر اور تازہ تر جانے اور از جملۂ آداب یہ ہے
کہ جتنے ہو سکیں مدت اقامت میں روزے رکھے خصوصاً اگر مدت اقامت کم ہو اور وہی ہوا گرمی تا کہ تجھ کو حصّہ
مرتبہ حضورہ کا فراہم کرلے اور از جملہ آداب یہ ہے کہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و ازواجہ وسلم کی
زیارت کے زیارت بقیع کہ آل و اصحاب کرام و ازواج مطہرات و اتباع و تبع اتباع و علماء و صلحاء
امت کا مرقد پاک ہے اور زیارت سید الشہداء عم النبی المصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حمزہ بن عبد المطلب
رضی اللہ عنہ اور زیارت مسجد قبا وغیرہ من المساجد و زیارت آبار و سائر اماکن و آثار سید الابرار
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو غنیمت سمجھے اور بیان اُن مواضع اور احوال و اخبار اُن مواضع کا پہلے
ہو چکا ہے لیکن کلام اس میں ہے کہ زیارت بقیع کو ہر روز بعد زیارت حضرت صلوٰۃ اللہ علیہ و علی آلہ
کے جایا کرے یا فقط جمعہ کے دن جیسا کہ اب جاری ہے امام نووی اور اُنکے تابعین استحباب پر ہیں کہ
زیارت بقیع ہر روز کرنا چاہیے اور بعض علماء اس کلام میں مناقشہ کرتے ہیں کہ اسکے واسطے کوئی دلیل
مستند نہیں ہے شیخ ابو الحسن بکری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ زیارت قبور سنت موکدہ ہے اور یہ شامل ہے
ہر روز کو غایۃ الامر یہ ہے کہ جمعہ کے دن افضل و اوکد ہوگی اور از جملہ آداب یہ ہے کہ جو مرتبہ قبر مبارک
کے پاس سے ہو کر نکلے اگرچہ باہر مسجد سے ہو کھڑا ہو جائے اور صلوٰۃ اور سلام آپ پر بھیجے اور اگر یہ ہو کہ نکلنا
دن بھر میں کتنی ہی مرتبہ واقع ہو نقل کرتے ہیں کہ اس ادب کے ترک کرنے میں ایک شخص رکاب قدیم
میں سے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جناب سے خواب میں معاتب ہوئے ہیں اور مسجد کے اندر جانے
ہو تو جس مرتبہ داخل ہو حضرت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات پر سلام بھیجے اور بیٹھے اور اگر ہر مرتبہ مواجہہ شریف
سے مشرف ہو کر طریق زیارت بھی بجا لایا کرے تو افضل و اکمل ہو گا ساری مذہب میں سوا مذہب
امام مالک رحمۃ اللہ کے کہ وہ کثرت سے زیارت کرنے کو مستحب نہیں کہتے چنانچہ اوپر اسبات کیطرف
اشارہ ہو آیا ہے اور حاصل و خلاصہ ساری آداب کا یہ ہے کہ رعایت تعظیم و جاہت و استغراق اور
حضور اور شوق و محبت اور طاعت اور عبادت اور ساری نیکیوں کو حفظاً قلب و جوارح کے ساتھ ظاہر
و باطن میں اور ساتھ غنیمت جانے مدت اقامت کے باعتقاد اسبات کے کہ خلاصہ عمر یہی ایک زمانہ
ہے توجہ اتم و اکمل و اولیٰ و افضل بجا لائے اور ایک دم بہ نسبت توجہ و حضور سے غافل ہو اور تعطش طلب اور

۱؎ جمع بیر یعنی کنواں ۱۲

مرو و عرق ادب سے فارغ نہ بیٹھے چنانچہ کسی نے کہا ہے شعر نادیدہ رختنا عمری بسودای تو ودیدیم
قانع ز توئے باشیم کنون کہ ترا دیدم + اور اگر اس جناب کی طرف سے بادیہ غایت قوی ہے
ہرگز نچھوٹے گا کہ دوسری جگہ جائے شعر بانچہ دلم قرار گیرد بے تو + آتش بمن اندر زند آن
آنم بستان + اور از جملہ آداب مہمہ کہ لوگون مین بعض عوارض کی جہت سے اسکی رعایت مین
قصور واقع ہوتا ہے یہ ہو کہ مدینہ مطہرہ کے رہنے والون کے ساتھ محبت و رعایت تعظیم مین عمل
سے اہتمام کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرے تا بحدیکہ نسبت جوار صوری پر کوئی مرتبہ فضیلت زیادہ
نرکھتا ہو بلکہ ہر چند فسق و بدعت اور ساری اقسام گناہ سے مطعون ہو اسواسطے کہ شرف جوار
حضرت سید الابرار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی ہے اور یہ شرف کسی معصیت و بدعت سے زائل
نہین ہوتا اور حسن خاتمہ اور عفو و مغفرت سے محروم نہین کرتا شعر یا ساکنی اکناف طیبہ
کلکم + الی القلب من اجل الحبیب حبیب + نظم رای المجنون فی البیداء کلبا + فمد لہ من الاحسان
ذیلا + فلاموہ علی ما کان منہ + وقالوا لم منحت الکلب نیلا + فقال دعوا الملامۃ ان عینی
راتہ مرۃ فی حی لیلی + مثنوی + بوالفضولی گفت اے مجنون خام + این چہ شیدست این کہ
می آئے مدام + پوز سگ دائم پلیدی می خورد + مقعد خود را بلب می استرد + عیبہای سگ بسے
او بر شمرد + عیب دان از عیب او بوئی نبرد + گفت مجنون تو ہمہ نقشی و تن + اندر آ بنگر بچشم از چشم
من + کین طلسم بستہ مولاست این + پاسبان کوچہ لیلی ست این + اور وہ جو اس ادب واجب
الاہتمام کی رعایت مین قدم ڈگ جانیکی جگہ ہے بعضے شریفون اور خادمان حرم کا حال ہو کہ بعض
بدعات اور تفضیلات کے ساتھ منسوب ہین چاہیے یہ ہو کہ انکی طرف بھی بنظر نسبت قرابت اور جوار
کے چشم حقارت سے نہ دیکھے اور اعتقاد کرے کہ نیکیون مین بدون کا بھی حصہ ہے اور ملاحظہ سے
قول حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شان بدرین باوجود صدور بعض تقصیرات کے
بعضے انکے ہے تا فضل نرہو اور مخالفت کے بشاشت اور نرمی کلام کو ہاتھ سے نہ دے اور گالی گلوچ اور سختی

[illegible] لوگو وشیں مدینہ کے تم سب طرف قلب کے سب حبیب کے حبیب ہیں ۱۲ دیکھا مجنون نے بیابان مین ایک کتے کو
پھیلا واسطے اسکے احسان سے دامن پس ملامت کیا اسکو لوگون نے اوپر اسکے کہ ہوا اس سے اور کہا لوگون نے کہ کیون بخشا
تو نے کتے کو پس کہا اس نے چھوڑو ملامت کو تحقیق میری آنکھ نے دیکھا ہے اسکو ایک مرتبہ کوچہ لیلے مین ۱۲

پہونچنین باز رکھو اسواسطے کہ بیٹا باوجود عاق ہوجانے کے بھی بعضے احکام سے مثل استحقاق ارث اور صحت نسبت کے باہر نہین نکلتا اور گمان نیک حضرت صدیق و فاروق اور دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مین یہ ہے کہ ہر اُس چیز مین کہ اُنکے حق سے متعلق ہے سوا عفو کردینے کے اولاد پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جائز نہین رکھتے تو گمان نیک رکھو اور حق کو اہل حق پر چھوڑو اور شفاعت محمدیہ اگر گنہگاران اہلبیت نبوت و رسالت مین درکار نہو کہ جنکے طاہر کرنیکی طرف ارادۂ الٰہی جل جلالہ متوجہ ہو تو پھر اس سے اور کونسا محل ہوگا اور بعضے مشائخ رحمہم اللہ نے اس آیہ سے ایسا سمجھا ہے کہ اہلبیت نبوت مین سے کوئی شخص دنیا سے انتقال نکریگا جبتک نجاست معنوی سے پاک نہولیگا خواہ اسکا سبب تحقق مرض ہو خواہ اور کوئی امر صعب مکفر سیئات یہ ترجمہ ہو کلام بعضے علماء مکہ معظمہ کا اس کتاب جو آداب زیارت مین تصنیف ہوئی ہے بعبارتہ اور کلام مصنف وغیرہ اس ادب کے محل رعایات مین اسکے ساتھ موافق ہے واللہ اعلم **فصل** جبکہ زیارت حضرت سید الانام علیہ وعلی آلہ التحیۃ والسلام اور زیارت مساجد و مشاہد عظام سے فراغت حاصل کرکے اپنے وطن کی طرف پھرنے کا عزم مصمم کرے تو چاہیے کہ پہلے وداع مسجد نبوی کی طرف مشغول ہو یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز پڑھنے کے مقام مین یا دوسری جگہ اسکے قریب نماز پڑھے اور دعا کرے بعد اُسکے قبر مطہر کی طرف جسطرح کہ آداب زیارت مین متوجہ ہوا اور دونون جہان کی سعادت حاصل ہونے کی دعا اپنے حق مین اور اپنے عزیز و قریب و دوستون کے حق مین مانگے اور اللہ تعالے سے قبولیت حج و زیارت کی طلب کرے اور دعا کرے کہ اللہ تعالے اپنے فضل سے اور اپنے حبیب کے طفیل سے صحت و سلامت کے ساتھ وطن کو پہونچائے اور لڑکون بالون کو اچھی طرح سے دکھائے اور یہ دعا پڑھے اللھم انا نسئلک فی سفرنا ھذا البر والتقوی ومن العمل ما تحب وترضی اللھم لاتجعل ھذا اخر العھد بنبیک ومسجدہ وحرمہ ویسر لی العود الیہ والعکوف لدیہ وارزقنی العفو والعافیۃ فی الدنیا والاخرۃ وردنا الی اھلنا سالمین غانمین آمین + اور قبول دعا کا اثر یہ ہے کہ اُسوقت رولائی آئے

---

[1] یعنے اے اللہ میرے ہم تجھسے مانگتے ہین اس سفر مین نیکی اور تقوی کو اور عمل سے کہ وہ عمل تو دوست اُسے رکھتا ہے اور راضی ہوتا ہے اے اللہ نکر تو اسکو آخر عہد حاضر ہونیکا اپنے نبی اور مسجد نبی اور حرم نبی کے اور آسان کر دے میرے واسطے پھر حاضر ہونیکو اور وہان حاضر رہنے کو اور عنایت کر مجھکو عفو اور عافیت دنیا و آخرت مین اور پہونچا ہمکو ہمارے اہل و عیال تک صحت

اور جب اپنے شہر کے پاس پہونچے تو یہ دعا پڑھے اللھم انی اسئلک خیرہا وخیر اہلہا وخیر ما فیہا واعوذ بک من شرہا وشر اہلہا وشر ما فیہا اللھم اجعل لنا قرارا ورزقا حسنا اور جب شہر مین گھسے تو پڑھے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون لا الہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وہزم الاحزاب وحدہ واعز جندہ فلا شئ بعدہ اور چاہیے کہ اپنے گھر مین پہونچنے سے پہلے اپنے والون کو اپنے صحیح وسالم پہونچنے کی خبر پہونچا دیوے اور یکایک نہ چلا آوے اور رات کو نہ آوے اور بہت اچھا وقت آنے کا وقت چاشت ہے آخر دن تک رات داخل ہونے سے پہلے اور گھر مین داخل ہونے سے پہلے مسجد مین جاوے اور دو رکعت نماز پڑھے اگر وقت مکروہ نہو اور دعا کرے اور صحت وسلامت کے ساتھ پہونچنے کا شکر نعمت بجا لاوے اور کہے الحمد للہ الذی بنعمتہ وجلالہ تتم الصالحات اور جو سامنے پڑ جاوے اس سے مصافحہ کرے اور معانقہ بھی کرے تو جائز ہے اگرچہ اور منقول ہے کہ حضرت سفیان بن عیینہ استاد امام شافعی رحمہما اللہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالی کے پاس آئے حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے انسے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ اگر معانقہ بھی کرتا اگر بدعت نہوتا حضرت سفیان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ معانقہ کیا اس شخص نے جو بہتر تھا ہم سے اور سے بہتر تھا معانقہ کیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور انکا بوسہ لیا جس دن کہ وہ حبش سے آئے ہین امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا وہ مخصوص ہے جعفر کے ساتھ حضرت سفیان رحمہ اللہ نے فرمایا نہین عام ہے حکم ہمارا اور جعفر کا ایک ہے اگر ہم صالحین مین سے ہوون پھر فرمایا کہ تم مجھکو اذن دیتے ہو کہ تمہاری مجلس مین حدیث بیان کرون حضرت امام مالک رحمہ اللہ

ف۱ اے اللہ تحقیق کہ مین سوال کرتا ہون تجھسے نیکی شہر کی اور نیکی رہنے والے اسکے کی اور نیکی اسکی کہ بیچ اسکے ہے اور پناہ مانگتا ہون ساتھ تیرے برائی اسی شہر سے اور برائی رہنے والے اسی شہر کے اور برائی اس چیز سے کہ بیچ اسکے ہے اے اللہ کر دے تو واسطے ہمارے بیچ اسی شہر کے ٹھہرنے کی اور روزی اچھی ۱۲ ف۲ نہین کوئی معبود سوا اللہ کے وہ اکیلا ہے اور نہین کوئی شریک واسطے اسکے ملک ہے اور واسطے اسکے سب تعریف اور وہی اوپر ہر چیز کے قادر ہے رجوع کرنے والے ہین ہم توبہ کرنے والے ہین عبادت کرنے والے اپنے رب کی تعریف کرنے والے نہین کوئی معبود مگر اللہ اکیلا سچا ہے وعدہ اسکا اور مددگار ہے بندے اپنے کا اور شکست دیوے گروہ کو بدد دوسرے کے اور غالب کیا گروہ اپنے کے نہین ہے کوئی چیز بعد اسکے ۱۲ ف۳ سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جو ایسا ہے کہ ساتھ نعمت

نے فرمایا ہان بیان کر دمیرا اذن دیا پس حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث بیان کی اُس
سند سے جو انکے نزدیک تھی اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے سکوت فرمایا یہان پر حضرت قاضی
عیاض مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ سکوت حضرت امام مالک کا دلیل ہے ظہور تصویب قول سفیان کی
پر جبتک کہ کوئی دلیل قائم ہو تخصیص جعفر رضی اللہ عنہ پر انتہی کلام القاضی اور وہ جو کہ دلالت کرتی
حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ خاص ہونے پر حدیث ترمذی ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سفر سے پھر کر آئے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھ کھڑے ہوئے اور چادر مبارک کھینچتے ہوئے
چلے اور پہونچکر اُنسے معانقہ کیا اور اُنکی دونون آنکھون کی درمیان مین بوسہ لیا کذا قال بعض العلماء لکنہ
اور اگر کسی عالم یا صالح یا شریف سے ملاقات ہو تو اُسکے ہاتھون کو چومنا بھی درست ہے اور منھ چومنا چھوٹے
لڑکے یا چھوٹی لڑکی کا اور اُسکے سارے اعضا کا اگرچہ دوسرے شخص کا فرزند ہو سنت ہے اور جب گھر کے
اندر داخل ہو تو دو رکعت نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ کا وظیفہ شکر و دُعا و حمد و ثنا ادا کرے بعد اُسکے
اپنے اہل و عیال سے ملکر گھر سے باہر نکلکر کسی جگہ پر بیٹھے کہ محلے والے اور دوست آشنا اُس سے آکر
ملین پس جو شخص ملاقات کو آوے اُسکے ساتھ تعظیم و تکریم و بشاشت و لطف و شفقت و تواضع سے
پیش آوے اور دُعا کرے خصوصًا شہر مین آنے اور مقیم ہو جانے سے پہلے کہ دُعا مسافر کی خصوصًا حاجی
کی اپنے شہر مین پہونچنے سے پہلے مستجاب ہے اور اگر کوئی امر خلاف شرع پیش آوے جیسے دف وغیرہ
کہ مسافر کے آنے کے وقت خلاف شرع لوگون کی بیان بجا کرتے ہین منع کرے اور خلاصہ سب
کا اور روح سارے مناسک کی اور عمدہ سارے افعال مین اور افضل سارے اوضاع سے یہ ہے کہ اس سفر
مبارک سے پھر آنے کے بعد تجدید توبہ اور التزام تقویٰ پر عزم کرے اور ظاہر باطن کی نیکیان حاصل
کرنے پر مستعد رہے کیونکہ کہتے ہین کہ علامات حج مبرور سے یہ ہے کہ جیسا گیا تھا اُس سے بہتر پھرے دل
اسپر اور علامت اسکی یہ ہے کہ اتباع سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حریص ہو اور محبت دنیا اور اہل
دنیا سے سرد دلی اور محبت آخرت پر سرگرمی پیدا ہو الحذر الحذر اسبات سے کہ پھر گناہون کے گرد پھرے اور
قیدی گرمی نان لنکستہ اشد من المرض ونعوذ باللہ من الحور بعد الکور اور اگر بعضے ابواب خیر مین اپنے
پروردگار سے عہد کرے تو اُسکے وفا کرنے کو لازم سمجھے کہ خدا سے نقض عہد کرنے کا انجام اچھا نہین ہے

اور اُنکی کرانہ جلال دیکھکے تمام ہو جاتا ہین صحابہ ۲ سلہ رسول اللہ کہ عرض کرنا بہت سخت ہے مرض سے اور پناہ مانگتا ہون مین خدا کے نقصان

فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفی بما عاہد علیہ اللہ فسیوتیہ اجرا عظیما ومن اللہ التوفیق

باب بہترھوان ذکر فضائل درود مین اور جو کچھ اُس سے متعلق ہو چونکہ اعظم آداب سالکین طریق زیارت اور ہی درود ہی حضرت سید الانس والجان علیہ الصلاۃ والسلام من الملک المنان کی حضور مین اسواسطے اُسکے فضائل و ثمرات و احکام و اوقات کا بیان ضروریات وقت سے ٹھہرا اور وہ چند فصلون مین تفصیل پاتا ہے واللہ التوفیق **فصل** جانا چاہیے کہ درود کے فوائد جو حصر سے باہر ہین اُنکا ضبط کرنا زبان قلم سے ہو نہین سکتا لیکن بعضے علما و حفاظ حدیث نے جسقدر فوائد کہ احادیث صحیحہ و روایات حسنہ سی انکے نزدیک ثابت ہوئی ہین اُن سبکو ضبط کیا ہے اور رسالہ بیان پر دیا ہی بعضے اُن فوائد مین سے نتیجہ اصل درود ہین اور بعضے ایک عدد خاص پر مترتب ہین اور بعضے کسی خاص کیفیت کے اثر ہین اور بعضے کسی ایک وقت معین کے ساتھ خاص ہین اور بعضے ایک حالتِ خاص کو لازم ہین اور انمین سی کچھ کچھ اس کتاب مین مذکور ہوئے ہین واللہ الموفق از جملہ فوائد درود امتثال امرِ الٰہی ہے اور موافقت اُس جناب کے ساتھ اور اُسکے ملائکہ کے کیونکہ وہ تعالیٰ و تقدس نے فرمایا ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور از جملہ فوائد درود یہ ہے کہ جو کوئی ایک درود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجے اللہ تعالیٰ اُسکے بدلے مین دس رحمتین اُسپر اُتارتا ہے اور دس درجے اُسکے بلند کرتا ہے اور دس نیکیان اُسکے نامۂ اعمال مین لکھدیتا ہے اور دس گناہ اُسکے مٹادیتا ہے اور بعضی احادیث مین واقع ہو کہ دس گردنین آزاد کرنے اور بیس غزوے کے برابر ہو جاتا ہے اور از جملہ فوائد یہ ہے کہ درود بھیجنے والے کی دُعا قبول ہوتی ہے اور شفاعت اور گواہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُسکے حق مین واجب ہو جاتی ہے اور از جملہ اُسکے یہ ہے کہ درود بھیجنے والے کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب حاصل ہوتا ہے اور قیامت کو دروازہ جنت پر اُسکا شانہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانہ مبارک سے بھڑ جائیگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سب سے پہلے پہونچیگا

ہوے پیوند زیادتی کے ۱۲ واسطے پس جس نے عہد توڑا پس سوا اسکے نہین کہ عہد توڑا او پر جان اپنی کے اور جس نے وفا کی ساتھ اُس چیز کے کہ عہد کیا ہے او پر اسکے اللہ سے پس شتاب دیگا اسکو ثواب بڑا ۱۲ منہ یعنے تحقیق اللہ تعالیٰ اور اُسکے فرشتے درود بھیجتے ہین نبی پر اے ایمان والو تم درود بھیجو اوسپر اور سلام بھیجو سلام بھیجنے کر۱۲ -

اور اُس شدت کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکے سارے امور کے متولی ہو جاوینگے اور از جملہ اُسکے یہ ہے کہ درود بھیجنے والے کی ساری مشکلین آسان ہوتی ہین اور ساری حاجتین بر آتی ہین اور ساری گناہ بخشے جاتے ہین اور ساری برائیون کا کفارہ ہو جاتا ہے اور ایک قول پر جتنے فرض قضا ہو گئے ہون اُنکا بھی کفارہ ہو جاتا ہے اور صدقہ کی جگہہ پر قائم ہوتا ہے بلکہ ایک قول پر اُس سے افضل ہے اور از جملہ اُسکے یہ ہے کہ درود پڑھنے کی وجہ سے کرب جاتا ہے اور بیماری سے شفا پاتا ہے اور خوف وجزع دور ہوتا ہے اور متہم کا بری ہوتا کھل جاتا ہے اور دشمنون پر فتح پاتا ہے حق تعالی راضی ہوتا ہے اور اُسکی محبت دل مین پیدا ہوتی ہے اور فرشتے اُسکے حق مین دعا کرتے ہین اور عمل ومال اُسکی برکت سے پاک ہوتا ہے اور بڑھتا ہے اور صفائی قلب اور فراخبالی اور سارا امورن مین برکت حاصل ہوتی ہے حتی کہ اسباب مین اور اولاد مین اور اولاد کی اولاد مین چوتھے طبقے تک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور از جملہ اُسکے ہے احوالِ قیامت سے نجات پانا اور سکرات موت کی آسانی ہونا اور حالکِ دنیا سے خلاص ہونا اور بھولی چیز کا یاد آجانا اور فقر وحاجت کا دور ہو جانا اور اقسام بخل وجفا ودعا بر زعم انف سے سالم رہنا اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی میرے ذکر کے وقت درود نہ بھیجے وہ بخیل ہے اور گویا کہ اُس نے جفا کی مجھپر اور اُسپر دعا کیا گیا ہے رغم انف کی یعنی خاک مین ملجانے ناک کی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور از جملہ اُسکے ہے مجلس کا پاک ہو جانا اور گھیر لینا رحمت کا اُس مجلس کے بیٹھنے والون کو اور نور بڑھ جانا صراط پر اُترنے کے وقت اور ثابت رہنا قدم کا اُس حال پر آفات مین اور اُس سے نجات پانا طرفۃ العین مین برخلاف حال ان لوگوں کا جو درود کے تارک ہین اور ساری فوائد درود سے اعظم واتم ذکر آنا اے درود بھیجنے والے کا سید الانبیا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے حضور مین شعر لک البشارۃ فاخلع ما علیک لقد + ذکرت ثم علی ما فیک من عوج **بیت** جان میدہم در آرزو اے قاصد آخر باز گو + در مجلس آن نازنین حرفے کہ از ما میرود اور از جملہ اُسکے ہے زیادہ ہو جانا حضرت حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی محبت کا اور آجانا محاسن نبویہ کا دل مین اور متخیل ہو جانا خیال کا آنکھ

سلہ تجکو خوشی خبری ہے پس اتار اُس بوجھ کو جو تجھ پر ہے کیونکہ بالتحقیق کیا گیا تو اُس دربار عالی مین باوجود اس کجروی کے جو تجھ مین ہے

ہین کہ اکثر درود کو لازم ہو مگر وہ درود جو بصفت حضور و توجہ متصف ہو اللہم صل وسلم علیہ شیفتہ
عشق ہمن تلخی ترا ای سطہ + ذکرک فی سطر والتوحید فی سطر اور از جملہ اسکے ہو محبت کرنا آدمیون کا
اور محبت کرنا اسکا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسکے ساتھہ اور مصافحہ کرنا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس سے
قیامت کے دن اور زیارت کرنا اسکا جمال جہان آرای محمدی کو خواب مین اور محبت کرنا فرشتون کا
اسکے ساتھہ اور دعا کرنا فرشتون کا اسکے واسطے اور لکھنا انکا اسکے درود کو سونے کے قلمون سے
چاندی کے ورقون پر اور دعا اور استغفار کرنا انکا اسکے واسطے اور پہونچانا ملائکہ سیاحین کا
اسکے درود کو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اس عنوان سے کہ فلان بن فلان شخص مشتمل رسول
کمترین بندگان عبدالحق بن سیف الدین یسلم علیک یا رسول اللہ و کمترین غلامان عبدالحق بن غلام
یسلم علیک یا رسول اللہ اور اعظم فوائد صلواۃ و سلام سے مشرف ہونا ہے شرف رد سلام سے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ مستمرہ ہے اور کون سی سعادت اس سے زیادہ ہو گی
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاے خیر و سلامت اسکے شامل حال ہو اگر تمام عمر مین ایکبار
بھی ہاتھ لگے تو ثمر خیر و سلامت اور سو ہزار کرامت کا موجب ہے **بیت** بحر سلام کمین
رنجہ در جواب آن لب + کہ صد سلام مرا بس یکے جواب از تو + اور اس سعادت کا حاصل ہونا یقینا
اسواسطے ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہو کہ جواب
سلام سنت ہی بلکہ فرض ہو تو ضرور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سنت سنیہ کے ادا فرمانے
مین موافق اپنی خصلت کریمہ کے کان یارو با سلام مروی ہے میاور تر اور مبالغ تر ہونگے اور اثبات
سے ایک نکتہ دقیقہ اور معلوم ہوتا ہو کہ زیارت کرنے والا وقت زیارت کے سلام عرض کرنے سے
پہلے آپ کے سلام سے مشرف ہوتا ہے اور بعد سلام کرنے کے پھر جواب سلام سے بھی مشرف ہوتا ہو
اور از جملہ فوائد درود ہو تین روز تک باز رہنا فرشتون کا اسکے گناہ لکھنے سے اور باز رکھنا
انکا آدمیون کو اسکی غیبت سے اور آنا اسکا قیامت کے دن عرش کے سایے مین اور اسکی ترازو
اعمال کا بھاری ہو جانا اور پیاس سے مامون رہنا اور جنت مین بہت سی حورین پانا اور مشغول ہونا
درود کا ذکر و شکر و معرفت حق نعمت الٰہی جل سلطانہ پر اور اظہار عجز ہونا ادائے حق رسالت سے

سطہ یعنے اگر پھاڑا جاے میرا دل تو دیکھیے تو اسکے درمیان اپنا ذکر ایک سطر مین اور توحید ایک سطر مین ۱۲

کیونکہ درود مین طلب و سوال تو الی حق تعالی سے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت ثنا کے ساتھ
اور اس مین کچھ شک نہین کہ حق تعالی و تقدس اپنے بندے سے اس سوال و طلب کو دوست رکھتا ہے
اور جبکہ بندے نے اپنی رغبت و سوال و طلب کو خدا و رسول کی خوشی کے امر مین صرف کیا اور اپنے
نفس کی خوشی کے امور پر غالب رکھا تو ضرور ہے کہ مستحق جزاء کامل اور فضل خاص کا قابل ہوگا اور
حاجتین بر آنے اور مشکلین آسان ہو جانے کا سبب یہی ہے جو مذکور ہوا فافہم و باللہ التوفیق
اور نیز حاصل ہونا ذکر خدا کا ضمن درود مین ظاہر ہے کیونکہ اکثر صیغے درود کے مشتمل ہین اسم مبارک
اللّٰہم پر کہ جامع ملاحظہ جمیع اسماء و صفات ہے حسن بصری رضی اللہ عنہ وغیرہ اکابر سلف سے
منقول ہے کہ جو شخص حضرت رب العزت تعالی و تقدس کو لفظ اللّٰہم کے ساتھ کرے تو اس نے گویا تمام
اسماء حسنی کے ساتھ یاد کیا اب ہر مومن صادق اور محب مشتاق کو لازم ہے کہ اس عبادت کے
بڑھانے مین اور اس کے اختیار کرنے مین اور استعمال مین تقصیر نہ کرے اور ایک عدد مخصوص
جو ہمیشہ اس سے ہو سکے اور اسپر آسان ہو روز مرہ کا ورد ٹھہرا لے وارد ہوا ہے کہ خیر العمل
ادومہ و قلیل دائم خیر من کثیر منقطع اور چاہیے ہے کہ ہزار سے ہر روز کم نہو اور اگر اسقدر
نہو تو پانسو پر اکتفا کرے اور اگر یہ بھی میسر نہو تو ہر روز سو مرتبہ پڑھ لیا کرے اور مشائخ
بعضون کا تین سو ہے اور بعضون کا دو سو صبح و شام بعد نماز صبح اور بعد نماز شام کے اور
چاہیے کہ کچھ سوتے وقت بھی ایک عدد معین کا ورد رکھے اور جو مومن موفق ہر روز بہت درود
پڑھنے کی عادت ڈالتا ہے تو اسپر آسان ہو جاتا ہے اور بعضے صیغے درود کے ایسے ہین کہ اگر
تمام پڑھنا بھی بہت آسان ہے اور جب اسکی حلاوت و لذت درود پڑھنے والے کے مذاق جان مین
پہونچے تو اس کی قوت و قوام روح اسی سے ہوگی فذکر الحبیب للمریض طبیب اور بڑا تعجب ہے
اس مومن سے کہ دن رات مین ایک ساعت بھی اس عبادت مین کہ منبع انوار و برکات اور
مفتاح ابواب جمیع خیرات و سعادات ہے صرف نکرے اور قول حضرت سید انبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا

---

۱ بہتر عمل کا وہ ہے جو ہمیشہ ہو اور تھوڑا عمل ہمیشگی کے ساتھ بہتر ہے اس بہت سے جو چھوٹ جاوے ۱۲

۲ پس ذکر حبیب کا واسطے مرض کے طبیب ہے ۱۲

۳ اسوقت کفایت کرتا ہے تیرے غم کو ۱۲

یعنی حمک اس شخص کے تئین کہ جسنے کہا اجعل لک صلواتی کلہا اور قول حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
مولا اجعلہا فی ذکر اللہ بجعلت الصلوٰۃ النبویہ عباداتی کلہا اسباب مین کافی ہے اور سلوک والون کو
ان وروازے ہی آسنے مین فتوحاتِ عظیمہ حاصل ہوتے ہین اور بعضے مشایخ فرماتے ہین کہ جب
شیخ کامل مکمل کسی کو ہاتھہ نہ لگے تو درود کا التزام کرے انشاء اللہ مقصود تک باسانی پہونچیگا اور
بھی درود اور اُسکا توجہ اس جناب کی طرف اسکی ترتیب اور تہذیب کریگا اور درگاہِ خداوندی تک
پہونچاویگا اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب سے مشرف کریگا اور وصیت کرتے
تھے بعضے مشایخ رحمہم اللہ تعالیٰ قرأت قل ہو اللہ احد کو کثرت درود کے ساتھہ اور فرماتے تھے کہ
قل ہو اللہ احد پڑھنے سے ہم نے خدائے واحد کو پہچانا اور کثرت درود سے جنے محبت رکھی ساتھہ
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور فرماتے تھے کہ جو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
کثرت سے درود بھیجیگا وہ سوتے جاگتے آپ کی زیارت سے مشرف رہیگا جیساکہ نقل کرتے ہین
شیخ کامل امام علی متقی حکم کبیر مین حضرت شیخ احمد بن موسیٰ تشریع صوفی سے اور بعضے متاخرین مشایخ
شاذلیہ قدس اللہ اسرارہم فرماتے ہین کہ بر تقدیر نہ پانے ولی کامل مکمل مرشد متصرف کے طریق تحصیل
معرفت الٰہی یہ ہی کہ دوام ذکر و کثرت درود کے ساتھہ ظاہر شریعت کا التزام کرے کثرت درود سے
ایک نور عظیم باطن مین پیدا ہوگا کہ رہنمائی اُسکی کریگا اور اُس جناب ملائک مآب سے بے واسطہ فیض
اس تک پہونچیگا اور خلاصہ طریق شاذلیہ کا جو ایک شعبہ ہے طریقہ عالیہ قادریہ کا یہی ہے کہ بوسیلہ التزام
متابعت اور دوام حضور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے واسطہ استفاضہ کرتے ہین
نسیدوا واجتہدوا واسئل اللہ الاعانۃ والتوفیق فصل سخاوی اور بعضے محدثین رحمہم اللہ نقل کرتے
ہین کہ محمد بن سعد بن مطرب ہر روز سونے سے پہلے کچھ درود پڑھ لیا کرتے تھے ایک رات رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ اُن کے گھر مین تشریف لائے اور اپنے جمال
باکمال سے گھر کو روشن فرمایا اور فرماتے ہین کہ اودھر لا اپنا منھہ جس سے درود پڑھا کرتا ہے ہم اُسکا
بوسہ لین یہ کہتے ہین کہ مجھے آپکے دہن مبارک سے اپنے دہن نالایق کو ملانے مین شرم آئی تو اپنا رخسارہ

لہ کردن گا مین واسطے آپکے اپنی ساری دعا ۱۲ سلہ یعنے اگر بنا تا ہین وہ کچھہ کہ خدا کے ذکر مین ہی تو گردانتا مین
بوسیہ کو اپنی عبادت ۱۱ سلہ پس سعی اور کوشش کرو تم اللہ سے ہی مدد دینا اور اسباب خیر کا مہیا کرنا ۱۲ منہ

اُسکے دہن مبارک کے پاس لے گیا آپنے اُسکا بوسہ لیا میری آنکھ کھل گئی تو سارے گھر مین مشک کی خوشبو پھیلی ہوئی پائی اور میرے رخسار سے آٹھ دن تک مشک کی بو نہین گئی اور شیخ احمد بن ابی بکر بن رداد صوفی محدث اپنی کتاب مین شیخ مجد الدین فیروزآبادی سے ساتھ اُن اسانید کے جو اُن کے نزدیک معتبر ہین روایت کرتے ہین کہ اقلشی نے کہا ہے کہ ایک روز شبلی ابو بکر مجاہد کے پاس آئے ابو بکر اُن کی تعظیم کو کھڑے ہوگئے اور معانقہ کیا اور دونون آنکھون کے بیچ مین بوسہ لیا مین نے عرض کیا آپ ایسا کچھ اس شخص کے ساتھ آپ نے کیا اور حالانکہ آپ اور سارے بغداد والے اسکو مجنون کہتے ہین فرمایا یہ کچھ اُسکے ساتھ مین نے نہین کیا بلکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھکر مین نے ایک شب خواب مین دیکھا کہ شبلی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا آپ اُسکے آنے سے کھڑے ہوگئے اور اُسکے ساتھ معانقہ فرمایا اور اُسکی دونون آنکھون کے درمیان کا بوسہ لیا پس مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اتنی عنایت آپ نے شبلی کے حال پر کی فرمایا ہان وہ بعد نماز کے یہ آیہ کریمہ پڑھا کرتا ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم اور بعد اُس کے مجھپر درود بھیجا ہے اور بھی اُسی کتاب مین شبلی قدس سرہ سے نقل کرتے ہین کہ انھون نے کہا کہ ایک شخص میرے ہمسایہ مین مرگیا تھا اُسے مین نے خواب مین دیکھا مین نے کہا کہ خدا تعالے نے تیرے ساتھ کیا کیا اس نے کہا کیا پوچھتے ہو بڑے بڑے ہول مجھپر گذرے اور منکر نکیر کے سوال کے وقت مجھکو بڑی دقت ہوئی مین نے جانا کہ شاید دین اسلام پر میری موت نہین ہوئی ایک آواز آئی کہ یہ سزا اسکی ہے کہ تو نے اپنی زبان کو دنیا مین بیکار رکھا جب عذاب کے فرشتون نے میرا قصد کیا تو ایک شخص نہایت خوبصورت بہت خوشبودار میرے اور فرشتون کے درمیان مین حائل ہوگیا اور اُس نے حجت ایمان مجھے بتلا دی مین نے کہا خدا تجھپر رحم کرے تو کون ہے کہنے لگا کہ مین وہ شخص ہون کہ خدای تعالی نے

لہ تحقیق آیا ہے تمہارے پاس پیغمبر نفس تمہارے سے شاق ہے اوپر اُسکے یہ کہ ایذا مین پڑو تم حرص کرنے والا ہے اوپر بھلائی تمہاری کے ساتھ مسلمانون کے شفقت کرنے والا مہربان ہے ۱۲۔

تیری کثرت درود سے مجھ پیدا کیا اور حکم دیا ہے کہ ہر شدت و کرب مین تیری اعانت کرون
اور یہ حکایت مصباح الظلام مین بھی ہے ذکر شبلی اور اُنکے ہمسایہ کی علی سبیل الاجمال
منقول ہی اور بھی اُسی کتاب مین حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہین
کہ حق تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ یا موسیٰ اگر میری حمد کرنے
والے عالم مین نہون تو ایک قطرہ پانی کا آسمان سے نہ اُتارون اور ایک دانہ زمین سے
نہ اگاؤن اسی طرح بہت سی چیزین ارشاد فرماتین یہان تک کہ فرمایا کہ ای موسیٰ تو
چاہتا ہے کہ مین تجھسے قریب تر ہوجاؤن اُس قریب سے جو تیرے کلام کو تیری
زبان سے ہے اور تیرے خطرات کو تیرے دل سے ہے اور تیری روح کو تیرے بدن
سے ہے اور تیری نگاہ کو تیری آنکھ سے ہے انھون نے عرض کیا کہ ہان یا اللہ مین
چاہتا ہون فرمایا پس نوبت بنوبت درود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیج تاکہ تجھے یہ نسبت
حاصل ہوجائے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم اور ایک روایت مین آیا ہی
کہ فرمایا ای موسیٰ تو چاہتا ہے کہ قیامت کی پیاس سے تو محفوظ رہے انھون نے عرض کیا
ہان یا اللہ مین چاہتا ہون فرمایا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت سا درود بھیج روایت
کی اسکو حافظ ابو نعیم نے حلیہ مین اور بھی اُسی کتاب مین مذکور ہے کہ حضرت علی مرتضے
کرم اللہ وجہہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا گناہون کو ایسا مٹاتا ہے کہ پانی آگ کو نہین بجھاتا اور آپ پر
سلام بھیجنا افضل ہے گردنون کے آزاد کرنے سے اور آپ کے ساتھ محبت رکھنا افضل ہے
خدا کی راہ مین تلوار مارنے سے روایت کی اسکو ابو القاسم اصفہانی نے اور وہ بھی ہی
روایت لاتے ہین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جب دو مسلمان آپس مین ملاقات کے وقت مصافحہ کرین اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر درود بھیجین تو پہلے اس سے کہ ایک دوسرے سے جُدا ہو دونون کے سارے گناہ
اگلے اور پچھلے بخشے جاتے ہین روایت کی اسکی حافظ بن بشکوال نے اور بھی حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک دن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ جو شخص حجۃ الاسلام سے مشرف ہو اور بعد اسکے ایک غزوہ کرے تو چار سو حج
کے برابر ہوگا پس جو لوگ امیر تھے کہ انکو استطاعت حج اور قوت جہاد نہ تھی اس بات
کے سننے سے دل انکے ٹوٹ گئے حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ
و اصحابہ وسلم پر وحی بھیجی کہ جو شخص تمپر درود بھیجیگا اوسکو چار سو غزوے کا ثواب ملیگا
اور ہر غزوہ چار سو حج کے برابر نکالا ہے اسکو ابو حفص بن عبد المجید میانشی نے مجالس مکیہ
مین اور بھی اسی کتاب مین فصل احادیث خضر و الیاس علیہم السلام مین لاتے ہین شیخ
مجد الدین فیروز آبادی سے متصل قصبہ ابو المظفر محمد بن عبد اللہ خیام سمرقندی کے کہ کہا
انھون نے کہ مینے ایک روز راہ گم کی ناگاہ ایک مرد کو دیکھا مینے کہ کہتا ہے آ میرے ساتھ مین آپکے
ساتھ ہولیا اور گمان مجھے ہوا کہ یہ خضر ہین مین نے پوچھا کہ آپکا نام کیا ہے فرمایا خضر بن ایلیا
ابو العباس اور انکے ساتھ ایک اور شخص کو بھی پایا انسے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے انھون نے
فرمایا کہ الیاس بن شام پھر مین نے ان دونون صاحبون سے مخاطب ہوکر کہا کہ تمپر خدائے
تعالیٰ رحمت کرے آیا تم نے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا وہ بولے کہ ہان دیکھا ہے
مینے کہا کہ خدا کے واسطے جو کچھ تمنے انکی زبان مبارک سے سنا ہو مجھ سے بیان کرو کہ مین
روایت کرون تم سے فرمانے لگے کہ ہم نے سنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو
فرماتے تھے کہ جو کوئی کہے صلے اللہ علی محمد و آلہ وسلم تو اس کا دل نفاق سے پاک کیا جاتا ہے
جیسے پاک کیا جاتا ہے کپڑا پانی سے اور انھین اسناد سے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے کہ جو کوئی کہے صلے اللہ علے محمد بہ تحقیق کہ اسکے منھ پر کھولدئے جاتے ہین ستر
دروازے رحمت کے اور ساتھ انھین اسناد کے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ جب
تم بیٹھو کسی مجلس مین اور کہو بسم اللہ الرحمن الرحیم وصلے اللہ علی محمد تو حق تعالیٰ ایک
فرشتے کو موکل کرتا ہے کہ تمکو غیبت سے باز رکھے اور جب مجلس سے اٹھو اور کہو بسم اللہ الرحمن الرحیم
وصلے اللہ علی محمد تو اللہ تعالیٰ منع فرماتا ہے آدمیون کو تمھاری غیبت کرنے سے
اور ساتھ انھین اسناد کے فرمایا حضرت خضر و الیاس علیہما السلام نے کہ ایک شخص
شام سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض

کرنے لگا کہ یا رسول اللہ میرا باپ دوست رکھتا ہے کہ آپ کی زیارت کرے لیکن بہت بڈھا اور نابینا ہے اور قدرت آنے کی نہیں رکھتا آپ نے فرمایا اپنے باپ سے کہ سات ہفتے میں یعنی سات شب میں کہے صلے اللہ علے محمدؐ مجھے وہ خواب میں دیکھیگا اور کہ روایت کرے مجھسے حدیث کی اُس نے ویسا ہی کیا جیسا آپ نے فرمایا تھا پس دیکھا اُس نے آپ کو خواب میں اور روایت کی اس نے آپ سے حدیث اور اُسی کتاب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ درود بھیجو خداے تعالے کے انبیا ورسل پر کیونکہ حق تعالے نے جیسا مجھے رسول کرکے بھیجا ہے انکو بھی رسول کرکے بھیجا ہے اخرجہ البیہقے فے شعب الایمان وفی کتاب الدعوات الکبیر[1] اور حضرت انسؓ بن مالک کی روایت سے لاتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذا سلمتم علے فسلموا علے المرسلین[2] اخرجہ ابن ابی عاصم اور روایت کعب رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضے اللہ عنہا کے حضور مین حاضر ہوئے اور مجلس مین ذکر چلا حضرت سید الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو کہا کعب رضی اللہ عنہ نے کہ کوئی دن ایسا نہین ہے کہ آفتاب طلوع کرے مگر یہ کہ اترتے ہین ستر ہزار فرشتے اور گھیر لیتے ہین قبر مطہر معطر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور اپنے بازو سمیٹتے ہین اور آپ پر درود بھیجتے ہین اور جب شام ہوتی ہے تو وہ عروج کر جاتے ہین اور دوسرا گروہ اُسی عدد کے ساتھ اترتا ہے اور جو کچھ وہ کر گئے ہین یہ بھی ویسا ہی کرتے ہین یہ اُس دن تک رہے گا کہ آپ قبر معلے سے برآمد ہونگے اور برآمد ہونے کے وقت ستر ہزار فرشتے آپکے گرداگرد ہون گے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ وسلم روایت کی اسکو دارمی نے اور روایت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین کہ فرمایا الصلوٰۃ علی النبی تدرک الرجل وولدہ وولد ولدہ[3] روایت کیا ابن مشکوال نے

---

[1] نکالا ہے کہ جیبے نے شعب الایمان مین اور کتاب دعوات کبیر مین ۱۲

[2] یعنے جو قت کہ سلام بھیجو تم مجھپر پس بھیجا و پر مسلین کے ۱۲

[3] یعنے درود نبی پر پاتا ہے آدمی کو اور اسکی اولاد کو ۱۲ اور اسکی اولاد کی اولاد کو ۱۲ -

جیسے ان احادیث کے جنھیں نقل کیا ہی کتاب الرواوسے اصل پر بڑھا کر حضرت شیخ فرماتے ہین کہ
مین نے اُس سے نقل کیا اور انتساخ کیا ہے کتاب اصل سے مدینہ مطہرہ مین ہفتے کے روز
دسوین جمادی الاولی ۱۰۹۱ نوسے نیانوے مین اور وہی تاریخ ہے ان اوراق یعنے
جذب القلوب کے لکھنے کی الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین
وعلی آلہ واصحابہ اجمعین **حکایت** نقل کرتے ہین کہ ایک شخص کو لوگون نے دیکھا کہ طواف
وسعی صفا مروہ اور ساری مواقف ومناسک حج مین سوا درود کے اور کوئی دعا نہین پڑھتا
لوگون نے کہا کہ ان مقامات مین تو ادعیہ ماثورہ کیون نہین پڑھتا فقط درود پر اکتفا کرنے
کی وجہ کیا ہے اُس نے کہا کہ مین نے عہد کیا ہے کہ درود کے ساتھ اور کسی دُعا کو شریک
نہین کرون گا اور اسکا سبب یہ ہے کہ جب میرے باپ نے انتقال کیا اُسکا منھ گدھے
کا سا ہوگیا یہ حال دیکھکر مجھے بڑا غم ہوا پس مین سو گیا دیکھتا کیا ہون کہ حضرت پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے ہین مین نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور اپنے باپ
کی شفاعت کی اور گدھے کی سی شکل ہوجانے کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ تیرا باپ
سود کھایا کرتا تھا اور جو سود کھاتا ہے اُس کا حال دنیا اور آخرت مین یہی ہوتا ہے
لیکن یہ بھی تھا کہ ہر روز سونے سے پہلے سو بار مجھپر درود بھیجتا تھا اس جہت سے مین نے اسکی
شفاعت کی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی پس مین جاگ اٹھا اب دیکھتا کیا ہون کہ میرے
باپ کا منھ چودھوین رات کا چاند سا ہوگیا ہے اور دفن کے وقت بھی مین نے سُنا ہاتف سے
کہ کہتا تھا تیرے باپ پر عنایت ومغفرت کا سبب درود وسلام ہوا کہ وہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر بھیجا کرتا تھا اور نقل کرتے ہین کہ کسی طالب علم حدیث کو خواب
مین دیکھا کہ وہ کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بخشدیا اور سارے اہل مجلس کو جو استماع
حدیث کرتے تھے بسبب ذکر درود کے کہ اس فن شریف کے قرأت کے لوازم سے ہے
اور شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کتاب جمع الجوامع کے دیباچہ مین نقل کرتے ہین
کہ ابن عساکر اپنی تاریخ مین حفص بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے
کہ ہیثم ابو زرعہ کو بعد اُسکے مرنے کے خواب مین دیکھا کہ آسمان دنیا مین فرشتون کی امامت

کرتا ہے مینے اُس سے پوچھا کہ تو نے یہ رتبہ کس جہت سے پایا اُس نے کہا مین نے اپنے ہاتھ سے ہزار ہا حدیث نبوی لکھی اور ہر حدیث مین کہا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ من صلے علے صلوٰۃ مرۃ صلے اللہ علیہ عشرا اور بھی نقل کرتے ہین کہ ایک مرد صالح کسی کے تین ہزار دینار کا قرضدار ہوگیا صاحب مال نے اُسکا مرافعہ قاضی کے بیان کیا قاضی نے ایک مہینے کی مہلت دی وہ مرد صالح قاضی کے بیان سے آکر محراب تضرع وانکسار مین بیٹھکر درود مین مشغول ہوا مہینے کی ستائیسوین رات کو خواب مین کیا دیکھتا ہے کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ حق تعالے وتقدس تیرا قرض ادا کرتا ہے تو علی بن عیسی وزیر کے پاس جا اور اُس سے کہہ کہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ تو مجھے تین ہزار دینار دے کہ مین اپنا قرض ادا کرون مرد صالح کہتا ہے کہ مین سوتے سے جاگا تو اپنے مین خوشی کا اثر پایا لیکن اپنے دل مین سوچا کہ اگر وزیر کہے کہ اس واقعے کے سچائی کی علامت کیا ہے تو مین کیا کہون گا اُس دن مین نے اُس کے پاس جانے مین توقف کیا پھر دوسری رات کو خود سرور عالم فخر آدم وبنی آدم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ وہی فرماتے ہین جو پہلے دن ارشاد ہوا تھا مین بہت خوشی کے ساتھ خواب سے اوٹھا مگر اُس دن بھی مقتضائے بشریت علی بن عیسی کے پاس جانے سے مین نے اپنے تئین باز رکھا تیسری رات کو پھر مینے حضرت سرور دین ودنیا علیہ الاف التحیۃ والثنا کو خواب مین دیکھا کہ آپ میرے نجانے کا سبب علی بن عیسی کے پاس پوچھتے ہین مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم اس واقعے کے سچائی کی ایک علامت چاہتا ہون حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات سنکر میری تحسین وآفرین کی اور فرمایا کہ اگر علی بن عیسی علامت اس واقعے کے سچائی کی تم سے مانگے تو اس سے کہنا کہ علامت یہ ہے کہ تو ہر روز بعد نماز فجر کے آفتاب نکلنے تک قبل اسکے کہ تو کسی سے بات کرے پانچ ہزار مرتبہ درود پڑھکر ہماری حضور مین پیشکش کیا کرتا ہے اور اس راز کو تیرے کوئی نہین جانتا سوا خدا وند

لہ یعنی جو شخص درود بھیجے مجھپر ایکبار تو رحمت کرتا ہے اللہ اسپر دس بار ۱۲

تعالے کے اور کراما کاتبین کے یہ خواب دیکھکر جو مین اٹھا تو سیدھا وزیر کے پاس چلا گیا
اور اُس سے اس خواب کا قصہ مین نے بیان کیا اور اس واقعے کے سچائی کی علامت
جو آپ نے ارشاد فرمائی تھی اُس کے سامنے ظاہر کی وہ نہایت خوش ہوا اور کہنے
لگا کہ مرحبا برسول رسول اللہ حقا بعد اُس کے مجھے تین ہزار دینار اُس نے لا کر
دیے اور کہا کہ اس سے اپنا قرض ادا کرا اور تین ہزار اور دیے کہ اسکو اپنے عیال کا
نفقہ کرا اور تین ہزار اور دیے کہ اسکو اپنا مایۂ تجارت کرا اور مجھے قسم دی کہ تو اپنی
محبت مجھ سے قطع نہ کرنا اور جو حاجت تجھے پڑا کرے میرے پاس آیا کر مین تیری حاجت
روائی مین بدل و جان کوشش کرون گا پس مین اُن تین ہزار دینار کو لیکر قاضی کے
پاس گیا تا کہ اُسکے سامنے ادا کرون صاحب دین کو دیکھا مین نے کہ مبہوت قاضی کے
پاس آیا مین نے دنانیر گنے اور سارا قصہ اُن کے سامنے بیان کیا قاضی نے کہ یہ ساری
کرامتین وزیر ہے کیون دے دیتے مین نے یہ دین تمھارا ادا کیا پس صاحب دین
کہ یہ سب کرامتین تم لوگون کو لینے کی کیا وجہ ہے مین ہزار اوار تر ہون اسباب مین
کہ برأت اسکی تیرے ذمے سے کرون مین نے اللہ و رسول کے واسطے اپنا دین
معاف کیا پس قاضی نے کہا کہ جو کچھ اللہ اور رسول کے واسطے نکال کے لایا ہون اسکو
اب پھیر کر نہ لیجاؤن گا وہ مرد صالح کہتا ہے کہ مین وہ سارا مال لیکر اپنے گھر آیا اور
حق تعم کا شکر بجا لایا ولہ الحمد والمنة وعلی رسولہ الصلاۃ والتحیۃ فصل پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت و استحباب ہر وقت و ہر حال
مین ہے ولیکن شب جمعہ اور روز جمعہ مین افضل واجب ہے اس رات اور
دن کے شرف کی جہت سے اور اس جہت سے کہ ان دو وقتون مین درود بھیجنے
کی فضیلت اخبار و آثار سے ہوئی ہے حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے
ہین کہ شب جمعہ افضل ہے شب قدر سے اسواسطے کہ لطیفہ ظاہر دی کہ ساری خیرات

---

[1] خوشی ہو ساتھ رسول اللہ کے حق ہے ۱۲

[2] اللہ ہی کے واسطے ہے حمد اور احسان اور اوپر رسول اُسکے کے ہے درود و تحفہ ۱۲

و برکات کا اصل و مادہ ہے اسی رات مین حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ مین قرار پایا ہے ساتھ اور خصوصیات کے جو اسکی شان مین وارد ہین دافشرا علم اور حدیث مین آیا ہے کہ افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ قبض وفیہ النفخۃ وفیہ الصعقۃ فاکثروا علی من الصلوٰۃ فیہ فان صلوٰتکم معروضۃ علی فادعوا لکم واستغفره رواہ ابوداؤد وصححہ النووی اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ فانہ یوم مشہود تشہدہ الملائکۃ اور درود والے پڑھنے والے سے شکر بجا پہونچاتے ہین اور خبر مین آیا ہے کہ جو درود کہ تم جمعے کے دن مجھپر بھیجتے ہو وہ عرش کے نیچے نہین ٹھہرتا اور جب فرشتے کے پاس تک پہونچتا ہے وہ ملائکہ سے کہتا ہے کہ صلوا علی قائلہا اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ اکثروا علی من الصلوٰۃ فی لیلۃ الغراء والیوم الاغر اور ایک روایت مین ہے فی لیلۃ الزہراء والیوم الازہر اور بعضے علمار نے کہا ہے کہ شب جمعہ کی خصوصیات سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بنفس نفیس جواب صلوٰۃ و سلام دیتے ہین صلوٰۃ و سلام عرض کرنے والے کو اس شب مین اللہم وسلم علیہ فی کل یوم ولیلۃ وفی کل لمحۃ اور مفاخر الاسلام مین حدیث لاتا ہے من صلے علے فی لیلۃ الجمعۃ مأۃ صلوٰۃ قضی اللہ لہ مأۃ حاجۃ سبعین حاجۃ من امور الدنیا وثلثین من امور الآخرۃ اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ جو شخص جمعے کے دن ہزار مرتبہ یہ درود پڑھے اللہم صلے علے محمد وآلہ الف الف مرۃ تو وہ شخص جب تک اپنی جگہ بہشت مین نہ دیکھ لے گا اس جہان سے انتقال نہ کرے گا سخاوی نقل کرتے ہین کہ حدیث مرفوع مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص سات جمعے مین ہر روز سات بار یہ درود پڑھے گا انکے حق مین میری شفاعت واجب ہو جائیگی

؎ یعنی تمھارے سب دنون سے افضل دن جمعہ کا ہے اس مین پیدا کیا گیا آدم اور اسی مین روح قبض کی گئی اور اسی مین نفخہ ہے اور اسی مین صعقہ ہے پس تم لوگ اس دن مجھپر درود بھیجا کرو اسواسطے کہ اس دن تمھارا درود مجھپر عرض کیا جاتا ہے پس مین دعا کرتا ہون تمھارے واسطے اور استغفار کرتا ہون روایت کی ہے اسکو ابوداؤد نے اور صحیح کہا اسکو نووی نے ۱۲ ؎ یعنے جمعہ کا دن ہے کہ فرشتے حاضر ہوتے ہین ۱۲ ؎ یعنی درود بھیجو دن درود بھیجنے والے پر ۱۲ ؎ اور روزون کی نسبت شب روشن اور روز روشن مین مجھپر زیادہ درود بھیجا کرو ۱۲ ؎ اے اللہ درود و سلام بھیج اسپر ہر دن اور رات مین اور ہر لحظہ مین ۱۲ ؎ یعنے فرمایا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو مجھپر درود بھیجے شب جمعہ کو سو بار تو اسکی سو حاجتین بر آتی ہین ستر اُن مین سے دنیاوی حاجتین اور تیس اخروی ۱۲ ؎ اے اللہ درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آل انکی پر ہزار ہزار مرتبہ ۱۲ ؎ [illegible]

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد صلوٰۃ تکون لک رضاء و لحقہ اداء و آتہ الوسیلۃ والمقام المحمود الذی وعدتہ واجزہ عنا ما ہو اھلہ واجزہ عنا افضل ما جازیت نبیا عن امتہ وصل علی جمیع اخوانہ من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین یا ارحم الراحمین اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یزید بن وہب سے کہا کہ جمعے کے دن درود ترک نکر ہزار مرتبہ پڑھا کر اللھم صل علی محمد النبی الامی اور بھی کتاب مفاخر الاسلام میں حضرت سعید بن مسیب سے لایا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ من صلے علی یوم الجمعۃ ثمانین مرۃ غفرہ ذنوبہ ثمانین سنۃ اور میری شیخ شہاب میں نقل کرتے ہیں کہ حدیث حسن میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص جمعے کے دن رسول اللہ صلی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر درود بھیجے بصیغۂ اللھم صل علی محمد عبدک ورسولک النبی الامی وعلی آلہ واصحابہ وسلم تسلیما کے تو اسی برس کے گناہ اس کے بخشے جاتے ہیں اور مفاخر الاسلام میں لایا ہے کہ جو شخص جمعے کے دن بعد نماز عصر کے قبل اس سے کہ اٹھے اس جگہ سے جہاں پر نماز ادا کی ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسی مرتبہ درود بھیجے تو اسکے اسی برس کے گناہ بخشے جائینگے اور خبر میں آیا ہے کہ خالد بن کثیر کے سرہانے قبل دم ٹوٹنے کے ایک پرچہ کاغذ کا پایا گیا اس میں لکھا تھا کہ براءۃ من النار لخالد بن کثیر انکے گھر والوں سے پوچھا گیا کہ یہ کیا کام ایسا کرتے تھے کہ اس کرامت سے مشرف ہوگئے انھوں نے کہا کہ وہ ہر جمعہ کو ہزار بار درود حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر بھیجا کرتے تھے **فصل** جیسا کہ کثرت درود کو فضیلت ہے شب جمعہ میں ویسا ہی شب دوشنبہ میں بھی ہے اس واسطے کہ دوشنبہ بے روز بزرگ ہے کہ اس میں تیرہ...

ہو درود بھیج محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آل محمد پر ایسا کہ ہو موافق تیری خوشی کے اور واسطے حق انکے اور عنایات فرما انکو وسیلہ اور مقام محمود جو وعدہ فرمایا تو نے اور جزا دی ہماری جانب جس چیز کے سزاوار ہیں وہ جزا دی ہماری طرف سے بزرگتر ہیں اس جزا کے جزا دی تو نے اور نبیوں کو انکی اُمت کی طرف سے اور درود بھیج تمام بھائیون انکے پر نبیوں سے اور صدیقون سے اور شہیدون اور صالحون سے یا ارحم زیادہ رحمون کا ۱۲ سلہ یعنے جو شخص مجھپر درود بھیجے جمعے کے دن اسّی مرتبہ تو بخشے جاویں گناہ انکے اسّی برس کے ۱۲ سلہ اے اللہ درود بھیج محمد بندے اپنے پر اور رسول نبی پر جو نبی اور اُمّی ہیں اور آل اصحاب انکی پر اور سلام ۱۲ سلہ بیزاری ہے آگ سے

اعمال درگاہ رب العزت میں عرض کیے جاتے ہیں اسی جہت سے حضرت سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ اکثر اس دن روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اُس دن بندوں کے اعمال حضرت ذوالجلال میں عرض کیے جاتے ہیں پس میں دوست رکھتا ہوں کہ اعمال میرے عرض کیے جائیں اس حال میں کہ میں روزے سے ہوں احیاء العلوم میں ہے کہ جو شخص شب دوشنبہ میں دو رکعت نماز پڑھے اسطور پر کہ پہلے رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے اور دوسری رکعت میں اکیس بار پڑھے اور تیسری رکعت میں تیس بار پڑھے اور چوتھی رکعت میں چالیس بار پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد چھہتر بار پھر استغفار کرے اپنے واسطے اور اپنے والدین کے واسطے چھہتر بار پھر درود بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پچیس بار پھر جو حاجت حضرت حق تعالےٰ سے مانگے گا پاوے گا آحدیث اور پنجشنبے کے روز درود پڑھنے کی فضیلت میں بھی ایک حدیث وارد ہوتی ہے مفاخر الاسلام میں لایا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ من صلے علے یوم الخمیس مأۃ مرۃ لم یفتقر ابداً

فصل اس میں شک نہیں کہ برکت کی جگہ اور ہر موطن خیر میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا مستحسن و مستحب ہے لیکن علما رحمہم اللہ تعالےٰ نے چند مواضع کی گنتی لگائی ہے جہاں استحباب اس فضیلت کا موکد تر اور فاضل تر ہے وہ یہ ہیں کہ طہارت کے بعد اگرچہ تیمم ہی ہو اور نماز میں بعد تشہد کے اور امام شافعیؒ کے نزدیک بعد قنوت کے بھی اور بعد نماز کے اور بعد اذان اور اقامت کے اور رات کو اُٹھنے کے وقت تہجد کے واسطے اور بعد وضو وحمد کے اور بعد نماز تہجد کے اور مسجد کے پاس سے نکلنے کے وقت اور روز جمعہ کو اور شب جمعہ کو خصوصاً بعد نماز جمعے کے اور روز پنجشنبہ کو اور دوشنبہ کو اور روز یکشنبہ کو اور خطبوں میں اور اول روز اور آخر روز کو اور وقت سحر کو اور خطبوں میں بعد بسم اللہ کے اور تکبیرات عید میں شافعیہ کے نزدیک اور نماز جنازہ اور احرام میں لبیک کہنے کے بعد اور صفا اور مروہ پر اور بعد تہلیل اور تکبیر کے اور بیت اللہ شرفہا اللہ تعالیٰ وزادہا شرفاً وتعظیماً کی زیارت کے وقت اور حجر اسود کے بوسہ لینے کے وقت اور طواف میں

خالدین کثیر کو ۱۲ اللہ بیٹے جو شخص مجھپر درود بھیجا کرے پنجشنبے کے روز سو مرتبہ وہ محتاج کبھی نہو گا ۱۲

اور ملتزم کے پاس اور سارے مواقف حج مین اور قبر شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس کہ انجمع واقرب مواضع اور مستجلب انوار وبرکات ہے اور مشاہدہ آثار نبویہ کے وقت مثل مسجد قبا اور مدینہ منورہ معطرہ مطہرہ معظمہ مکرمہ زادہا اللہ شرفاً وتکریماً اور وادی بدر اور جبل اُحد وغیرہ اور بیع اور شرا کے وقت اور وصیت نامہ لکھنے کے وقت اور ارادہ سفر کے وقت اور سواری پر سوار ہونے کے وقت اور منزل مین اوترنے کے وقت اور بازار کے جانے کے وقت اور بازار مین داخل ہونے کے وقت چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہین بازار مین کہ کثرت شغل بیع وشرا کی جہت سے لوگون کو خداے تعالیٰ سے غافل پاتے تھے تشریف لاتے تھے اور حمد وصلوٰۃ کہتے تھے اور دعوت مین جانے وقت اور دعوت سے پھرتے وقت اور گھر مین آنے کے وقت اور نزول حاجت کے وقت اور خوف احتیاج کے وقت اور غلام یا چارپاے کے یا جانور کے بھاگ جاتے وقت اور غم وشدت کے وقت اور طاعون کے وقت اور خوف غرق کے وقت اور کان بولنے کے وقت ساتھ ضمیمہ اس قول کے کہ ذکر اللہ[1] بخیر من ذکرنی بخیر اور پاؤن سو جانے کے وقت اور بھولی چیز یاد کرنے کے وقت اور خوف نسیان کے وقت اور شرب کھانے کے وقت اور پانی پینے کے وقت طرف سے آوز گدھے کی آواز کرنے کے وقت اور گناہ کرنے کے وقت بعد تاکہ اُسکا کفارہ ہو جاتے اور اول وآخر دُعا کے اور ملاقات کے وقت کسی بھائی مسلمان دیار ومصاحب کے تئیں اور قوم کے مجتمع ہونے کے وقت متفرق ہونے سے پہلے اور مجلس سے اٹھنے کے وقت تاکہ مامون رہے غیبت سے اور ہر جگہ مین جو خدا کے واسطے ہو اور شعائر اسلام کے واسطے اور قرآن کے ختم ہونے کے وقت اور دُعاے حفظ قرآن مین اور کلام کے شروع ہونے کے وقت مگر یہ کہ وہ کلام منہی عنہ ہو اور درس دینے سے پہلے اور وعظ سے پہلے اور قرأت حدیث کے اول وآخر اور جسوقت کوئی چیز اچھی معلوم ہو مگر بعضے علماء مالکیہ درود پڑھنے کو مقام تعجب مین مکروہ رکھتے ہین چنانچہ تسبیح وتہلیل کسی امر عظیم

[1] یعنے خدا کو یاد کیا جس نے مجھے یاد کیا بھلائی کے ساتھ ۱۲

کے نزدیک یا نزدیک عرض اسباب اور لکھو لہو متاع کے مکروہ ہے اور بڑی ضروری جس جگہ
درود بھیجنے کی یہ ہے کہ آپ کا نام مبارک زبان پر آئے یا لکھا جائے اور حدیث مین
آیا ہو کہ من صلے علی فی کتاب لم تزل الملائکۃ تستغفر له ما دام اسمی فی الکتاب اس حدیث
کی روایت بہت سے علماء حدیث نے کی ہے ولیکن سند اسکی ضعیف ہے اور ابن جوزی نے
اسکو وضعی کہا ہے واللہ اعلم اور نقل کرتے ہین کہ ایک شخص کاغذ کے بخل کی جہت سے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین لکھتا تھا اسکا ہاتھ
گر گیا اور ایک اور تھا کہ صلی اللہ علیہ فقط لکھتا تھا اور وسلم اسکے ساتھ نہین ملاتا تھا اسنے
خواب مین دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسپر عتاب فرمایا اور ارشاد فرمایا
کہ تو اپنے تئین چالیس نیکیون سے کیون محروم رکھتا ہے یعنی لفظ وسلم مین چار حرف ہین
اور ہر حرف کے بدلے دس نیکی ہین پس اس حساب سے چالیس نیکیان ہوئین اور اسی
قبیل سے ہے وہ جو بعضے رمز اور اشارات پر اکتفا کرتے ہین چنانچہ بعضے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی علامت ص ام یا صلعم رکھتے ہین اور رضی علیہ السلام کا عین وم کرتے ہین وعلی ہذا القیاس
حکایت کرتے ہین کہ ایک سے خواب مین کسی نے پوچھا کہ حق تعالے نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ
کیا اور کس بات پر تمکو بخشا اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک جب کبھی
لکھتا تھا تو اسکے ساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ضرور لکھتا تھا یہی سبب میری بخشایش کا ہوا اور
حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کو کسی نے خواب مین دیکھا انسے پوچھا کہ حق تعالے نے
آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا فرمایا کہ اللہ تعالے نے مجھپر رحمت کی اور مجھے بخشدیا اور مجھے بہشت
مین لیگیا جیسے دولہا کو لیجاتے ہین اور موتی و یاقوت مجھپر نثار کیے جیسے دولہا پر نثار کرتے
ہین اور اسکا سبب یہ ہوا کہ رسالہ لکھنے مین مین کہا کرتا تھا صلے اللہ علی محمد عدد ما ذکرہ الذاکرون
وعدد ما غفل عن ذکرہ الغافلون

فصل حضرت سید الانام علیہ وعلی آلہ التحیۃ والسلام کی زیارت

له یعنی جو شخص درود بھیجے مجھپر کتاب مین تو ہمیشہ فرشتے اسکے واسطے استغفار کرین گے جب تک کہ میرا نام کتاب مین
رہیگا ۱۲ له درود بھیجا اللہ نے اوپر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمار اس چیز کے کہ ذکر کرین اسکو ذکر کرنے والے
اور شمار کرد اس چیز کا کہ غافل ہون ذکر اسکے سے غافل ۱۲ له اے اللہ درود بھیج محمد اور آل محمد پر اور سلام [illegible]

خواب میں حاصل ہونے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے التزام درود طہارت کے ساتھ بصیغہ اللہم صل علی محمد و علی آلہ وسلم کما تحب و ترضی لہ اور اس درود کے التزام سے بھی یہ سعادت حاصل ہوتی ہے اللہم صل علی روح محمد فی الارواح اللہم صل علی جسدہ فی الاجساد و اللہم صل علی قبرہ فی القبور۔ اور مفاخر الاسلام میں لاتا ہے کہ جو شخص جمعہ کے روز ہزار بار درود بھیجے بصیغہ اللہم صل علی محمد ن النبی الامی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خواب میں دیکھے یا اپنا گھر بہشت میں دیکھے اور اگر نہ دیکھے تو خدا چاہے تو پانچ جمعہ تک ایسا کچھ دیکھے کہ اس سے خوشی حاصل ہو اور جو شب جمعہ کو دو رکعت پڑھے اس طور پر کہ دونوں رکعتوں میں بعد سورۂ فاتحہ کے گیارہ گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے اور بعد سلام پھیرنے کے سو بار درود بھیجے بصیغہ اللہم صل علی محمد ن النبی الامی وآلہ وسلم اگر نصیب ہوگا تو انشاء اللہ تین جمعے نہ گذرینگے کہ خواب میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کریگا اور مشرف ہوگا حضرت شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے اسکا تجربہ کیا ہے اور بھی روایت ہے کہ جو شخص جمعہ کو دو رکعت نماز ادا کرے اس طرح کہ ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ اخلاص پچیس بار پڑھے اور بعد سلام پھیرکے ہزار بار درود بھیجے بصیغہ اللہم صلے اللہ علے النبی الامی وہ خواب میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ کو دیکھے اور سعید بن عطا سے روایت ہے کہ جو شخص طاہر فرش پر لیٹے کہ داہنے ہاتھ کو تکیہ کرے اور دعا پڑھکر سو جائے انشاء اللہ تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہو اور وہ دعا یہ ہے اللہم انی اسئلک بجلال وجہک الکریم ان ترینی فی منامی وجہ نبیک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رؤیۃ تقربہا عینی و تشرح بہا صدری و تجمع بہا شملی و تفرج بہا کربتی و تجمع بینی و بینہ یوم القیامۃ فی الدرجات العلٰے ثم لا تفرق بینی و بینہ ابدا یا ارحم الراحمین

اے اللہ درود بھیج اوپر روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اروا حون درمیان اے اللہ درود بھیج اوپر جسد اسکے کے اجساد میں اے اللہ درود بھیج اوپر قبر اسکے کے قبروں میں ۱۲ سلہ یعنی اے اللہ میں سوال کرتا ہوں بواسطہ تیری بزرگی کے کہ تو دکھادے مجھے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک خواب میں کہ ٹھنڈی کردے اس سے میری آنکھ اور کھولدے برکت سے اسکی سینا اور جمع کردے اسکی برکت سے میری پراگندی اور کھول دے اسکی برکت سے کربت جمع کردے اسکی بہت سے درمیان میرے اور درمیان اسکے روز قیامت کے درجات عالیہ میں اور نہ جدائی ڈال درمیان میرے اور درمیان اسکے کبھی اے سب رحیموں سے زیادہ رحیم ۱۲۔

اگرچہ اس طریق کے درود بھیجنے کا ذکر نہین کیا لیکن طالب اس سعادت کا درود پڑھ کر اس دعا کو
پڑھے تو اس مین شک نہین کہ اتم واکمل ہوگی اور اس سعادت کے حاصل کرنے کے اور بھی طریق علما
نے بیان کیے ہین خلاصہ ان سب کا کثرت درود اور دوام توجہ اور استغراق ہے حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ذکر شریف مین واللہ الموفق۔ فصل۔ جو صیغہ درود کے کہ حدیث شریف مین
وارد ہوئے ہین انکا پڑھنا بیشک افضل واکمل ہوگا کیونکہ وہ درود مشتمل ہین حضرت سید الرسل صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ شریفہ پر پھر بعضے علما کہتے ہین کہ ان سب مین وہ صیغہ جو بعد تشہد کے پڑھا
جاتا ہے سب سے افضل ہے اور وہ احادیث صحیحہ مین کیفیات مخصوصہ پر وارد ہوا ہے چنانچہ اسکا ذکر آئیگا
اور ہر ایک حصول مقصود مین کافی و وافی ہے اسباب مین سب سے ظاہر تر و مشہور تر یہ صیغہ ہے اللھم صل علی
محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت
علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ جسنے پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا بصیغہ درود تشہد بہ تحقیق اسنے درود بھیجا اسوجہ پر کہ جسپر مامور ہوا ہے اور
پایا اس نے وہ ثواب جو موعود ہے درود پڑھنے پر تحقیقا اسواسطے اگر کوئی شخص حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر افضل صلواۃ بھیجنے کی قسم کھائے تو درود تشہد پڑھنے سے اسکا ذمہ بری ہوجاتا ہے اس قسم
کے عہدہ سے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ درود بھیجنے والے کو چاہیے کہ جو کچھ احادیث
صحیحہ مین کیفیات مخصوصہ سے وارد ہوا ہے وہ سب جمع کرے اور پڑھے تاکہ ساری فضیلتین اور پورا ثواب
پاوے اور وہ سب یہ ہین اللھم صل علی محمد عبدک ورسولک النبی الامی وعلی آل محمد وازواجہ
امہات المومنین وذریتہ واہل بیتہ کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم فی العالمین
انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد عبدک ورسولک النبی الامی وعلی آل محمد وازواجہ امہات
المومنین وذریتہ واہل بیتہ کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم فی العالمین
انک حمید مجید وکما یلیق بعظیم شرفہ وکمالہ ورضاک عنہ وکما تحب وترضی لہ
عدد معلوماتک ومداد کلماتک ورضا نفسک وزنۃ عرشک افضل صلواۃ
واکملہا واتمہا کلما ذکرہ الذاکرون وغفل عن ذکرہ الغافلون وسلم تسلیما
کذالک وعلینا معہم اور شیخ کمال الدین بن الہمام حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہین

کرتی ہین کیفیات کہ حدیث مین وارد ہین اس صیغے مین موجود ہین اللہم صل ابدا افضل صلواتک علے
سیدنا محمد عبدک و نبیک و رسولک محمد و آلہ وسلم تسلیما و زدہ تشریفا و تکریما و انزلہ المنزل
المقرب عندک یوم القیمۃ ابن قیم جوزی حنبلی نے اور بعضے علماے شافعیہ نے کہے
ہین کہ اول یہ ہے کہ جو جو ورود جس جس صورت پر وارد ہوا ہے جدا جدا ایک ایک
وقت مین پڑھے تاکہ سب کے پڑھنے سے مشرف ہو اور سب کا اکٹھا کرنا مستلزم ہے
ایک نیا صیغہ بنے کا کہ ہیئت مجموعی اُسکی کسی حدیث مین وارد نہین ہوئی انتہی بہر تقدیر
بعضے صیغے کہ احادیث مین مذکور ہین اور اخبار ماثورہ سے پہونچے ہین بیان انکا کرتا
ہے و باللہ التوفیق پہلا صیغہ اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم
و علی آل ابراہیم و بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و علی آل
ابراہیم فی العالمین انک حمید مجید روایت کی اسکو مسلم نے لیکن بعضے طریق حدیث
مین اسپر کچھ اور زیادتی بھی ہے دوسرا اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت
علی ابراہیم انک حمید مجید اللہم بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم
انک حمید مجید روایت کی اسکو بخاری اور مسلم نے تیسرا اللہم صل علی محمد النبی
الامی و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علے آل ابراہیم انک حمید مجید
روایت کی اسکو احمد نے اپنی مسند مین چوتھا اللہم صل علی محمد و ازواجہ و ذریتہ
کما صلیت علی آل ابراہیم و بارک علی محمد و ازواجہ و ذریتہ کما بارکت
علی آل ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اسکو شیخین یعنے بخاری اور مسلم نے
اپنے صحیحین مین اور نسائی اور ابن ماجہ نے پانچوان اللہم صل علی محمد عبدک
و رسولک کما صلیت علے ابراہیم و بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم
و علے آل ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اس کو شیخین اور نسائی نے
چھٹا اللہم اجعل صلواتک و برکاتک علی محمد و علے آل محمد کما جعلتہا علے
ابراہیم و آل ابراہیم انک حمید و بارک علے محمد و علے آل محمد کما بارکت علے
ابراہیم و آل ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اسکو قاسم نے جیساکہ آگاہ کیا ہے

اسپر نسائی نے اپنے مفاخر مین سا توان اللہم صل علی محمد و اہل بیتہ کما صلیت علی ابراہیم انک حمید مجید اللہم صل علینا معہم اللہم بارک علی محمد و اہل بیتہ کما بارکت علی ابراہیم انک حمید مجید اللہم بارک علینا معہم صلواۃ اللہ و صلواۃ المومنین علی محمد النبی الامی السلام علینا و رحمۃ اللہ و برکاتہ روایت کی اسکی دار قطنی نے آٹھوان اللہم صل علی محمد و علی آل محمد روایت کی اسکی ابو داؤد نے نوان اللہم صل علی محمد النبی الامی وازواجہ امہات المومنین و ذریتہ و اہل بیتہ کما صلیت علی ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اسکی بھی ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے کہ من سرہ ان یکتال بالمکیال الاوفے اذا صلے علینا اہل البیت فلیقل ہذا دسوان اللہم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک علی محمد کما صلیت و بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اسکی نسائی نے گیارھوان اللہم اجعل صلواتک و رحمتک و برکاتک علی محمد و علی آل محمد کما جعلتہا علی ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اسکی احمد نے بارھوان اللہم صل علی محمد کما امرتنا ان نصلی علیہ و صل علیہ کما ینبغی ان یصلی علیہ ذکر کیا اسکو تحفۃ حبیب شرف المصطفی نے شرف المصطفی مین تیرھوان اللہم صل علی محمد عبدک و رسولک النبی الامی الذی امن بک و یکتابک و اعطہ افضل رحمتک آتہ التشرف علی خلقک یوم القیمۃ واجزہ خیر الجزاء والسلام علیہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ تنبیہ ان صیغون مین جو صیغہ خالی ہے ذکر سلام اُسکے بعد یہ کلمہ ضم کرنا چاہیے السلام علیک ایہا النبی الکریم و رحمۃ اللہ و برکاتہ اسواسطے ذکر صلواۃ کا بغیر سلام کے اکثر علما کے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ اللہ تعالے نے آیہ کریمہ یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما مین صلواۃ کے ساتھ سلام کو بھی ذکر فرمایا اگرچہ بعضے کو اسکی

ؔ اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو درود بھیجو اوپر اُسکے اور سلام بھیجو سلام بھیجنا ۱۲

کراہیت مین کچھ کلام ہو لیکن خلاف اولی ہونا تو اُسکا متفق علیہ ہے اور وہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صیغۂ صلوٰۃ کے ساتھ سلام کو ذکر نہین فرمایا اسکا سبب یہ ہے
کہ صحابۂ کرام کو اسکا علم پہلے سے تھا چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ صحابۂ کرام
رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین حضور حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین حاضر ہوے
اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ہمنے بتحقیق جان لیا کیفیت سلام کو کہ آپ پر سلام
بھیجنا چاہیے آپ ہمکو تعلیم فرمایئے کہ صلوٰۃ آپ پر کیونکر بھیجا کرین فرمایا کہو اللہم صل
علے محمد وعلے آل محمد الحدیث اور اس قیاس پر اختصار کرنا فقط سلام پر بھی مکروہ یا
خلاف اولی ہوگا اور اکثر عجم والون کی عادت ہے کہ ذکر نام مبارک کے ساتھ علیہ السلام
پر اقتصار کیا کرتے ہین لیکن عرب کی کتابون مین یہ بات بہت کم ہے اور نہایت
حسن اختصار اور ایفاے مقصود مین واقع ہوا ہے وہ جو اگلے پچھلے مصنفون نے
اپنے کتب مین ذکر نام مبارک کے ساتھ صیغۂ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لکھنے کا التزام
کیا ہے اور شاید کہ قصد اختصار باعث ہوا ہے علے آلہ ذکر نہ کرنے کا ورنہ اس کلمہ کا
بڑھانا لفظ اور کتابت مین احسن واولی ہے چنانچہ بعضے نسخون مین مسطور ہوتا ہے
اگرچہ منظور کا عطف ضمیر مجرور پر اعادۂ جار کے اکثر نحویون کے نزدیک درست نہین
اور اگرچہ دعاے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متضمن ہے دعاے آل واصحاب
اور جمیع مومنین کو کما قیل وہذا دعا شامل للبریۃ **فصل** علما مین اختلاف ہے کہ سارے
درودون سے افضل کونسا درود ہے اس مین اقوال متعددہ وارد ہوتے ہین اور
یہ نہین جانتا کہ اختلاف کس جہت سے ہوا ہے اس جہت سے ہے کہ ہر ایک کے
نزدیک ایک صیغے کی شان مین کوئی اثر وارد ہوا ہے یا اس جہت سے ہے کہ ہر ایک
کے نزدیک ایک صیغہ ٹھیرے ہوئے ہے کیفیت وکمیت فاضلہ کو وہ جو کچھ بعضے زیارت
کے رسالون مین علمانے لکھا ہے دس قول ہین **پہلا قول** سب درودون سے افضل
درود وہ ہے کہ جو بعد تشہد کے پڑھا جاتا ہے چنانچہ اُس کے طرف اشارہ ہوا ہے

لہ یعنے یہ دعا شامل ہے سارے خلق کو ۱۲

دوسرا قول اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما ذکرہ الذاکرون و کما غفل عن ذکرہ الغافلون تیسرا قول اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما ہو اہلہ و مستحقہ چوتھا قول اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما انت اہلہ پانچوان قول اللہم صل علی محمد و علی آل محمد افضل صلوٰتک عدد معلوماتک چھٹا قول اللہم صل علی محمد النبی الامی علی کل نبی و ملک و ولی عدد الشفع والوتر و عدد کلماتک التامات المبارکات ساتوان قول اللہم صل علی محمد عبدک و نبیک و رسولک النبی الامی و علی ازواجہ و ذریتہ عدد خلقک و رضی نفسک و زنۃ عرشک و مداد کلماتک اٹھوان قول اللہم صل علی محمد و علی آل محمد صلوٰۃ دائمۃ بدوامک نوان قول اللہم بارک محمد وال محمد صل علی محمد و آل محمد و اجز محمدا ما ہو اہلہ دسوان قول اللہم صل علی محمد و ازواجہ امہات المومنین و ذریتہ و اہل بیتہ کما صلیت علی ابراہیم انک حمید مجید **فصل** حدیث مین آیا ہے کہ اذا صلیتم علی فاحسنوا الصلوٰۃ[1] اور بعضے مفسرون نے آیہ کریمہ و قولوا للناس حسنا[2] کی تفسیر مین کہا ہے کہ مراد ناس سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین اور مراد قول سے حسن صلوٰۃ ہے اون پر اور سدی کہ علماے تفسیر سے ہین جماعہ صحابۂ کرام و غیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نقل کرتے ہین کہ جس کسیکو اللہ تعالے بیان شافی اور قوت تعبیر معانی صحیحہ ساتھ الفاظ فصیحہ کے عنایت کرے اور ساتھ اُس بیان شافی اور قوت تعبیر کے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آیات تشریف و عظمت کو صلوات و تسلیمات تصنیف و ایجاد کرکے ظاہر کرے اور اس راہ کے چلنے والون اور اس نعمت کی قدر جاننے والون مین داخل ہو تو اس حکم عالی کے بجا لانے والون مین سے ہوگا اور بعضے صیغون کی افضلیت مین جو اختلاف واقع ہوا ہے تو غالب ہے

---

[1] یعنے جب تم درود بھیجا کرو مجھپر تو اچھا کرے ۱۲

[2] اور کہو واسطے لوگون کے بھلائی ۱۲

کہ مستند اسکا بھی حدیث ہوگی اور اسی پر بنا کرکے اکابر سلف و خلف نے صیغہ بلیغہ اور کلمات بالغہ مطابق اُس کے جو ماثور ہے تصنیف کئے ہیں اور بعضے ان میں سے بیان مذکور ہوتے ہیں ایک اُن میں سے یہ ہے اللھم صل علی سیدنا محمد السابق للخلق نورہ ورحمتہ للعالمین ظہورہ عدد من مضی من خلقک ومن بقی ومن سعد منہم ومن شقی صلوٰۃ تستغرق العد وتحیط بالحد صلوٰۃ لا غایۃ لہا ولا انتہاء ولا امد لہا ولا انقضاء صلوٰۃ دائمۃ بدوامک وعلی آلہ واصحابہ کذالک والحمد للہ علی ذالک سخاوی نقل کرتے ہیں کہ اوس درود کا ثواب دس ہزار درود کا ہے اور اسکا ایک عجیب وغریب قصہ ہے اور ایک یہ ہے اللھم صل علی سیدنا محمد افضل ما صلیت علی احد من خلقک صلوٰۃ دائمۃ بدوامک باقیۃ ببقائک صلوٰۃ تکون لک رضا ولحقہ اداء صلوٰۃ مقبولۃ لدیک معروفۃ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم صیغہ مشہورہ ہے اور مسبعات عشر میں ماثور ہے اور زمانہ تابعین سے معمول مشائخ آیا ہے حضرت شیخ اجل اکرم علی متقی نے اپنے بعضوں رسالوں میں اس صیغہ کی وصیت فرمائی ہے اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس صیغے کی کہ فقیر کو حضرت شیخ عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ میں وداع کے وقت اجازت فرمائی ہے یہی درود ہے اور اجازت مشائخ کی خاصیت ہے جو کچھ اس بندہ کو ان لفظوں میں نور و سرور وحضور وخشوع وخضوع حاصل ہوا ہے دوسرے صیغوں میں ساتھ قطع نظر کے مبالغات سے جو کیفیت وکمیت میں ہیں کم حاصل ہوتا ہے اور جب پھر ایسے صیغے کی طرف پھرتے ہیں آتے ہیں دل کو آرام نہیں ہوتا اور یہ بات اجازت مشائخ کے خواص واسرار سے ہے واللہ اعلم اور ایک یہ ہے اللھم لک الحمد بعدد من حمدک ولک الحمد بعدد من لم یحمدک ولک الحمد کما تحب ان تحمد اللھم صل علی محمد بعدد من صلی علیہ وصل علی محمد بعدد من لم یصل علیہ وصل علی محمد

ف مسبعات عشر اوراد مشہور و متبرک ہیں ۱۲

کما یجب ان تصلی علیہ اس صیغہ کو انشا کیا ہے طبرانی نے اور کہا ہے کہ اس کو ثواب
ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پڑھا ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے انکو پسند کر کے تبسم فرمایا ہے بیان کیا ہے کہ کھل گئیں کلیاں آپ کی دو ثنایا مبارک
سے نور ظاہر ہوا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور ایک یہ ہے اللہم
صل علی محمد ملاء الدنیا و ملاء الآخرۃ و بارک علی محمد ملاء الدنیا و ملاء الآخرۃ وسلم
علی محمد ملاء الدنیا و ملاء الآخرۃ اور ایک یہ ہے اللہم صل علی
محمد وآلہ واصحابہ واولادہ وازواجہ وذریتہ واہل بیتہ واصہارہ وانصارہ
واشیاعہ ومحبیہ وامتہ وعلینا معہم اجمعین یا ارحم الراحمین ذکر کیا ہے
اسکو سخاوی نے شفا سے اور نقل کیا ہے اسکو حسن مصری رضی اللہ عنہ سے کہ کہتے تھے
کہ جو شخص ارادہ کرے کہ پئے بھر پیالہ حوض مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پس اسکو
چاہئے اور ایک یہ ہے اللہم صل علی محمد فی الاولین وصل علی محمد فی
الآخرین وصل علی محمد فی النبیین وصل علی محمد فی المرسلین وصل علی
محمد فی الملاء الاعلی الی یوم الدین اللہم اعط محمدا الوسیلۃ والفضیلۃ والشرف والدرجۃ
الرفیعۃ وابعثہ مقاما محمودا اللہم آمنت بمحمد ولم اراہ فلا تحرمنی فی الجنۃ رؤیتہ
وارزقنی صحبتہ وتوفنی علی ملتہ واسقنی من حوضہ شربا مریا سائغا ہنیا
لا اظما بعدہ ابدا انک علی کل شیء قدیر اللہم بلغ روح محمد وآلہ منا تحیۃ وسلاما اللہم
کما آمنت بہ ولم اراہ فلا تحرمنی فی الجنۃ رؤیتہ لکھا ہے نیشاپوری سے نقل کرتے ہیں
کہ علما نے کہا ہے کہ جو کوئی اس صیغہ کو تین بار صبح اور تین بار شام کو پڑھا کرے اسکے گناہ
سب جاتے رہتے ہیں اور ہمیشہ اسکو خوشی حاصل رہتی ہے اور دعا اسکی قبول ہوتی ہے
اور امید اسکی پوری ہوتی ہے اور دشمنوں پر فتح پاتا ہے اور اچھے کاموں پر اسے توفیق
ہوتی ہے اور بہشت میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رفیق ہوگا اور ایک یہ ہے
اللہم صل علی محمد وبارک وسلم وعظم وکرم فی الدنیا بالعلاء ودینہ واظہار دعوتہ

ملہ طبرانی کا ہر عمل اسے حدیث سے ہیں ۱۲ —

ہے عظیم ذکرہ وارتفاع شرفہ وفی الآخرۃ بقبول شفاعتہ فی امتہ وتضعیف ثوابہ واظہار
فضلہ علی الاولین والآخرین وتقدیمہ علی کافۃ الانبیاء والمرسلین فی الشفاعۃ واعلاء
درجتہ فی الجنۃ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین اور ایک یہ ہے صلی اللہ
علی محمد وآلہ وسلم صلوٰۃ ہو الہاما صبح کے وقت اس درود کے پڑھنے میں امر واقع ہوا
ہے اور ایک یہ ہے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد صلوٰۃ انت لہا اہل وھو لہا
اہل وبارک وسلم یہ درود درجہ قبولیت تک پہونچا ہے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص
وارد نقل ہیں ہے یہ درود مدینہ منورہ میں پڑھا کرتے تھے جب انھوں نے ارادہ
سفر کا کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ تھوڑے
دن تم یہاں اور رہو ہمکو یہ درود پڑھنا تمہارا خوب آیا ہے اور ایک
یہ ہے اللھم صل علی محمد معدن الجود والکرم ومنبع العلم والحکم وعلی آلہ واصحابہ
وسلم یہ صیغہ اس سلسلہ شریفہ کے مشائخ میں مشہور ومتعارف ہے اور ایک یہ
ہے اللھم صل وسلم علی حبیبک وقریبک ولبیک مظہر ربوبیتک وفدائی [illegible] تک
ومثال قدرتک روح القدس معطی الحیاۃ والعقبات باخرک بکثیر العوالم [illegible] نور
القدس صاحب [illegible] وتعالی شموس نورک نقل کرتے ہیں کہ کلمات طیبات حضرت
غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے ترکیب دیے ہوئے ہیں اور ناقلین اسکے [illegible]
[illegible] ہیں اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کلمات عالیات [illegible]
[illegible] نے بھی اپنے رسالہ اوراد میں ذکر کئے ہیں واللہ اعلم اور ایک
یہ ہے اللھم صل وسلم علی روح محمد فی الارواح وصل وسلم علی جسدہ فی الاجساد
وصل وسلم علی قبرہ فی القبور سخاوی نے در منتظم سے نقل کیا ہے کہ ایسا وارد ہوا ہے
کہ جو کوئی اس درود کو بہت پڑھے گا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے
خواب میں مشرف ہوگا اور آپ کی شفاعت پاوے گا اور آپ کے حوض سے سیراب
ہوگا اور بدن اسکا جہنم کی آگ پر حرام ہوگا اور یہ صیغہ حرزین شریف ودلائل میں
منقول ہے اور اکثر زیادہ کرتے ہیں وعلی اسم محمد فی الاسماء اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ

فرماتے ہیں کہ میں نے جیسے وقت غلبۂ شوق و ذوق میں آپ کے پائے مبارک سے سر مبارک
تک ہر عضو شریف کو ذکر کرتا ہوں اور درود بھیجا ہوں اس طرح پر کہ اللھم صل علی راس
محمد فی الرؤس و صل علی شعر محمد فی الشعور و علی جبینہ محمد فی الجباہ و علی عین محمد فی العیون
و علی اذن محمد فی الاذان و علی وجہ محمد فی الوجوہ و علی صدر محمد فی الصدور و
علی قلب محمد فی القلوب و کذا اور کبھی کہتا ہوں و علی بلد محمد فی البلاد و علی دار محمد
فی الدور و علی مسجد محمد فی المساجد و کذا اور ایک یہ ہے اللھم لبیک
اللھم سعدیک صل و سلم علیہ ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا
صلوا علیہ و سلموا تسلیما اور ایک یہ ہے صلوٰۃ اللہ البر الرحیم و الملائکۃ المقربین
و النبیین و الصدیقین و الشہداء و الصالحین و ما سبح لک من شیء فی الارض و السماء
یا رب العالمین علی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب خاتم النبیین و سید المرسلین و امام
المتقین الشاہد البشیر الداعی الیک باذنک السراج المنیر و سلامہ علیہ و علی
آلہ [illegible] یہ صیغہ حضرت جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے
اور شفا میں مذکور ہے اور اسی طرح ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم
کے بعد رحلت فرمانے کے حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے یہ صلوٰۃ پڑھی تھی
اور ایک یہ ہے اللھم اجعل صلواتک و برکاتک و رحمتک علی سید
المرسلین و امام المتقین و خاتم النبیین محمد عبدک و رسولک امام الخیر
و رسول الرحمۃ اللھم ابعثہ مقاما محمودا یغبطہ فیہ الاولون و الآخرون
اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل
ابراہیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت
علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید اس صیغے کی روایت
حضرت عبد اللہ بن مسعود سے کرتے ہیں اور ایک یہ ہے اللھم
تقبل شفاعتہ محمد الکبری و ارفع درجتہ العلیا و آتہ سولہ فی الآخرۃ و الاولی
کما آتیت ابراہیم و موسیٰ روایت کی ہے اسکو طاؤس نے عبد اللہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور ایک یہ ہے اللہم اعط محمدا افضل ما سألک لنفسہ و
اعط محمدا افضل ما سألک لاحد من خلقک واعط محمدا افضل ما انت مسئول لہ الی
یوم القیامۃ یہ مروی ہے وہب بن الورد سے اور ایک یہ ہے اللہم صل علی
سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد النبی الامی الذی ارسلتہ رحمۃ للعالمین
اصطفیتہ علی الخلائق اجمعین عدد ما فی علمک وملأ ما فی علمک وزنتہ فی
علمک وعدد خلقک وعدد کل ذرۃ اضعافا مضاعفۃ فی ذلک الف
مرۃ فی الف مرۃ فی کل نفس ولمحۃ ولحظۃ وطرفۃ یطرف بها اہل السموات
والارض وعلی آلہ وصحبہ وسلم اور ایک یہ ہے اللہم صل علی
محمد عبدک ورسولک السید الکامل الفاتح الخاتم نور المبین ورسولک الصادق
الامین اٰت سیدنا محمد الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ المقام
المحمود الذی وعدتہ الشفیع المرتضی ورسولک المجتبی اللہم صل علیہ وعلی
آلہ کما صلیت علی ابراہیم وبارک علیہ وعلی آلہ کما بارکت علی ابراہیم
فی العالمین انک حمید مجید عدد ما خلقت ورضاء نفسک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا
مبارکا برحمتک یا ارحم الراحمین اور ایک یہ ہے اللہم صل علی
محمد وعلی آل محمد ما اختلف الملوان وتعاقب العصران وکرر الجدیدان و
استقبل الفرقدان واضاء القمران وبلغ روحہ وارواح اہل بیتہ منا
التحیۃ والسلام بعد اسکے یہ دعا کیا وے کہ اللہم مر الملٰئکۃ السیاحین والذین
خلقتہم لتبلیغ ہدایا الصلوٰۃ من امتہ الا حضرت نبیک وحبیبک ان
یبلغوا ہذہ الہدیۃ من ہذا الحقیر ویقولوا یا رسول اللہ قد بلغنا الیک العبد
الفقیر المسکین عبد الحق بن سیف الدین الساکن ببلدۃ دہلی العبد
المذنب العاصی الذی لا اعتبار لہ ولا اعتبار لاعتبارہ بما
وما ینسب ہذا المقام من العبادات او یقولوا یا رسول اللہ قد بلغنا
الیک العبد الفقیر المسکین عبد الحق بن غلام رسول اثابہ اللہ تعالیٰ

اللّٰہم تقبل القبول بجاہ ذریۃ سیدتنا فاطمۃ الزہراء البتول الساکن بعبادتہ کا تقول العبد
المذنب العاصی الذی لا ملجأ لہ ولا منجا الا جنابک وما یناسب ہذا المقام من
العبارات اور ایک یہ ہے اللّٰہم صل علی محمد م بعدد اوراق الاشجار
وبعدد قطرات الامطار وبعدد دواب البراری والبحار وعلی آلہ وصحبہ وسلم
اور کبھی یوں کہا جاتا ہے بعدد کل قطرۃ قطرت من سمائک الی ارضک من حین
خلقت الدنیا الی یوم القیمۃ وکذالک اوراق الاشجار ودواب البراری
والبحار اور ایک یہ ہے اللّٰہم صل علی سیدنا محمد م ابدًا بعدد کل ذرۃ الف الف
مرۃ وعلی آلہ وصحبہ وسلم اس درود کی فضیلت اکابر سے منقول ہے اور ایک
یہ ہے اللّٰہم صل علی محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم عدد کل شیء وصل علی
محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم زنۃ کل شیء اللّٰہم صل علی محمد وآلہ وصحبہ
وسلم عدد خلقک ورضاء نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک ومنتہی علمک
وجمیع رضاک اور ایک یہ ہے اللّٰہم صل علی محمد وعلی آل محمد م بعدد
اسمائک الحسنٰی وبعدد کل معلوم لک اور ایک یہ ہے اللّٰہم صل علی محمد
عدد کل ما خلقت وذرأت وبرأت وعدد کل قطرۃ قطرت من سمواتک الی ارضک
من حین خلقت الدنیا الی یوم القیمۃ کل یوم الف مرۃ وعلی آلہ وصحبہ وسلم
اور ایک یہ ہے اللّٰہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد صلوٰۃ تکون
لک رضاء ولحقہ اداء واعطہ الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ مقامًا محمودا
واجزہ عنا افضل ما جزیت نبیا عن امتہ وصل علی جمیع اخوانہ من النبیین والصدیقین
والشہداء والصالحین وعلی جمیع الاولیاء والمتقین وعلی سیدنا الشیخ محی الدین
عبدالقادر المکین الامین وعلی جمیع ملائکتک من اہل السموات والارضین
وعلی جمیع عبادک الصالحین وعلینا معہم یا ارحم الراحمین اس صیغے کا پڑھنا
بعد نماز صبح کے کتب مشائخ میں آیا ہے اور ایک یہ ہے اللّٰہم صل علی
سیدنا محمد وعلی آل محمد صلوٰۃ تنجینا بہا من جمیع الاہوال والآفات وتقضی لنا بہا

جمیع الحاجات وتطہرنا بہا من جمیع السیات وترفعنا بہا عندک اعلی الدرجات وتبلغنا بہا
اقصی الغایات من جمیع الخیرات فی الحیوٰۃ وبعد الممات اور کبھی یہ دو کلمے وتطہرنا بہا
من جمیع السیات کے پڑھے جاتے ہیں وتغفر لنا بہا جمیع الزلات وتکفر لنا بہا
جمیع الخطیات اس درود کے پڑھنے سے سارے مقاصد دنیا و آخرت کے بر آتے
ہیں اور ساری مشکلیں آسان ہوتی ہیں اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میری
مشکلیں اور حاجتیں اسی سے بر آتی ہیں اور پڑھنا اسکا واسطے نجات کے آفات مشکل و درد
سے منقول ومجرب ہے اور کم سے کم تین سو مرتبہ ہے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص کو ایک
مشکل آسان ہونے کے واسطے ہزار بار پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی تین سو بار پڑھ چکا
تھا کہ وہ مشکل آسان ہو گئی بعد اس درود کا وظیفہ تین سو بار پڑھنے کا معین ہوا اسکا
کو ذکر کیا ہے اسکو بعضے علماء نے اور ایک یہ ہے اللہم صل علی سیدنا محمد
النبی الامی الطاہر الزکی صلوٰۃ تحل بہا العقد وتفک بہا الکرب صلوٰۃ تکون
لک رضاء ولحقہ اداء وعلی آلہ وصحبہ وسلم وبارک اس درود کے پڑھنے
سے دل روشن ہوتا ہے اور سینہ کشادہ ہوتا ہے اور حاجتیں بر آتی ہیں اور
وہ ہو جاتی ہیں اور اس کو غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں اور
ایک یہ ہے اللہم صل وسلم وبارک وکرم علی سیدنا ونبینا محمد عبدک
ونبیک ورسولک النبی الامی نبی الرحمۃ وشفیع الامۃ الذی ارسلتہ رحمۃ
للعالمین وعلی آلہ واصحابہ والاولادہ وذریتہ واہل بیتہ الطیبین الطاہرین و
ازواجہ الطاہرات امہات المؤمنین افضل صلوٰۃ وازکی سلام وانمی برکات
عدد ما فی علمک وزنۃ فی علمک وملاء فی علمک ومداد کلماتک ومبلغ
رضاک وصل وسلم وبارک وکرم کذلک کلہ افضل صلوٰۃ وازکی سلام وانمی
برکات وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی آل وازواج واصحاب کل منہم
والتابعین اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے اتنا اور زیادہ کیا ہے وعلی سیدنا الشیخ
محی الدین عبدالقادر والمکین الاولین وعلی کل ولی اللہ فی العالمین وسائر

وتیسیر الحساب وسلم الکتاب وثقل المیزان ونمسیح انجاة وتسدید اللقاء وتحت
انتظار صلوٰۃ تصلح الاحوال وتفرغ البال وتصفی الوقت وتجنب المقت
صلوٰۃ تعم برکاتہا وتحیط کراماتہا وتشیع انوارہا وتنطق اسرارہا موجب
وباعثہ علی الرشاد ومانعۃ عن الضلال ودافعۃ للاشکال ومصفاۃ للکمال
صلوٰۃ لا تدع خیرا من خیرات الدنیا والآخرۃ الا حصلتہا ولا تترک کمالا من کمالات
الظاہر والباطن الا اتمتہا واکملتہا صلوٰۃ واتمہ متصلۃ باقیۃ غیر منقطعۃ
ناطقۃ بلسان الحال والقال سودیہ بجمیع الحق فی جمیع الاحوال صلوٰۃ راضیۃ
مرضیۃ کاملۃ مکملۃ تامۃ متممۃ نامیۃ منمیۃ مقبولۃ مشمولۃ جبلیۃ جبرئیلۃ لونا سرورا
بحار ضیاء ستار عبارا علما وعلاء جالا وذوقا اولا وآخرا ظاہرا باطنا برحمتک
وفضلک وجودک وعنایتک ورعایتک وکلائتک وحمایتک یا الٰہ العالمین ویا خیر
الناصرین ویا ارحم الراحمین ویا اکرم الاکرمین ویا غیاث المستغیثین اسئلے یوم الدین
من ازل الازل الی ابد الابدین برحمتک یا ارحم الراحمین آمین واخر دعوانا
ان الحمد للہ رب العالمین ۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ سارے کلمات اس
درود کے بیضے یا رات حضرت سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات میں کمال عجز
اور انکسار کے ساتھ آپ کے حضور فائض النور میں جلدی جلدی میں نے انشا کرکے
آپ کے سامنے پڑھے ہیں امید کہ مسموع ہو رضا ہوتے ہوں اور یہ میرے سرچ
کے غنائم میں سے ہے والحمد للہ رب العالمین سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام
علے المرسلین والحمد للہ رب العالمین

خاتمۃ الکتاب

سپاس بیقیاس کے لایق خاص وہ پروردگار ہے جسنے اپنی رحمت کاملہ سے گمرہان بادیہ
اور سرگشتگان وادی جہالت کی رستگاری کے واسطے رایت ہدایت اور ہوائے رشاد سے
بلند فرماکر حج وزیارت حرمین الشریفین زادہما اللہ شرفا وتعظیما کو موافق کلام صداقت نظام

حجوا فان الحج بغسل الذنوب کما یغسل الماء الدرن کے بموجب کفارت سیئات اور وظائف بوجوہ
بمضمون ہدایت مشحون من زار قبری وجبت له شفاعتی کے باعث استحصال شفاعت حضرت سرور
کائنات علیہ التحیات والصلوات کا ٹھہرایا اور درود نامحدود اسکے رسول مقبول صلے اللہ
علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ پر دریا تہ کو سزاوار ہے کہ جسنے واسطے صلاح واسعد اور فلاح
جماعت کافہ مسلمین و زمرۂ مومنین کے کیا کیا مساعی جمیلہ و کر و یات متطاہرہ اور شدائد آور
صعوبات متکاثرہ کو اپنی ذات بابرکات پر ملتزم اور گوارا فرمایا اما بعد اوپر رائے مومنین
اور صاحبان صدق و یقین کے مبرہن ہو کہ یہ رسالہ عجوبہ کہ ترجمہ مرغوب کتاب مستطاب فارسی
مسمی بہ **جذب القلوب الی دیار المحبوب** مصنفہ حضرت مولانا شاہ عبد الحق
دہلوی بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا ہے جس مین کوائف مدینہ مطیبہ اور اذکار مفیدہ حالات
حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات علیہ وعلی آلہ واصحابہ الصلوات والتسلیمات
کو واسطے نفع عام خصوصاً واسطے ان مومنین تقوی شعار اور مسلمین ورع آثار کے کہ جو کتابہا
عربی اور نکات فارسی کے سمجھنے کی دستگاہ نہین رکھتے ضبط کیا گیا ہے واقع تاریخ
دوم ربیع الاول ۱۲۹۴ ہجری رونق پذیر اختتام ہوا اور تسہیل عبارات و تفصیل اشارات
سے مقبول قلوب خاص عام ہوا امید کہ سب بھائی مسلمان فضیلت مدینہ منورہ اور کرامت
اس بلدۂ مشرفہ کی معلوم کرکے اُسکو یاد اعتقاد اور فرط انقیاد کے ساتھ اُسکی زیارت کو اپنی
سعادت سمجھکر کامیاب دارین ہو جائین اور حضرت مترجم کو کہ اُنھون نے نہایت عمدگی اور
نہایت خوبی سے بتصریح و تشریح زبان اُردو عام فہم مین ترجمہ فرمایا ہے دُعاے خیر سے کبھی
کبھی یاد و شاد فرمائین الٰہی بحرمت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہدیہ قبول ہوا اور جو
کوئی اسکو لکھے یا پڑھے یا سنے اوس کا مقصد دونون جہان مین حاصل ہو آمین یا رب العالمین

لہ حج کرو تم بتحقیق کہ حج دھوتا ہے گناہون کو جسطرح دھوتا ہے پانی میل کو ۱۲

لہ جس نے زیارت کی قبر میرے کی واجب ہوئی واسطے اس شخص کے شفاعت میری ۱۲

خاتمۃ الطبع

للہ الحمد والمنۃ کہ درین ایام فرخ التیام رسالہ فیض مقالہ مرغوب القلوب ترجمہ اردو
جذب القلوب جو فضائل مدینہ منورہ میں ہے ذلا جناب منشی نولکشور صاحب
سی۔ آئی۔ ای۔ واقع کانپور صانہا اللہ عن شر الشرور زمین بسرپرستی معلّےٰ القاب عالیجناب
ستودہ شیم فرخندہ خو منشی پراگ نرائن صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ بصد حسن و
خوبی بہزاران خوش اسلوبی تصحیح تمام و تنقیح مالا کلام ماہ مئی ۱۹۱۵ء میں تیسری مرتبہ حلیہ طبع سے
محلّی اور زیور انطباع سے آراستہ و پیراستہ ہوا والحمد للہ علیٰ ذالک۔

تاریخ طبع از مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل اکبرآبادی (؟) مہتمم مطبع ہذا

شائع گردید خوب با حسن و صفا — اردو جذب القلوب از فضل خدا
عاقل تاریخ عیسوی کرد رقم — مرغوب القلوب بہجت افزا زیبا

تاریخ طبع از سحر بیان مولانا محمد حامد علی خان صاحب حامد شاہ آبادی مصحح مطبع ہذا

چھپ چکا جس گھڑی یہ جذب القلوب اردو — ہر بشر کو ہوا مرغوب چھپا یہ اچھا
سالِ تاریخ جو مطلوب ہو تم کو حامد — لکھدو تم - ترجمہ کیا خوب چھپا یہ اچھا
۱۳ھ ۲۲